



دکتر زکیر حسین لائبریری

**DR. ZAKIR HUSAIN LIBRARY**

JAMIA MILLIA ISLAMIA

JAMIA NAGAR

NEW DELHI

Please examine the book before taking it out. You will be responsible for damages to the book discovered while returning it.





الوفاء للدين

الحمد لله

66- کہ سارک رسالہ منشی خان

100

CHIEF

تذکرہ المتفانین

بسمین شرف الدین ایرانی نزیل احمد آباد گجرات مجاور حجام پول کامو دین  
کے قرآن مجید ہونے سے انکار کرنا علما کو کرام کا اور اسکے کفر و ارتداد پر فتویٰ  
دینا ایرانی کا ایک فریبی اعلان چھاپنا فیصلے کے لیے دہلی آنکادلی میں ایک  
فیصلہ بھیجے ہونا شرف الدین کا دلپس جاکر پھر اپنے اوی کفر کی طرف پلٹ  
کھانا کرزن گزٹ میں اوسکی ذریات کا محض خرافات چھپوانا ان تمام حرکات  
خبروں کے رد اور علمائے ہندوستان کے فتاویٰ سے مستند شخص فیصلہ نہ کر پز  
تالیف جٹاٹوی سید علی الرحمن صاحب نے تشبیہی تادیبی پشاور احمد آبادی سلمہ  
ذوالاکیہ ۱۳۱۷ ش جماعت ۱۳۱۷ ش احمد آباد جٹاٹوی پٹی محلہ کا کوہ مرزا پور

مطبع اهل رحمة واقع در میان طبع مرا

الارزقي القعدة



20876



10876

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي قل الرضوخذ الرضوخة وقبل السنة ونه اهلها  
وارسل لهم حفظه آيدهم فآيدهم على الهدى ومنهم فمنهم عنده الرضى  
أما الرضوخة فيمكرون وآيات الله ينكرون فيرسل بينهم الخاوا الكا  
مكروا أمكرهم وعند الله مكرهم وان كان مكرهم لذول منه الجبال  
وأفضل الصلوات وأزكى التحيات على الحبيب المصطفى صلى الله عليه وآله وسلم  
لدينه واهله عز مكر الما كزى على الله وصحبه القائلين لمزى أن عنده  
شكر في الدين شرف الدين وحاش لله أن يشرف للدين إلا بالحق المحض بنفاق  
الرضوخا اهل البغض آخذهم الله آخذاً وبيداً وأضلهم واذ لهم ما استمالوا  
سبيلاً أما بعد رسلاً نويرة سطور بين كچهرة زشت نفاق وشقاق بعض فائز  
سوكاشف ستورين ناكه برادران المست حفظهم الله تعالى پر منافقون بنفاق كلكبات  
حديث شريف المؤمن عجز كيم والمنا فخر خب اليهم كاضمون نظر اعتبار بين كل جات  
ايك ايرنى افضنى نے دوسورت قران عظيم كى قرآنت سے منكر ہو كر جو جيل ريج كے  
آخبا ركزن كزٹ كے ذريعہ سے ناواقف وكو دھوكے ديے اونكا حال عيان هوتا مصل  
تحريرين بعينها شائع كرتا اہل كفو و نفاق كو كيفر چشتان هو وباللہ التوفيق وهو المعيد

وبہ نستعیر. والحمد لله رب العالمین

اخبار کرزن گزٹ دہلی جلد ۶ نمبر ۲ صفحہ ۱۲ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۶ء  
بین مینزرا جبریت صاحب لکھا۔

### لوکل

اس سفتہ میں ایک بڑے مذہبی جھگڑے کا جو احمد آباد میں اٹھا تھا دہلی آگے فیصلہ ہوا۔  
وہ جھگڑا یہ ہے کہ کسی شخص نے جو احمد آباد کا رہنے والا ہے جناب مولانا مولوی سید شرف الدین  
صاحب مشہدی احمد آبادی پر یہ طوفان اٹھایا کہ وہ کہتے ہیں کہ قل اعوذ برب الفلق  
اور قل اعوذ برب الناس یہ دو چھوٹی چھوٹی سورتیں جزو قرآن نہیں ہیں۔ اسپرنا  
طول کھنچ کر پچیس خواہ خواہ فرشتہ بہرست مولوی صاحب کو کافر کہنے لگا۔ آخر ناچار مولوی  
صاحب کو اس شخص نے مجبور کیا کہ آپ دہلی چلے اسکا فیصلہ کرین۔ مولوی صاحب چارناچا  
دہلی تشریف لائے اور دہلی مارون میں ایک شخص کے مکان پر حیدر آباد میں کی موجودگی میں  
اس جھگڑے کا فیصلہ کر دیا مولوی صاحب موصوف نے اپنے ایمان اور یقین سے کہا کہ میں  
ان دونوں سورتوں کو جزو قرآن سمجھتا ہوں اور مختلف قراتوں کو اٹاتا ہوں اسکی تفصیل  
حسب ذیل ہے۔

(۱) معوذتین کا جزو قرآن ہونا (۲) ان علیا مولی المؤمنین کا آیت قرآنیہ ہونا  
(۳) قرآن مجید میں کلمات و حروف کی کمی زیادتی ہونا۔ انکی بابت فریق اول نے اپنے  
اعلان میں یہ کہا کہ میں معوذتین کو جزو قرآن مجید جانتا ہوں موافق مجہور کے اور جو تاویل  
روایت عبد البر بن سعور رضی اللہ تعالیٰ عنہ جبریت کا منکر ہو وہ غلطی سے یہاں تک کہ غلط  
نے اسکی تکفیر کی ہے اور بعض نے بوجہ تاویل احتیاطاً تکفیر نہیں کی ہے اور میں بھی عدم تکفیر  
کو احتیاطاً پسند کرتا ہوں محض تاویل کے سبب اور قدامت مولیٰ کی تکفیر میں سکوت فرماتے ہوئے  
(اس پر بھی ثابت ہوا کہ اگر تکفیر تاویل کو فی معوذتین کا انکار کرے کہ وہ معوذتین جزو قرآن نہیں

تو وہ شخص مولوی سید شرف الدین صاحب کے نزدیک بھی کافر ہے اور مول کافر نہیں  
 دوسرے مسئلہ کی نسبت فرمایا کہ کبھی بھی میرا اعتقاد تھا اور نہ اکبر پر کہ جملان علیہ السلام  
 آیت قرآنیہ پر ملک میں نے اسکا رد لکھا ہو تیسرے مسئلہ کی بابت فرمایا کہ کبھی بھی میری  
 مراد نہیں کہ قرآن مجید میں کلمات کیا بلکہ حروف کی بھی کمی زیادتی ہے بلکہ قرآۃ سبعہ متواترہ  
 میں جو ہم کمی زیادتی یا اختلاف حروف و کلمات ہو سکو منزل اتنا ہون ایک کو ماننا  
 اور قرآۃ کا انکار کرنا منزل من لدہ کا انکار کرنا عجیب یہ ساری باتیں ہو چکی ہیں تو وہ شخص جو کہ  
 صاحب کو کافر کہتا تھا خفیف ہوا اور کہا اب کوئی مخالفت میں نہیں کرے گا اور اپنے منفقہ  
 کو بھی اپنے ساتھ راضی کر لوں گا۔ ۴۴ ۴۴ ۴۴

اخبار گزن گزٹ دہلی جلد ۶ نمبر ۳ صفحہ ۶ مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۱۴ء  
 بین مولوی عبد الرحیم صاحب سنی خنقی نے اسکا جو آطیع کرایا جسکی نقل یہ ہے  
 بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 حامداً ومصلیاً و مسلماً اے

مشفق معظمی جناب میرزا حیرت صاحب نام اشفاقم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے  
 واضح رائے حالی ہو کہ آپکا اخبار گزن گزٹ جلد ۶ نمبر ۲۹-۳۰ ستمبر ۱۹۱۴ء کا طبع کیا ہوا بند  
 راقم الحروف نے دیکھا۔ حضرت سلامت آپ پوری کیفیت سے واقف نہیں ہیں اگر آپ  
 پوری کیفیت سے واقف ہوتے تو ہرگز اس کو کل کی اشاعت آپ نہ کرنے ایک بندہ آپکو  
 پوری کیفیت سے واقف کرتا ہے۔ عرصہ تخمیناً پندرہ سال کا ہوا مولوی شرف الدین  
 مشہدی نے بمبئی میں مجلس غلامین مسئلہ معوذتین بیان کیا تھا اور وہاں حضرات اہلسنت  
 میں شور ہوئی مولوی صاحب موصوف احمد آباد چلے آئے۔ اسکے بعد مولوی بیٹا و غلام کے  
 لیے قصبہ بورد میں قشربیف لگے وہاں سے ایک فتوے منشی امین الدین صاحب کے نام پر روانہ  
 کیا اور اس فتوے میں یہ ثابت کیا کہ عدم قرآنیت قل اعوذ بلفلق و قل اعوذ بآیات اللہ  
 بہ مقدم و مرجع گنتی اور انسی پائی ہے۔ اسکے بعد ایک شہزادہ مرزا ۹ رابع الاخر ۱۲۸۴ھ کو طبع

علوی واقع بنی چندی بازار میں مولوی شرف الدین صاحب نے طبع کر کے شائع کیا تھا جسکی پیشانی پر  
 عبارت ہو (مؤیدین کی قرآنیت کو منکر کو کافر کہنا سنت و جماعت کے چاروں مذہب  
 میں منع ہو) اسکے بعد مولوی شرف الدین صاحب نے ایک اشتہار مورخہ ۲۴ محرم ۱۲۹۹  
 میں بنی میں طبع کرایا تھا اور اسکی پیشانی پر یہ عبارت جو حقیقت قرآنہ کے مابین چند کلمات کی کمی  
 ثابت ہو اور اسید طرح اہل سنت کے ائمہ مجتہدین سے ثابت ہو لیکن اس میں ذرا حد خان پور سخی  
 عوم کی تغلیط اور غنادا ہارسے اور چھوٹے تہمت لکھاکے جہاں و ناواختوں کے عقیدہ پر سے  
 برگشتہ کر نیکی واسطے اسکو چھپایا اور اسکے قائل پرفہ حکم کیا اور جو شکست و جھگڑے مذہب میں کفر  
 اہل قبلہ منع و نامہست ہو اہل قبلہ کو کافر کہنا فارحیوں اور دہلیو نکانہ مذہب ہو سکوں مسطور ہے  
 اختیار کیا ہو اور ایک لکھریہ مولوی نور حسین صاحب نے طبع کیا تھا اور اسپر مولوی شرف الدین صاحب  
 بھی مہر مطبوع ہو اس رسالہ کے صفحہ امین یہ عبارت لفظ ہا ہو (علیٰ ذالعیاس ن علیا مولی المؤمنین کی  
 بابت جو آپ لکھتے ہیں وہ بھی بتناں افرا ہو و جو سکی یہ ہے کہ کسی کل نے اس صفحہ سے سوال کیا تو سید  
 شرف الدین صاحب نے کہا کہ در مشور میں غلط بیوٹی صاحب حضرت ابن سعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل فرما  
 ہیں کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسکو داخل قرآن کر کے ہم پڑھتے تھے پھر  
 یہ بیان کیا کہ مصحف عثمانی میں اسکی عدم دخول کی دو وجہیں ہیں ایک یہ کہ حضرت عثمان غنی فرمایا  
 رضی اللہ عنہ تھا عنہم کے نزدیک اسکی تلاوت تو اتنے سے ثابت نہیں ہوتی دوسری وجہ یہ کہ مسود  
 تلاوت ہو اسبابت رسالہ موجود ہو کیسکو اس میں شک ہو تو دیکھ لے کہیں نقل میں کیا قہمت  
 ہو) جناب میرزا صاحب آپ بفضلہ تعالیٰ اہل علم ہیں آپ بخور ملاحظہ فرمائیے ان قول ذکر کردہ بالا میں  
 اور اول اپنے اپنے اخبار کیزن گزٹ میں مولوی شرف الدین صاحب کے جو قول طبع ہوئے ان میں نقل تصانیف  
 یا نہیں آپ خواہ انصاف کیجیے مولوی شرف الدین صاحب کے احوال سابقہ پر علما و محدثین میں شریفین و علما ہندو  
 علما و علما و خائف ہلی خصوصاً نے حکم رد لکھا اور واپس اور ان کے تابعین پر توبہ استغفار و توبہ اسلام  
 و نجات کا حکم لکھا اور اسلام و کلام و مولائیت و مشارکت و ممانعت کو ممنوع فرمایا اور باز بھی کمر بستہ

ہو بتایا یہ تمام دلائل بندہ رقم الحروف کے پاس جو دہین مولوی شرف الدین غنی دہلی میں کے ایک اعلان  
 دیا وہ میں اپنے عقائد فاسدہ سے انکار اور عقائد حقہ کا اقرار کیا اسپر علماء کو دہلی نے حضرت مولانا مولوی  
 ابو محمد عبد الحفی صاحب تصنیف تفسیر خفانی کے دو لٹمانہ میں بندہ سے دریافت کیا کہ اس اعلان میں کوئی  
 کلمہ کفر ہو بندہ نے جواب دیا کہ مولوی شرف الدین صاحب اب محمد اسماعیل مسلمان ہیں جناب میرا  
 صاحب فرماتے ہیں کیا میری خفت ہوئی اگر مولوی شرف الدین صاحب کو کافر کہنا یہ سبب خفت ہو تو  
 اہل حق میں مولوی شرف الدین صاحب کو اعتقادات قدیمہ کے نسبت علماء حرمین شریفین علماء  
 دہلی خصوصاً علماء ہندوستان عموماً کافر کہتے تھے جب انھوں نے اپنے عقائد قدیمہ بدل دیے تو کفر  
 بدل گیا اگر مولوی شرف الدین صاحب کو کافر کہنا یہ وجہ خفت ہو تو اس خفت میں علماء حرمین شریفین  
 علماء ہندوستان عموماً علماء دہلی خصوصاً اہل حق میں پس اپ پر فرض ہو کہ اس لفظ خفت کی تردید  
 آئندہ اخبار میں کر دینا اس سے تمام حضرات اہل سنت احمد آباد کی دشمنی ہوتی ہے ۔ ۔ ۔  
 رقم عبد الرحیم بن عبد الغنی صاحب السنی الحنفی عفی عنہما احمد آباد گجرات دکن محلہ جامع  
 اخبار کرزن گزٹ دہلی جلد ۶ نمبر ۳۳ صفحہ ۶ مورخہ یکم نومبر ۱۹۰۵ء میں  
 بریج الدین شرف الدین فی سے خط مذکور لکھا کہ جو اطبع کر آیا اسکی نقل لفظ بہ

## مراسلات

جناب شفیق معظم و مہربان کرم حضرت میر حیرت صاحب الطائف بعد از سلام سنت سینہ خیر الام  
 واضح کرتے عالی ہو کہ کرزن گزٹ مطبوعہ ہشتم اکتوبر میں چھپے ہوئے عبد الرحیم بن عبد الغنی کے ایک  
 خط کے مطالعہ سے مفہوم ہوا کہ اہل مضمون میں عبد الرحیم نے اپنے مطالب کے موافق کچھ قطع و برید اور  
 الکی پیشی کر دی ہو۔ اسکا جواب فصلاً و لفظاً لکھنا مناسب معلوم نہ ہوا لیکن اس خیال سے کہ اخبار  
 گہر بار کرزن گزٹ کے کالموں میں ایک ہی مضمون کیلئے ہندو جگہ ملنا مشکل اور نیز اس خیال سے بھی  
 کہ طویلانی جواب عبد الرحیم پر گران کرزن جانے سے شاید وہ خفت کو چھوڑ کر ثقالت کی نشاۃ  
 کر دین ابھی مختصر سا حوالہ آپ کی خدمت میں ارسال کیا جاتا ہو تاکہ اشاعت پانے عبد الرحیم

عناد ایک غلط بیانی عوام پر بھی بخوبی ظاہر ہو جائے عقائد فاسد سے انکار اور عقائد حقہ کے اقرار کے باب میں عبد الرحیم نے اپنے خط مشتبہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ انھیں کے عزیز صادق آتا ہے جب کہ فیصلہ دہلی کے مرقومہ اشتہار پر اوٹھوں نہ پائے دستخط کر دیے باوجود آنکہ معوقین کے باب میں مولوی کو بھی مولوی امپوری اور عبد الرحیم پیشتر فرما کر آتے تھے الفاظ مذکورۃ الصد رجواب مولانا مولوی سید شرف الدین صاحب کے حق میں ہرگز صادق نہیں آسکتے کیونکہ اپنے تو اعلان مطبوعہ دہلی میں صاف طور پر ظاہر فرمایا ہے کہ جو عقائد ہمارے پیشتر تھے وہ اب بھی ہیں پس اگر اس می کے پاس کوئی دلائل موجود ہوتے تو ضرور تردید اعلان میں پیش کیے جاتے اور ضرور تھا کہ شخص ہمارے سابقہ عقائد کو جو اسکے رجم باطل کے موافق اعلان مشتبہ کے بولا تھے اولہ بنیہ سے ثابت کرنا جتنی سے چلے آنے کی خبر بھی عبد الرحیم نے اپنے ایکسالی منطق کے نتیجے کے طور پر لکھ دی ہے ورنہ غیبی کے لوگ بخوبی واقف ہیں کہ مولانا صاحب بعد از عطا برسہ مذکورہ بہت دن تک وہاں مقیم رہے بلکہ بعد از ان کسی بار اکثر مقامات سے وعظ کی دعوتیں مین اور وہاں وعظ بھی فرمایا علاوہ برآن مولانا صاحب کے قول کے مطابق مسئلہ مذکورہ کے باب میں وہاں جو ہتفتا ہوا اور اوپر وہاں کے علماء کے دستخط اور حوزہ ہونین وہ اصل ہتفتا بھی مولانا کے پاس موجود ہے۔ چارٹون مذہب میں منع ہونیکے متعلق جو عبد الرحیم کا اشارہ ہے اسکے جواب میں بھی اتنا ہی بس ہو کہ یہ لفظ عام ہو اور ختم اور احتیاطاً دونوں کو شامل مولانا نے اپنے اشتہاروں میں جن کا حوالہ دیا ہے دلائل مذہب اربعہ سے عدم تکلیف کو احتیاطاً ثابت کیا ہے اور یہی عقیدہ مولانا کا پیشتر بھی تھا اور اب بھی ہے۔ ہفت قرار سے متعلق مولانا کا منشا و مطلب عبارت مندر

اعلان و فیصلہ سے علماء دین و عام ناظرین پر بخوبی ظاہر ہو چکا ہے پھر معلوم نہیں کہ باوجود چار آنکھوں سے عبد الرحیم کو کیوں دکھائی نہیں دیتا۔ عبد الرحیم گلریہ رسالہ کو کھل کر

عجب کھٹ پٹ میں پڑ گئے ہیں ذرا غور اور توجہ سے پڑھ لیتے تو بلامد و غیر کے طبیعت  
انکی کھل جاتی اور معلوم ہوتا کہ تمام رسالہ میں کوئی بات خلاف عقائد اہل السنۃ والجماعہ  
نہیں ہے جناب میرزا صاحب پندرہ بیس برس کے عرصہ میں جو دفتر مولوی رامپور  
سیاہ کے ہیں اور بعد ازان خلافت عبد الرحیم کو ملے اوکو اگر آپ بالاستیعاب ملاحظہ  
فرمائیں اور مولانا کے دلائل جوابات بھی نظر انداز سے گزریں تو تمام نظیری افرار ہو جاتا  
تمام معلوم لیکن اکیسویں کثرت مشاغل فرصت کم تاہم عبد الرحیم کی اگر خواہش ہو تو  
آپ ہی مطالعہ کے لیے طلب فرمائیں تو ہم ایک بھی تمام مکاتیب رسالجات طریقین  
ارسال خدمت کرنے کے لیے حاضر ہیں خیال کر لیں کی جا ہے کہ جب ہا بنین سے حکم  
قرار پا کر مجلس اعلیٰ و فضلا منعقد ہوئی تو اس وقت عبد الرحیم نے اپنے دلائل تکفیر و غیرہ  
کیون پیش نہ کیے اور مولانا نے جو اعلان میں شائع کیا ہے کہ ہمارے یہی خاتمہ اول سے  
ابتداء میں تو پھر ان دلائل فرعونہ سے اس امر کی کیون تردید نہ کی کہ عقائد مندرجہ اعلیٰ  
پیشتر نہیں تھے۔ قصہ پورسہ میں لکھے ہوئے فتوے کے متعلق جو الفاظ عبد الرحیم  
نے استعمال کیے ہیں انکے خلاف واقعہ ہونے کے ثبوت میں مولانا کے اہل فتوے کے  
محل میں سے جو عبد الرحیم کی مہر اور دستخط کے ساتھ آئی ہوئی ہے چند فقرات ضرور  
درج کئے جاتے ہیں شرح مسلم الثبوت وغیرہ میں معوذتین کی قرآنیت کی بابت  
جو عبد الرحیم بن مسعود سے روایات منقولہ ہیں وہ مطلقہ ہیں معوذتین کے ذکر علی الخصوص  
نہیں اور صحیح بخاری اور اسکی شرح فتح الباری میں سند امام محمد بن حنبل وغیرہ سے عدم  
قرآنیت معوذتین کی جو روایات منقولہ ہیں وہ مقیدہ اور معوذتین کی بابت علی الخصوص  
تو اسرار روایت عدم قرآنیت کو مقدم و مرجع گنی اور ماننی چاہیے۔ الحاصل عبد الرحیم  
مسعود دو قسم کی روایتیں ہیں۔ ایک اثبات قرآنیت معوذتین میں اور دوسری نفی  
میں اولیٰ مطلقہ ہیں اور دوسری مقیدہ ہیں سب قواعد اصول جو روایات مقیدہ

صمیم بخاری اور اسکی شرح فتح الباری میں مذکور ہیں انھیں روایات کو مقدم و مرجح سمجھنا  
 چاہیے گجاریہ بات اور گجاء عبد الرحیم کا یہ فقرہ کہ مولانا صاحب جو عدم قرآنت ہی کو مقدم  
 سمجھتے ہیں ذمہ اہل عوام کو کیسے ہی ہوں لیکن صاحب دستار بنکر انھیں بھی حق گو و انصاف  
 پسند بننا پڑتا ہے۔ مگر بیان معاملہ ہی اگر گون اور انداز ہی ترا لا ہے۔ اگر کوئی شہ نیت سے  
 چاہے بہتر بارنامہ حجت کر دے لیکن وہ اپنی ضد کا بہتر تر بارنامہ کر نیسے بھی باز آئیگا  
 اس مقولہ عبد الرحیم پر کہ اب محمد اللہ تعالیٰ مسلمان ہیں میا ختہ صلوات  
 عجبے کوچی چاہتا ہے فیصلہ میں جواب نہ ہی نہوا و سکو اپنے موٹھ سے دوسری عبارت  
 ساتھ گانٹھ لینا اور مولانا کی نسبت اب وغیرہ الفاظ مذکورہ بالا کا استعمال کرنا عبد الرحیم  
 کے بچپن پر دل ہر فیصلہ سے تو یہ مضمون نکلتا ہے کہ مولانا کے عقائد خفہ کو جو اول سے  
 انبات ہی ہیں علمائے دہلی نے پیش کر کے عبد الرحیم سے پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی  
 وجہ مکفیر کے لیے ہے تو انھوں نے کہا کوئی وجہ مکفیر کی نہیں۔ الغرض تمام عبارت  
 میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے کہ جس سے ایک مسلمان ہوتا اور پیشتر مسلمان نہ ہوا عبد الرحیم  
 بنا سکیں لیکن مرض اندرونی کا نو کوئی علاج نہیں ۵ تو انہم آنکھ نیارم اندرون کہے  
 حصور اچہ کم کو خود برج درست ۶ علاوہ بران جو استغنا کے استاد امپوری نے تجنی  
 پندرہ برس پہلے بجانب حرمین شریفہ ارسال کیا تھا اور کبھی نقل ایک باظہا اپنی صحیح  
 اور مر کے ساتھ مع ایک رقعہ محررہ ۳۲ ربیع الآخر ۱۱۸۷ھ کے عبد الرحیم نے بخد مت  
 مولانا ارسال کی ہے اسکی عبارت یہ بھی پوضاحت ہی ثابت ہوئے ہے کہ مولانا مسند شریف  
 صاحب قرآنت معوذتین کے مرتب تھے اور اب بھی ہیں چنانچہ عبارت استغنا باظہا  
 یہ ہے ماقولکم دلم فضلکم ولفعلنا علو کہ فی محل یقر قرائنۃ البسملة فی اول  
 السور وقرآنیۃ المعوذتین یہ وایم علی حد تکفیر من یکر قرآنیۃ التسمیۃ فی  
 اوائل السور ایضا یقول ان حکم منکر قرآنیۃ لا عوذتین واولا بقراۃ امین



مختلف فیہ والصحیح انہ لیسر نکاف فقط ہذا الرجل وافتاؤہ بذلک صحیح ام لا  
وہل یصح تکفیر ہذا القائل ام لا وماذا علی من یکفر ہذا القائل افتعناؤکم  
الاجر والتواب باوجود ان میں دلیلون اور واضح براہین کے عبد الرحیم کی جانب سے ملنا  
اکی نسبت لفظ ایک استعمال نہو یا وہ نہیں بزرگانه محبت سے لکھے لکھانے کا مکرہ ہے یہاں  
کسی صاحب فہم کے جوابے خیال میں بھی یہ بات ہمیں بھی کہ عبد الرحیم کا دل دہلی میں تھا جو ایک  
بعد پھر اپنے گروہ میں اصلی عادت پر عود کر گیا خطا مند رجبہ کرزن کرٹ کے خاتمہ میں عبد الرحیم  
اپنے خفیہ ہونیکے باب میں جولانی طبع دکھاتے ہوئے علمائے حرین شریفین ہند کو بھی  
اس میں شامل کرنا چاہتے ہیں، آفرین باد برین جرات و بیباکی اور لیکن برہنیں یاد رہو کہ اگر  
کسی شریف کے اقوال میں کوئی مغربی کچھ تحریف تبدیل کر کے کسی مفتی سے استفسار کے تو اس کو  
سال کے مطابق فتوے دینے سے مفتی کی کچھ بھی خفت نہیں ہوگی بلکہ خفت و ذلت اس خفیہ  
کے لیے ثابت ہو کہ جسے تبدیل و تحریف کے ساتھ ہفتت کیا آخر میں آپسے التماس ہو کہ عبد الرحیم نے  
اپنی خفت کی تردید کے لیے جو آپ کو لکھا ہے قابل توجہ ہو کہ اخبار میں انکی آیات سے  
یا انکے کوئی مناسب ظانی کا ذکر کیا جاتا بجائے اسکے آپسے تو اس قدر احتیاط برتا ہے کہ انکا نام  
سکھ بھی نہ لکھا اور نہ اونکا قومی لقب ..... درج اخبار فرمایا جو شاید عبد الرحیم کو اسباب  
علم کے اب موجب خفت بھی معلوم ہوتا البتہ اس بات کی خفت تو ہمیشہ انکی آنکھ کو جھکا کر  
ہر گئی کہ کافر نہ ہونا ہی احتیاطاً منظور رہا اور عبد الرحیم کا اصرار تھا کافر ہونے کے ثبوت پر  
یہی چاہتے تھے کہ تکفیر منظور رہے یعنی تو آج تک نہیں سنا کہ انکی ایسی خفت سے ہوا تشنہ  
بعض معاذین جنہیں چند جاہل اور ازل بھی مل میں جمہور اہلسنت و جماعت کی دشمنی ہوئی  
ہو عبد الرحیم اور انکے چند بخیال حب کہ اپنی قوم اور برادری ہی سے ..... تو سارا الی شہر  
کا انکے ساتھ کیسا لگاؤ ہو گا اسکی تشریح کی چند ان ضرورت نہیں مافلان خود میدانند  
راقم صحیح حکیم سید بدیع الدین مشہدی۔

حکیم بدیع الدین ایرانی نے جو مراسلہ اخبار کرزن گزٹ دہلی میں  
یکم نومبر ۱۹۰۷ء کو طبع کرایا اوسکا یہ ردہ

بسم الله الرحمن الرحيم  
حمدا و مصلیاً و سلاماً علیہ  
بند و رب منان حکیم سید خلیل الرحمن پشاورى عرصہ میں سال کا ہوا اس شہر احمد آباد  
عمر شاہ پور میں قیام پذیر رہے بندہ نے بھی علمائے ربانیین کی خدمت کر کے شغل علم و دین  
چند روز بھر جو کچھ رب العزہ تبارک و تعالیٰ نے میرے مفرد میں علم دین کا حصہ لکھا تھا اساتذہ  
و جہانیدہ کی صحبت کی برکت و محال کیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا ہنر ایک لحسان ہے الحمد للہ  
رب العالمین اور رب العزہ نے علمائے ربانیین پر یہ بابت فرض کر دی ہے کہ جو وقت فقو  
اور فسادات ظاہر ہوں اوسوقت خادمان علم اپنے علوم کو ظاہر کریں ورنہ وعید شدید  
میں مبتلا ہونگے لہذا اپنا فرض و اگر کسی غرض سے مسلمان سنی بھائیوں کی خیر خواہی کے  
لیے چند عمل لکھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس میری تقریر کو  
ذوق کرے اور اس کا فائدہ سنی بھائیوں کو پہنچا دے آمین یا رب العالمین۔

عصرہ چھٹا پندرہ سال کا ہوا شرف الدین ایرانی ساکن احمد آباد محلہ ریہ پور متصل جام پور  
نے معوزین کے مسئلہ میں بحث شروع کی ہے ۱۴ نومبر ۱۹۰۷ء کو قصبہ بورتہ ایک فقو  
حضرت مولانا مولوی محمد زید احمد خان صاحب مرحوم و مغفور کی خدمت بابرکت  
میں روانہ کیا تھا جس کے آخر میں یہ عبارت اوتھون نے لکھی ہے (اسی روایت عدم قرآن  
کو مقدم و مزج گشتی و ماننی چاہیے) اسی استقنار مع الفتوے کو ایرانی صاحب نے اپنے  
قلم سے لکھا ہے۔ اور ایک اشتہار تاریخ ۱۴ ربیع الآخر ۱۳۲۷ھ مطابق تاریخ ۲۳ نومبر ۱۹۰۷ء  
کو مطبع علوی واقع بستی خدی بازار میں شرف الدین ایرانی صاحب و طبع کرا کے شائع  
کیا تھا جسکی مشانی پر یہ عبارت ہو (معوزین کی قرایت کے منکر کو کافر کہنا سنت و عبادت  
چارون مذہب میں منع ہے) الی آخر افانی لا شہادہ اسل اشتہار پر شرف الدین ایرانی نے اپنے

دستخط بایں عنوان کیے ہیں

کتبہ العبد الراجی الی العفو الصمدی سید شرف الدین بن الیہ مرتضیٰ شرف الدین

المشہدی الاحمد آبادی

اور ایک اشتہار بمقتبیٰ من تاریخ ۲۴ محرم الحرام ۱۳۳۵ھ کو شرف الدین ایرانی صاحب نے طبع کر کے

شائع کیا تھا جسکی پیشانی پر یہ عبارت ہو (ہفت قرار ت کے ہین چند کلمات کی کمی بیشی ثابت ہے) الی آفرانی الاشتہار اس اشتہار پر شرف الدین نے اپنے دستخط اس عبارت سے

کیے ہیں (العبد شرف الدین) اور ایک رسالہ گھلریہ نور الحسین صاحب

ایرانی کے نام سے شائع ہوا تھا جسپر شرف الدین صاحب ایرانی نے اپنے دستخط ہر بایں عنوان

کیے ہیں (الامر کذاک سید شرف الدین

شرف المرتضیٰ  
عن محمد مصطفیٰ

فتوے پورسہ کو عرصہ تخمیناً پندرہ سال کا ہوا اور اشتہار اول کو عرصہ تخمیناً چودہ سال

کا ہوتا ہے اور اشتہار ثانی کو عرصہ تخمیناً تیرہ سال کا ہوتا ہے اور رسالہ گھلریہ بھی اسی

زمانہ میں شائع ہوا تھا شرف الدین صاحب ایرانی کے دعاوی اربعہ مذکورہ سے اہل حق

اہل انصاف و فتنہ کو لیکن یہ خیال گذر کہ پندرہ سال کا عرصہ ہوا شاید ایرانی صاحب

نے توبہ کر لی ہو اس ہم کے دفع کے لیے اول سے اس مسئلہ میں دریافت کیا گیا تو بتایا کہ

صاحب ایرانی نے اپنے مہری رقعہ محرمہ تاریخ ۲۶ ماہ ربیع الآخر ۱۳۳۵ھ روز دو

بین صاف لکھیا کہ پندرہ برس پر جو عقیدہ میرا تھا وہ اب تک ہے اس رقعہ کی نقل

یہ ہے (سوال اول کا جواب یہ ہے کہ منشی ابین الدین کی معرفت سے ہمارا خط

مولوی نذیر احمد خان صاحب کی طرف آینا لکھتے ہو وہ خط انہیں ہے بلکہ استفتاء مع العفو

ہماری صحیح اور ہر کے ساتھ قلمی ہے اسکی عبارت میں قطع و برید و تحریف کے نذیر احمد خان نے

اشتہار طبع کرایا ہے لہذا جو ہمارا قلمی استفتاء اور فتوے ہے اسکو مطابق ہمارا قول اب تک ہے اور وہی عقیدہ ہے) اور شرف الدین صاحب ایرانی نے اپنے رقعہ مورخہ ۲۹ ربیع الآخر

۲۲۲ھ روبرو چوبیسشنبہ میں اتنی عبارت اور زیادہ لکھی ہے (مجھے اوس فتوے کے ذیل میں مرجع اور مرجع علیہما دونوں ذکر کیے ہیں اوس تمام مجموعہ کو اور فتوے کے بھی اہتمام قابل ہیں اگر اوس پر ہمارے دستخط اور صحیح ہیں تو وہیں قبول ہے اگرچہ اوس پر ہماری ہرگز -

**سوال دوم** کا جواب یہ ہے کہ مختار سے سوال دوم میں لکھے ہوئے اشتہار کی پیشانی پر جو یہ عبارت (معوذتین کے قرابت کے منکر کو کافر کہنا سنت و جماعت کے چاروں مذہب میں منع ہے) طبع ہوئی ہے وہ جمل ہے اوکی تفصیل اشتہار کو میں ائمہ اربعہ مذکورین کے کتب کی کتب سے منقول ہے وہ ہمارے نزدیک تنگ صحیح ہے اوکی جمل کے مطابق اوس عبارت منقولہ سے مراد ہے سوال سوم کا جواب یہ ہے کہ اس سوال میں لکھی ہوئی اشتہار کی پیشانی پر جو یہ عبارت (بہت قراۃ کے مابین چند کلمات کی کمی بیشی ثابت ہو) مطبوع ہے اوس اشتہار میں چند کلمات کی کمی بیشی قرار تلبعات میں جو ہے اوس میں کے چند کلمات منقول ہیں از انجلا سورۃ برات سے آیت واعد لهم جنت خیر و خیر الہما نقل ہوئی ہے کہ کہیں بعض قرار نے خیر و خیر الہما ہذا استقامۃ کلہ منی پڑھا ہے اور دوسرے بعض قرار تجری من خیر الہما ہذا اثبات کلہ منی پڑھتے ہیں ہمارے اس قول کی تصدیق تفسیر مدارک التشریح سے ثابت ہوتی ہے اور اسب طرح دوسرے کلمات منقولہ اشتہار مذکور میں منقول ہیں اوکی ثانی تفسیر جلالین و مدارک وغیرہا کتب تفاسیر و کتب قراۃ سے ثابت ہوا ان کتب مذکورہ میں مضامین کے موافق کلمات مرفوعہ فی الاشتہار کے موجب ہمارا قول اور عقیدہ اہلکس ہو **سوال چہارم** کا جواب یہ ہے کہ اس سوال میں لکھی ہوئی رسالہ میں جو یہ عبارت (و علیٰ ہذا القیاس ان علیا مولیٰ المؤمنین) بات جو آپ کہتے ہیں وہ بھی ہتھان وافر ہے وجہ اوکی یہ ہے کہ کسی سائل نے اس مضمون سے سوال کیا تو شرف الدیضا نے کہا کہ درمختار میں عاقل سیدوطی صاحب خدمت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ جناب راتاب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسکو داخل قرآن کر کے ہم پڑھتے تھے یہ کہہ کر یہ بیان کیا کہ مصحف عثمانی میں

کے جانور دن کی صورت  
دندہ کی صورت کی صورت  
بڑا سے مجموعہ کی صورت  
جو انور کی صورت کی صورت  
میں صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت  
جی کی صورت کی صورت  
و الحظہ فیہما لکھیا  
و انور و شعیخہ فیہما  
سورۃ برات  
میں مضمون ہوا  
کے ساتھ مصحف  
امام احمدی کی قرآن  
راوی میں لکھی  
جس میں معوذتین  
میں اسکی علیا  
داخل ہو

اسکے عدم دخول کی دو جہیں ہیں ایک یہ کہ حضرت عثمان وغیرہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک اسکی تلاوت تو اتر سے ثابت نہیں ہوتی دوسری وجہ یہ ہے کہ منوح تلاوت ہی الفاظ منقولہ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عدم دخول فی المصحف العثماني

کی آج تک یہی جہیں ہم کہتے ہیں صحیح سید شرف الدین بن سید مرتضیٰ صاحب جہاد آبادی حفظہ اللہ  
 محمد مصطفیٰ المرتضیٰ من شرف

اسکی بعد تاریخ ۲۰ ماہ رجب ۱۳۲۳ھ فاروقی پر سین بی مین ایک اشتہار شرف الدین نے طبع کرایا ہے جسکی پیشانی پر یہ عبارت ہو اعلان لا اهل الايمان اس اعلان کے آخر میں قبیل ایک سطر کے ایرانی صاحب نو اپنے دستخط باین حدو این کیچہ ہیں

راقم شرف الدین بن سید مرتضیٰ احمد آبادی تعلیم نورالحسین بن سید شہا الدین  
 محمد مصطفیٰ المرتضیٰ من شرف

نے اپنی عقائد فاسدہ قدیمہ بہ لکھنؤ حقاہد حقہ کا اظہار کیا بلکہ اوسمیں اور یہ فریب کیا ہے کہ جو پوری کیفیت سے ناواقف ہو وہ سمجھ جاتا ہے کہ شرف الدین ایرانی پر اون کے خصم نے ہتھان لکھا ہے میں اور ایرانی صاحب نو کوئی کلمہ کفر کبھی زبان سے نکالا ہی نہیں ہے اور دونوں اشتہار کو اور گلہریہ کو اور قوالبہ بورد کو اور اپنے اقرا نامہ مورخہ ۲۶ و مورخہ ۲۹ کو بالکل ایرانی صاحب بھول گئے خیر اوسپر بھی خاکہ الیگئی اور احتیاط کا پلہ غالب ہونے کے سبب یہ خیال گزرا کہ ہمارے علمائے فرمایا ہے کہ مرتدا گرائے کلمہ ارتداد سے مکر جائے کہ میں نہ کہا تھا نہ یہ میرا مذہب ہو مجھ پر لوگوں نے افتر کیا ہے میں مسلمان میرا دین اسلام ہے تو اسکا پیکر جانا ہی بعض احکام میں اس کے کفر و ارتداد سے مثل توبہ سمجھا جائیگا اگرچہ باقی گناہوں میں مکرنا مجھلانا اصلاً توبہ نہیں قرار پاتا ورنہ ہر چیز نائب ٹھہرے کہ چور ہمیشہ چوری سے انکار ہی کرتا ہے فی رد المحتار عن البیہ عن الذخیرۃ عن بشر بن العالید اذا حمل المردۃ الودۃ اقرباً للتجید و بمعرفۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بدایہ السلام فہذا منہ توبہ لہذا ہر مجیب

ستر روز جمعہ کو فیصلہ ہو گیا اوس علان و فیصلہ سے تمام حضرات اہل سنت احمد آباد وغیرہم قفس  
 ہیں مگر افسوس کہ وہ خیال غلط غلط اور نفاق مخفی کفر علی ہو کر ظاہر ہوا اور ضرورت تھا کہ یہ وہ ہیں  
 کہ علانے ارشاد فرمایا ہو کہ نیکو اپنے ارتداد سے مکر جانا حقیقہ توبہ نہیں منع قتل کے لیے فقط  
 حکماً توبہ ٹھہر جائی ہے۔ لہذا اور باقی احکام وہی مرتدوں کے جاری رہتے ہیں جو رد اوسکی  
 بدستور اوسکے نکاح سے خارج رہتی ہے اوقات اوسکے بدستور اہل ٹھہرتے ہیں وغیرہ لہذا  
 من احکام المائدة الخامسة و مرتد من ہوا انکار توبہ و رجوع یعنی فیمتنع القتل  
 فقط و تثبت بقیة احکام المائدة كبطاع و ابطال و وقف و بیونہ نہ وجہ  
 انشہاء نہ اذ فی الخ و قد رأیت من یغلط فی هذا التحل و یختار من ہوا ای حیث فہم ان  
 الشہادة لا تقبل اصلاً و حق فی بقیة الاحکام المائدة كونه الوجہ فہ انہ لم یثبت  
 حقیقہ و انما تاب حکماً یجعل انکار توبہ فہود اخل فی المسلم الذی اردتہ و  
 یتب ط آخو ہی کل ہلک کہ شرف الدین نے اپنے اظہار اسلام سے رجوع کی اور اوروں کو  
 اپنی اوس غلط فہمی سے کہ اوسے اب مسلمان سمجھ لیا تھا رجوع کرنی پڑی یعنی اسکے بعد شرف  
 الدین ایرانی صاحب نے ایک مراسلہ اپنے بیٹے بیعل الدین ایرانی کے نام سے اخبار کرن گزٹ  
 دہلی جلد نمبر ۳۴ اکٹوبر ۱۹۰۷ء میں چھپو کر شائع کیا اوسمیں اپنے نفاق کو پھر اہل حق کے سامنے  
 ظاہر کر دیا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہوا ان الذین امنوا ثم کفروا ثم امنوا ثم کفروا  
 ثم اذدادوا کفراً اللہ یرید ان یغفر لہم ولا یرید ان یرہدہم مسجلاً بشر المناقضین  
 بان لہم عذاباً الیم مطلب اس آیت کریمہ کا یہ ہے کہ یہود عنود ایمان لائے حضرت  
 موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پھر بچڑے کی عبادت کر کے کافر ہو گئے پھر اوسکے بعد توبہ  
 کی اور ایمان لائے پھر اونھوں نے کفر کیا ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے پھر اونھوں نے حضرت  
 بنی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کفر نہ پایا وہ کیا اندیشہ  
 فرماتا ہے کہ وہ اپنے کفر پر قائم رہینگے تو میں ان کے گناہوں کو معاف نہ کروں گا اور انکو

حق کی طرف ہدایت نہ کرونگا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے حبیب یا ک منافقین کو عذاب و رذاک کی خوشخبری دیدیجیے دو سری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
 وَ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهَا هَلْ لَّكُم بَالٌ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوا وَ بَعَثْنَا الْاَنْبِيَا  
 اٰخِرًا لِّعَالَمٍ يُّرْجِعُوْنَ مطلب اس آیت سے یہ ہے کہ جسے یہودیوں نے بعض سے ملکر مشورہ  
 کیا کہ ایک نئے غازی بھیج کر کہ قرآن مجید پر جس کے وقت ایمان لاؤ اور شام کو اس کے ساتھ پھر  
 کر جاؤ اس غازی سے یہ فائدہ ہوگا کہ مسلمانوں کو بہت بڑا شک پر جائیگا کہ یہ لوگ تو  
 پڑھے ہوئے ہیں اور بڑے عالم ہیں اور یہ قرآن مجید پر ایمان لایچکے تھے اس کے بعد پھر پھر گئے ہیں  
 تو ضرور قرآن مجید میں معاذ اللہ کوئی نہ کوئی خلل ہے اسی خلل کو دیکھ کر یہ دین محمدی و قرآن  
 سے پھر گئے ہیں اس غازی سے مسلمان بھی اپنے ایمان سے پھر جائینگے یہ مسلمانوں کے ایمان بگاڑنا  
 اور انھوں نے مشورہ کیا۔ ان دونوں آیتوں میں جو کچھ بیان ہے اس پر اہل اسلام اہل سنت کا  
 ایمان تو تھا اور فی الحال بھی ہے اور جو نہ تعالیٰ ہمیشہ رہیگا لیکن اس قسم کے لوگ انکھوں سے  
 نہ دیکھے تھے اب خدا تعالیٰ نے انکھوں کو کھلایا اور غازی اور کر اس زمانہ کے یہودیوں  
 نے کیے تھے وہ کراہتوں نے کر کے سنی بھائیوں کو بہلا دیے کیون نہ وہ آخر ارضیوں کے مذہب  
 کی بنا ہی یہودی کی ڈالی ہوئی ہے ولہذا مذہب رافضی مذہب یہود سے بہت مشابہ ہے خصوصاً  
 پر نور سیدنا عیسیٰ الاعظم حضرت پیران پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب ہدایت نامہ مبارک  
 مستطاب غنیۃ الطالبین شریف کے صفحہ ۲۲۶ اور صفحہ ۲۲۷ میں فرماتے ہیں۔  
 فقد شبهت مذہب لودافضی بالیہودیۃ المان قال رضوانہ تعالیٰ عنہ والیہود  
 حرفت التورۃ وکذا لایۃ الواضۃ حریف القریۃ لانہم قالوا القریۃ غیر ویدل و خولف  
 بین نظمہ و ترتیبہ و ایجل عما انزل علیہ و قرعی علی وجہ غیر ثابتۃ عن الرسول  
 و انه قد نقص منہ و زید فیہ تبالیہم المان لادھر انتھی و ملقطاً اس عبارت کا مطلب  
 یہ ہے کہ رافضی اور یہود مذہب میں مشابہتیں ہیں یہودیوں نے تورات کو محرف کر دیا ہے

اسی طرح روضہ نے قرآن مجید کو محرف ٹھہرایا ہے۔ راضی جھکارتے ہیں کہ قرآن مجید لکھا گیا ہے اور اس کے نظم اور ترتیب میں مخالفت لگتی ہے اور قرآن مجید جیسا نازل ہوا ہے اسے لکھا گیا ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو وہ قرار ثابت نہیں ہیں اور قرارت پڑھی جاتی ہیں اور قرآن مجید میں زیادتی کی ہو گئی ہے حضرت عثمان پاک رضی اللہ عنہ نے عذر مضمینوں کے یہ قول کر کے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو قیامت تک ہلاک کرے حضرت عثمان الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کا اثر علانیہ روشن ہے کہ رضی کس قدر غائب بنا دیا اللہ تعالیٰ نے ایمان کو سلام کی اہل بنیاد یعنی قرآن عظیم کے ساتھ ایمان اعتقاد ہی سے ان کے بخشش کو کو محروم و مٹا دیا وہ ہزاروں ذلت جسمانی و روحانی اوٹھا کر بھی تباہ ہی کائے جلتے ہیں کہ قرآن مجید میں تخریب تبدیل و زیادت و نقصان نے دخل پایا ہے یہ وہی بات ہے کہ قرآن عظیم نے فرمایا لہد لیکن اللہ لیغفر لہم ولا یلہد لہم سبیل اللہ انہم من الخاسرین نہ حق کی ہدایت دیگا والعباد باللہ رب العالمین شرف الدین ایرانی صاحب تہذیب پندرہ سال کا غرض ہوا احمد آباد سے طبعی و غلط کہنے کے لیے گئے وہ ان کے ایک مرید نے کہا کہ باہر کے علمائے واعظین یہاں آتے ہیں کوئی کوئی نہ لکھتے علیہ بیان کرتے ہیں آپ بھی عالم ہو کوئی نیا لکھتے بیان کرنا شرف الدین صاحب ایرانی نے وہاں مسلمانوں میں بیان کیا اس مسئلہ کے بیان ایک فساد قائم ہوا یہ و غلط مبنی کرافٹ مارکٹ کے متصل قصابوں کی مسجد میں بیان کیا تھا۔ اس غلطی کے بعد دوسرا غلط مبنی میں میں یا اور کسی جا ایرانی صاحب کو نصیب نہیں ہوا دو چار روز اپنے کسی مرید بیٹیاں کو ایسی گھوڑے کے مکان پر رکھا احمد آباد چلے آئے یا شاید دوسرے ہی دن میل شہر میں سوار ہو کر فرار ہو گئے الغیب عند اللہ پندرہ برس کی بات کو کون تحقیق کرتا پھرے الغرض پندرہ برس ہو گئے ایرانی صاحب کو بھی تک غلط کہنا وہاں نصیب ہوا نہ انہیں یہ قدرت ہو کہ مبنی کی زکریا مسجد میں و غلط کہیں یا اسماعیل حکیم کی مسجد میں یا اسماعیل حبیب کی مسجد میں یا اس کی مسجد میں یا نواب کی مسجد میں یا جالبی محلہ کی مسجد میں یا بخاری محلہ کی مسجد میں یا بکھرہ کی مسجد



مین مبینی کی جامع مسجد میں شرف الدین کو غنا کہنا پندرہ برس سے آج تک میسر نہیں  
 ہوا ان گھوگرہی محلہ کے کسی گھوگرہ کے مکان میں یا کسی واقف کے مکان میں یا کسی غیر مشہور  
 مسجد میں غنا کہنے کے لیے شرف الدین ایرانی کو اگر کیسے بویا ہو گا تو کیا وہ کسی عاقل کے  
 نزدیک قابل استناد ہو سکتا ہے ہرگز نہیں مگر حکیم بدیع الدین بن شرف الدین  
 صاحب ایرانی مراسلات کرزن کرٹ میں لکھتے ہیں مبینی سے چلے آنے کی  
 خبر بھی عبدالرحیم نے اپنی ایک زالی منطق کے نتیجے کے طور پر لکھی ہے ورنہ مبینی کے رگ  
 بخولی واقف ہیں کہ مولانا صاحب بعد از غنا پرستہ مذکورہ بہت دن تک ان فقیر  
 رہے بلکہ بعد از ان کئی بار اکثر مقامات سے وعظ کی دعوتیں آئیں اور ان غنا بھی فرمایا علما  
 بران مولانا صاحب کو قول کے مطابق مسئلہ مذکورہ کے باب میں وہ ان جو استفتا ہو اور  
 او سپردان کے علما کے دستخط اور مہربان ہوئیں وہ اہل استفتا بھی مولانا کے پاس موجود ہے  
 جناب ایرانی صاحب اسلختہ استفتا کا تو نام لیا اور یہ مضمون کر گئے کہ اسلختہ استفتا کا  
 مولوی سید عبدالرحمن صاحب نزل مبینی و مولوی شیخ احمد صاحب جٹیکر نے  
 رد کر دیا ہے اس فتویٰ مردودہ کو پیش کرنا کیا مقصد ہے جانیے اسے جانے دو اسلختہ  
 کی کارستانی کا حال سنو اور ناواقفوں کو یوں دھوکے نہ دو اسلختہ پر جو مہربان طمانی  
 کیں انہیں جناب قاضی سمیع اللہ صاحب مہرئی نام بھی ہے مختار الدین شرف  
 الدین ایرانی کے اشتہار سے جسکی پیشانی پر یہ عبارت ہو (ہفت وزارت کے مابین جند  
 کلمات کی کمی بیشی ثابت ہے) کرستان حسام الدین ایڈیٹر کشف الحقائق موسس بلندنگ  
 گرانٹ روڈ مبینی نے اپنے اخبار یکم اکتوبر ۱۹۵۷ء میں ایک مضمون طبع کرایا جسکا مطلب ہے  
 ہے (قرآن میں نئی سورتوں کے داخل ہو جانے پر زمانہ موجودہ  
 میں علمائے اسلام کا مباحثہ ہم جمہور عام کو تحقیقات کی طرف توجہ دلایا جاتا ہے  
 ہیں ایسے ان سنی علمائے اسلام کی رائے کا خلاصہ لکھتے ہیں جن کے نام نامی حاشیہ ہیں

درج ہیں اور جنہوں نے نہایت خوبصورت اور قوی دلیلوں کو مولوی نذیر احمد خان صاحب  
 رپوری کے مقابلہ میں اس بات کو ثابت کیا ہے کہ معوذتین صحابہ کے زمانہ بعد از آنحضرت  
 ہو گئی ہیں (سنی علیہ السلام کے ناموں کا جو حوالہ حاشیہ کا دیا ہے اس کی عبارت یہ ہے  
 (مولوی محمد بن عبد القادر صاحب ٹپن گجرات مولوی محمود صاحب دیوبندی مولوی  
 اسماعیل صاحب منہلی قاضی سمیع صاحب مہری مولوی محمد سعود صاحب بلوی مولانا  
 سر الدین صاحب پالن پورنی مولوی حبیب احمد دہلوی مولانا رحمت بیان صاحب  
 پالن پوری مولوی ابوالخیر انت صاحب دیوبندی مولانا شرف الدین صاحب  
 احمد آبادی) آپ کے والد صاحب کے اشتہار و استقنائے ایک کر شان پادری  
 کو دین اسلام پر موقوف دیا وہ تو صاف ظاہر ہے اب سینے کے جناب قاضی  
 اسماعیل صاحب مہری ساکن ممبئی جتنا نام حسام الدین کر شان نے اپنے  
 اخبار کے حاشیہ میں لکھا ہے آنجناب نے اخبار مسلم مہر لڈر دو شنبہ ۲۱ اکتوبر  
 ۱۹۵۸ء مطابق ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۸ھ میں ایک نوٹس کو چھپوا کر کر شان مذکور کی  
 جانب رجسٹر کر کے روانہ کیا جس کی عبارت بلفظ یہ ہے (نقل نوٹس مرسلہ چھپی  
 شدہ بطرف پادری حسام الدین دربارہ معوذتین - پادری حسام الدین  
 ایڈیٹر کشف الحقائق ہر اک اللہ تعالیٰ یکم اکتوبر ۱۹۵۸ء کے اخبار میں شائع ہو لکھا ہے کہ چند  
 علمائے اسلام وغیرہ جنہیں مبلغ نام بھی تھے درج کیا ہے اور لکھا ہے کہ مولوی نذیر احمد خان  
 صاحب رپوری کے مقابلہ میں اس بات کو ثابت کیا ہے کہ معوذتین صحابہ کے زمانہ کے بعد  
 قرآن میں داخل ہوئی ہیں سب مختار الکھناتغوی ہاٹل ہے کبھی میں نے ایسا نہیں لکھا ہے  
 اور اہلسنت و جماعت کے جمیع ائمہ کی کتب سے ثابت ہے کہ معوذتین جزو قرآن شریف  
 ہیں اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مانند دوسری سورتوں کے نازل ہوئی ہیں  
 انکار کیا کہ وہ ہے اور جناب مولوی نذیر احمد خان صاحب موصوف نے اسباب میں جو

مسند تحریر فرمایا ہے یعنی معوذتین کا قرآن ہونا اور منکر قرآنیت کا کافر ہونا ثابت کیا ہے کہین بطور تصدیق کے میری صحیح ہے اور بعض دوسروں کی بھی صحیح ہے جسکا نام تم نے لکھا ہے چنانچہ مولوی مسعود صاحب ملوی وغیرہ کی پس معلوم ہوتا ہے کہ جیسا تم نے ہمارے اوپر افترایا تھا ہے ویسا ہی اور و نیز بھی افترایا گیا ہوگا کبھی کوئی مسلمان دیندار ایسا لغو بان اگر کسی بیدین مرتد نے جسوقت ایسا یہودہ کلام کیا ہوگا اس مانہ کے علمائے سربراہ کی زوہدین قلم اٹھایا ہوگا یا کسی جاہل کفہہ متراش نے کبھی اس قسم کی بکواس کی ہوگی تو ضرور علمائے دین نے اس پر کفر کا فتوے لکھا ہوگا بالفرض اگر کسی جاہل بیدین نے اس مرتد پر زہر سرفی اور یہودہ گوئی کی ہوگی اور اس پر بعض نادان جھپٹنے دستخط اور صحیح بھی کی ہوگی تو کیا وہ قابل اعتبار ہو سکتا ہے ہرگز نہیں اور جناب مولوی نذیر احمد خان صاحب کی تحریر جسکو دس تین چار سال کا ہو چکا ہے اور جس پر علمائے معتبرین کی ہامیر اور دستخط ہو چکے ہیں بخلہ و بندہ کا دستخط بھی اسی پر موجود ہے وہ معتد بہ ہے اور وہ مطبوع ہو چکا ہے پس تم پر لازم ہے کہ جو لغو تم نے لکھا ہے اس سے باز آؤ اور اپنی غلطی کے قائل ہو جاؤ اور ایک ہفتہ کے عرصہ میں اپنی غلطی کا اظہار بذریعہ اخبار نہ کرو کرو اگر در صورتیکہ تم ایسا نہ کرو گے اور اپنی غلطی اور خطا کے متقرنہ ہو گے تو میں تم پر اس امر کی سب سے جو حکور بن رہتا ہے عند السرکار بموجب راستے و کلام فرمادی کروں گا۔ اسکی جواب بھی تم کو لازم ہوگی۔

الراحمہ فانی اسمعیل مہری مرقومہ پنجم جہاد الاولیاء

حسام الدین کرطان نے اس نوٹس قاضی اسمعیل صاحب مہری جواب انہو اخبار لشف الحقائق کم دسمبر ۱۹۹۵ء میں جو طبع کیا تھا اسکی نقل یہ ہے (مولانا قاضی اسمعیل صاحب مہری اور معوذتین مسئلہ میں شیخ غلام حسین صاحب لدغلام محی الدین صاحب نے ایک فتوے (اشترہار) چھپوایا اور مشتہر کیا اس میں اسلام کی معتبر کتابوں سے یہ بتایا کہ معوذتین دعا ہیں اور کفر قرآن سے نہ مانے والا کافر نہیں ہو سکتا اس فتوے پر تحقیقاً پچیس علمائے اسلام کے دستخط ہیں اور نامدار علمائے گروہ میں حضرت مولانا قاضی اسمعیل

جہری متوطن یعنی اور مولوی محمد سعید صاحب ہلوی کے بھی دستخط ہیں مجھے اسوقت اس  
 بحث سے سروکار نہ تھا میں تو تاریخ قرآن لکھ رہا تھا اور میں نے اس سچے ہوئے فتویٰ  
 کی عبارت کے سلسلہ میں فقرات (دوسرے امر میں) لکھے ہوئے دیکھے (۱)  
 ایپوری (مولوی) مذکور احمد صاحب نے مثنیٰ ہندوستانی نسخہ بخاری  
 سے معوذتین کی قرآینت کا اجماع نقل کیا ہے وہ صدر اول پچھنے صاحب کے زمانہ میں کہ  
 اجماع ہے اور جو ایپوری (مولوی) مذکور احمد صاحب نے صحابہ رضی اللہ عنہما  
 عنہم کے زمانہ میں اجماع ہو چکی ذکر کی ہے مگر وہ دو نام تبدیل ہے پھر امر شہ میں لکھتے  
 ہیں کہ (۲) معوذتین کی قرآینت کا اقرار دین سے نہیں ہے مثنیٰ اجماع مقاصد صاحب  
 اور خصوصاً ابن سعید کا تردد اور توقف کہ بعض سورت آیات کی قرآینت میں ثابت رہی  
 رکھا ہو میں نے دوسرے فقرے تردد و توقف کا معنی شک کے لیے ورد و نون فقروں کا  
 خلاصہ کلم التوبہ کے کشف الحقائق میں یہ لکھ دیا کہ معوذتین صحابہ کے زمانہ کے بعد داخل ہوئے  
 اور سند انہیں علماء کو گردانا جسکے دستخط اس چھپے ہوئے فتویٰ پر ہیں حضرت مولانا قاضی  
 اسماعیل صاحب ہری تحریر فرماتے ہیں کہ جناب مولوی مذکور احمد خان صاحب نے جو مسئلہ تحریر  
 فرمایا ہے عینی معوذتین کا قرآن ہونا اور منکر قرآینت کا کافر ہونا ثابت کیا ہے اور میں بطور  
 تصدیق کے میری صحیح ہے اور مولوی سعید صاحب ہلوی کی بھی تجھے اس بات کا رنج ہے کہ آپ  
 دونوں صاحبوں کا نام کشف الحقائق میں چھاپا گیا درحقیقت غلام حسین صاحب کے فتویٰ کے  
 منحاطہ و یا کسی صاحب کو اس فتویٰ کی نسبت دریافت کرنا ہو غلام حسین صاحب سے  
 کہ میں ہم اس فتویٰ سے بری الذمہ ہیں کشف الحقائق میں مولانا ہری صاحب کا نام چھپے ہو  
 ہیں رنج ہو مگر غلطی ہماری نہیں ہے اگرچہ تو غلام حسین صاحب کی یہ کہ جنھوں نے آپ کا نام  
 لکھا ہے میں چھپوایا ہو کشف الحقائق کا مقصود آپ کو یا اور کسی صاحب کو رنجیدہ کرنا نہیں ہو  
 اور نہ ہو گا میں نہیں چاہتا کہ غلطی پھیلے میں کشف الحقائق کے ناظرین کو اطلاع دیتا ہوں کہ

قاضی صاحب مہری اور مولوی مسعود صاحب میں فتویٰ پر دستخط کر میسے انکار کرتے ہیں جسکو غلام حسین نے چھپوایا ہے۔ ایڈیٹر کشف الحقائق (اجی بدیع الدین صاحب ایرانی) آپکے والد نے بمبئی میں جو اشتہار ۲۴ محرم ۱۳۵۷ھ کو چھپوا کر غلام حسین کے نام سے شہر کیا ہے اور اوسپر بمبئی وغیرہ کے علماء کی نوہر طبع کی ہیں اوس سے جو کچھ رشتان نے ثابت کیا وہ بھی آپنے نشان اور اوسکو جو جو علماء نے بمبئی نے اوسی زمانہ میں دیا اوس سے بھی آپکو واقف کروایا ہے آپکے فتوے اور اشتہاروں اور مہرون کا حال ہے جسپر آپ فخر کرتے ہو۔

گشت عیان پیش شریف و ضیع

شہر بدی بود چو آغاز شان

صادر از ایشان شدہ شہر بدیع

ایک بدو شہر بدیع و عجیب

البعدا اللہ فائے تشبیح حکیم بدیع الدین صاحب ایرانی مراد

کرزن گزٹ مذکورۃ الصمدین لکھتے ہیں (چارکون مذہب میں منع ہونے کے متعلق جو عبد الرحیم کا اشارہ ہے اسکے جواب میں ابھی اتنا ہی بس ہے کہ یہ لفظ عام ہے اور ختم و احتیاط دونوں کو شامل مولا نے اپنے اشتہاروں میں جنکا حوالہ دیا ہے دلائل مذہب رعبہ سے عدم

تکفیر کو احتیاطاً ثابت کیا ہے اور یہی عقیدہ مولا نا کبیر شہر بھی تھا اور اب بھی ہے) اس کلام میں بدیع الدین صاحب قرار فرماتے ہیں اگرچہ بہت چاہیاجا کر کہ شرف الدین صاحب ایرانی نے جو اشتہار لکھا ہے جسکی پیشانی پر یہ عبارت ہے موعود تین کی قرآینت کے منکر کو کافر کہنا سنت و جماعت کے

چاروں مذہب میں منع ہے) اس اشتہار کو شرف الدین ہی نے چھپوایا ہو اور اس اشتہار پر ایرانی صاحب کا عقیدہ پیشتر بھی تھا اور اب بھی ہے۔ اوسی اخبار مذکور میں بدیع الدین صاحب ایرانی فرماتے ہیں ہفت قرارت کے متعلق مولا نا کا منشا و مطلب عبارت

مندرجہ اعلان و فیصلہ سے علمائے دین و عام ناظرین پر بخوبی ظاہر ہو چکا ہے پھر معلوم نہیں کہ باوجود چار آکھوں کے عبد الرحیم کو کیوں دکھائی نہیں دیتا ہے) مولوی عبد الرحیم صاحب نے ۸۔ اکتوبر ۱۹۳۷ء کو اخبار کرزن گزٹ دہلی کے خط مطبوع میں شرف الدین کے اشتہار

سورۃ ۴۴ محرم الحرام سنہ ۱۱۸۷ھ کا حوالہ دیا تھا جسکی پیشانی پر یہ عبارت ہو (مہفت قرارت کے  
 مابین چند کلمات کی کمی بیشی ثابت ہو۔ اس اشتہار کا بیع الدین صاحب یرانی نے صاف  
 اقرار کیا ہے یہ نہیں کہتے کہ وہ اشتہار شرف الدین یرانی صاحب نے ہند لکھا بلکہ وہ تو اس  
 اشتہار کے لکھنے والے کو اسکے مشہر کر نیوالیکو اور سپریم جین کر نیوالون کو مترجم سمجھتے ہیں اور  
 تمام احکام قرآنین اور ہر جاری کرتے ہیں رملیہ کہ بیع الدین یرانی صاحب و سکا فشا و مطلب  
 کچھ اور شہر اتے ہیں یہ وہی بات ہو کہ عاتلان نیکس میدانہ کھلے ہوئے مرتکب الفاظ خود  
 ہیں اب آپ کے باب کے پیٹ کی آپ جابن یادہ مثل مشہور ہے کہ لا یتقدم خفاء حیلۃ  
 بیع الدین صاحب یرانی اسی اخبار میں فرماتے ہیں (رحمہم اللہ) یہ رسالہ کو دیکھ کر  
 عجیب کٹ پٹ مین پڑ گئے ہیں ذرا غور اور توبہ سے پڑھ لیتے تو بلا مد و غیر کے طبیعت انکی کھل جائے  
 اور معلوم ہوتا کہ تمام رسالہ میں کوئی بات خلاف عقائد اہلسنت و جماعت نہیں ہے اجماع یرانی  
 صاحب آپ کا یہ دعوے کہ تمام رسالہ میں کوئی بات خلاف عقائد اہلسنت و جماعت نہیں ہے  
 بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ اور خیانتوں کو اور کلمات کفریہ کو چھوڑ دو فقط دو ایک باتیں فوت  
 آپ کو بتا دیتا ہوں گھڑیہ کے صفحہ ۵۱ میں ان علیا مولیٰ المؤمنین آیت  
 قرآنیہ ہونا تفسیر درمنثور سے ثابت کیا اور تفسیر مذکور سے قول حضرت عبداللہ بن مسعود  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرمایا کہ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اسکو داخل قرآن  
 کر کے پڑھتے تھے (ہم پڑھتے تھے) صیغہ منظم مع الغیر کا ہے جب ایک جماعت صحابہ  
 کرام نے آیت مذکورہ کو داخل قرآن مجید کر کے پڑھا تو اس سے اسکا آیت قرآن مجید ہونا ثابت  
 ہوا اب یہاں اعتراض واقع ہو کہ یہ آیت قرآنیہ ہے تو مصحف عثمانیہ کیونں داخل نہیں ہے اسکو  
 اپنے گھڑیہ میں دو جواب لکھے ایک یہ کہ آیت منسوخ تلاوت ہو دوسرا جواب آپ نے یہ دیا کہ حضرت  
 عثمان وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک اسکی تلاوت تو از سر سے ثابت نہیں ہوئی  
 جس سے یہ بات شکستہ ہے کہ حضرت ابن مسعود و امراء رضی اللہ عنہم کے نزدیک اسکی تلاوت

تو اس سے ثابت ہو چکی ہو پہلی کلمہ کی اس تقریر سے تو ان علیاً مولے  
المؤمنین کا آیت قرآنیہ ہونا بخوبی ثابت ہو گیا اور لکھا ہے (اس باب سے  
رسالہ موجود ہے کیسکو اس میں شک ہو تو دیکھ لے) اس تقریر سے تو یہ بات  
ثابت ہوئی کہ اس رسالہ میں ان علیاً مولی المؤمنین کا آیت قرآنیہ ہونا ثابت کیا ہے اور  
کر زین کرٹ میں لکھتے ہو ان تمام رسالہ میں کوئی بات خلاف عقائد اہل سنت و جماعت  
نہیں ہے) اجماعی ایرانی صاحب آپ کے کلام سے تو یہ بات ثابت ہو گئی کہ ان علیاً مولی المؤمنین  
کا آیت قرآنیہ ہونا خلاف عقائد اہل سنت و جماعت نہیں ہے جیسے آج بھی آپ کا فرمایا علمائے دہلی  
نے بھی ثابت کیا ہے اور آپ کے اس کلام مذکور سے فیضاً علما سے دہلی اور آپ کے باپ کو اعلان لاہل  
الایمان کی یہ بات بالکل جھوٹ اور رد ہو گئی (دوم یہ کہ میں ان علیاً مولی المؤمنین) کے  
جملہ کو آیت قرآنیہ سمجھتا ہوں حاشائے ایسا میں نے کہا ہے نہ اب کہنا میں ان بلکہ اپنے ایک  
رسالہ میں اسکا رد کیا ہے اور مخالف کو جواب دیا ہے) یہ عبارت اعلان کی ہے اور فیضاً علما سے  
دہلی میں ہے (دوسرے مسئلہ کی بابت فرمایا کہ کبھی بھی میرا اعتقاد نہ بخانا کہ اب ہو کہ جملہ (ان  
علیاً مولی المؤمنین) آیت قرآنیہ ہے بلکہ میں نے اسکا رد لکھا ہے) اجماعی ایرانی صاحب  
جب تمام کلمہ میں کوئی بات خلاف عقائد اہل سنت و جماعت نہیں ہے تو ان علیاً مولی المؤمنین  
کا جزو قرآن ہونا جو اس میں ہے وہ بھی خلاف عقائد اہل سنت و جماعت نہوا اب سپر نکلمان  
علما سے دہلی جو ایک بخوبی انشا اللہ تعالیٰ چسپان ہو جائے گا اور سب سے ناگرمی کے ساتھ  
میں ہے اور جو مشہر صاحب لکھتے ہیں کہ سید شرف الدین قرآن میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ  
عنہم ہی کے زمانہ سے غلطیاں چلی آ رہی ہیں اس لئے بلفظ یہ لکھ رہا ہوں وافر جھوٹ ہو سب سے  
شرف الدین نے زیر احمد خان رامپوری کے مجھوں و ملازمہ کے نزدیک لکھائے تقریر میں نقل  
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی الفوز الکبیر سے بیان کیا کہ موصوف صاحب قرآن شریف  
میں خلل عجیب ہوا بیان کرتے ہیں اور تفسیر درشتور میں بھی اس قبیل کے اقوال منقول ہیں بظاہر

جو کہیں سوا حضرت کی طرف عام ہے سید شرف الدین کی طرف عام نہیں کیونکہ نقل کفر کفر نہیں  
یہ بات ایک قصہ طلب ہو موزن ۱۴ نومبر ۱۳۷۱ء کو ایک استغفار شرف الدین صاحب ایرانی  
نے لکھا تھا مجھے آخر میں یہ عبارت ہو اسی روایت عدم قرآنیت کو مقدم و مزج گنتی و انہی  
چاہیے اس فتوے کو اول سے آخر تک نقل کر کے مولانا مولوی محمد زبیر احمد صاحب نے شرف الدین  
ایرانی کا کفر ثابت کیا اور اشتہار طبع کرا کے شائع کیا جب وہ اشتہار شائع ہوا شرف الدین  
ایرانی نے مولانا مرحوم کے شاگردوں اور دوستوں کو بلوایا کہ تمہارے مولوی صاحب نے  
معبودین کے بارے میں فتوے لکھنے سے حکم کفر لکھایا ہے جاؤ مولوی صاحب سے کہہ دو کہ  
قرآن مجید میں اور بہت سی غلطیاں ہیں اور وہ غلطیاں حضرات صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہم کے  
زمانہ سے چلی آتی ہیں اور ایرانی صاحب نے کہا کہ یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا یہ کتابوں میں لکھا  
ہو یہ خبر اون لوگوں نے آکر مولانا مرحوم کو سنائی جسکا ایرانی صاحب نے بھی گھڑیہ میں اقوال  
کر لیا ہے جسوقت یہ بات ہوئی اسوقت مولوی احمد حسن صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے اونھوں  
نے اونکی زبان سے اشتہار میں یہ مضمون مذکور طبع کرایا تھا جسکے جواب میں ایرانی صاحب گھڑیہ  
کے صہا میں وہ عبارت مذکورہ رقم فرماتے ہیں ایرانی صاحب آپ کو یہ بات یاد رہے کہ قرآن مجید  
میں زیر زبر پیش کی غلطی بتا کفر ہے ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاة شرح مشکوٰۃ  
میں فرماتے ہیں واغرب من هذا اطعن بعض علماء العربیۃ فی القراءات المتواترة  
حیث لم تکن علی وفق مسموعہم وہو کفر ظاہر واللہ ولی دینہ وحافظ کتابہ وقد  
علی نقابہ وعتقابہ جناب ایرانی صاحب آپ ایسی غفلت نہ کریں کہ غلطیاں  
قرآن مجید میں اور خلل عجیب ثابت ہو جائے اور آپ کا کفر کوئی ثابت نہ کر سکے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ حی پوشش من انداز قست راجی شناسم

اجی حضرت ایرانی صاحب یہ وہی عبد اللہ بن سبا یہودی منافق کا مسک دوسرے منافق  
اوسکے چیلے چائے بنا چاہتے ہیں لیکن وعدہ ہمارے رب العزۃ تبارک و تعالیٰ کا سچا



انما نحن نزلنا الذکر وانما لہ لحفظون جناب ایرانی صاحب جب کوئی منافق سر اوٹھا ہو  
اور حلقہ قرآن مجید پر کرتا ہے تو ایسی موخہ کی کھانا ہو کہ اپنی جانت کو بالکل فراموش کر جاتا ہو  
اجی ایرانی صاحب لغز الکبیر کے صفحہ ۲۴ میں شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی تو یہ فرماتے

ہیں در نحو قرآن خلل عجیب راہ یافتہ است و آن آنست کہ جماعت مذہب سیمویہ را اختیار کردہ

و برچہ موافق آن نیست انرا تاویل میکنند برچہ تاویل مجید باشد و این نزد من صحیح نیست اتباع  
اوقے و اوقے بسباق و سباق باید کرد و مذہب سیمویہ یا شاہ یا ذار مصنف گھگریہ نے لفظ  
کو اپنے رسالہ میں حذف کر دیا اول تو یہ جیسا مصنف گھگریہ کی ہے مانگیا مولانا ولی اللہ صاحب  
معلوم تو لوگوں کے خلل عجیب کر نیکو رو کرتے ہیں لوگوں نے خلل عجیب اس طرح کہا ہے کہ ایک  
جماعت مذہب سیمویہ نحو ہی کو اختیار کرتی ہے اور جو اسکے موافق نہیں ہو اسکو تاویل کر کے  
سیمویہ کے موافق وہ جماعت بناتی ہے اگر یہ تاویل بعید ہی ہو حضرت شاہ صاحب مرحوم نے فرمایا  
ہیں کہ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے اقویٰ اور موافق کی اتباع سباق اور سباق کو دیکھ کر کہنا  
ہا ہے مذہب نزار ہو یا سیمویہ۔ لیجیہ ایرانی صاحب اس عبارت میں تو شاہ صاحب نے لوگوں

کے خلل عجیب کر نیکو رو کر دیا ہے اپنا یہ فرمانا کہ اس وقت صاحب قرآن شریف میں خلل عجیب  
ہو نا بیان کرتے ہیں) بالکل جھوٹا ہو گیا۔ اجی ایرانی صاحب کوئی نا وقت آپ کے اس کلام کو دیکھے  
اور آپ کے رزن گزٹ کے اس قول کو کہ (تمام رسالہ میں کوئی بات خلاف عقائد اہل سنت و جماعت

کے نہیں ہے) دیکھے تو یہی سمجھ جاوے کہ دہلی کے تے بڑے عالم اذ قرآن میں خلل عجیب بتاتے ہیں  
چلو یہ عقیدہ رکھو یہ عقیدہ ٹھیک ہے سنت و جماعت کے موافق ہے جب وہ یہ سمجھ جاوے گا تو کما  
و کما وہ ہو گا یا نہیں اور آپ بالکل لگ ہو آپ تو بالکل کچھ بولتے ہی نہیں اجی ایرانی صاحب غفاق و ضلال  
نہ لائے ایمان اور گھگریہ میں جو مصنف کا یہ قول ہے (اور تفسیر و منثور میں بھی اسی قبیل کے اقوال منقول

ہیں) یاد رکھو کہ امام جلال الدین صاحب سیوطی نے تفسیر و منثور میں صرف جمع اقوال پر نشان  
نہ لائے ایمان و طبع یا بطن حق و باطل و صحیح و ضعیف و ثابت و موضوع سب کچھ اوس میں تو وہ تو وہ

بظاہر وہ بیشک ناقدین محققین کے کام کی ہر جو حق باطل و ثابت و زائل میں تمیز پاسکیں گے کہ  
 جو کچھ اوہیں ہوسکتا ہو اوہیں تو عمدہ اقوال متناقضہ بھی ان محققین صحیح پر جائزے سے  
 آم کہلاؤ غصوں نے وہ نقل فرما دیا جسے اعلیٰ کہاؤ غصوں نے وہ کہلا دیا وہ جس فہرست اقوال ہو غصوں  
 امام جلال الدین سیوطی کی تفسیر التقان ملاحظہ کیجیے ج اسلاف میں ہر ایک ان اقوال کو نقل کر کے یہ  
 فرماتے ہیں ہذا مما یستحیل عقداً و شرعاً و عادیاً یعنی قرآن مجید میں معاذ اللہ کسی غلطی  
 کا ہونا محضاً و شرعاً و عادیاً خالی ہے اگر مصنف گھڑا ہے اس کا نام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ  
 کر دیکھا ہے اور باوجود دیکھنے کے پھر بھی دینشور کے پریشان قول کو نقل کر دیا اور اسکو پوشیدہ کیا  
 تو یہ نیاست فی الدین ہے اور اگر نہیں دیکھا اور بھول میں لکھ دیا ہے تو مصنف گھڑا ہے اس کے معاذ  
 اللہ کہیں اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا اور اگر آج جو تنبیہ کہتے ہیں اسی غلطی پر اسے دیکھتے تو اگر اس کے  
 گمراہ کر دیتے وہاں اوکی گردن پر مہر لگاتے اسے برسرِ شر و بدی باز اسے از شر و بدی باز  
 قرآن و احادیث و لغوی شر و شرفہ ہر جردی و قرآن مجید میں غلطی بتانا دشمنان دین و معاندین کا  
 کام ہے علامہ تقی زانی صاحب مقاصد ج ۲ ص ۱۵۸ میں فرماتے ہیں الجواب عما یؤثر بہ بعض  
 الماخذ من من احداث الذین مثل ان فیہ غیر العہد کالاستنباط و السبیل فلیکف لیکون  
 عہداً مبیناً و ان فیہ خطأً من جهة الاحزاب مثل ان ہذا ان لیس لکن جناب ابراہیمی  
 صاحب بند و آپسے کیا عرض کرے زمانہ ماضیہ میں جو کام اعدائے دین و معاندین کرتے تھے و  
 اس زمانہ میں ابراہیمی سنیوں کے پاس میں بنکر کرتے ہیں۔ حکیم ابراہیمی صاحب اخبار  
 کریم گزٹ مذکورہ میں فرماتے ہیں (خیال کریں گی جا ہے کہ جب جانبین سے حکم وراہ پر ملاحظہ  
 و فضلاً معتقد ہوئی تو اس وقت عبدالرحمن نے اپنے دلائل تکفیر و غیرہ کیوں پیش نہ کیے) جناب  
 ابراہیمی صاحب آپ کو دلائل کفر کے سننے کا بہت بڑا شوق تھا اور آپ بھی ہے تو اللہ تعالیٰ  
 نے آپ کو دل کے شوق کو پورا کر دیا آپ پوری پوری دلائل سن کر اپنے کفر پر ایمان لائے اور  
 دلائل آپ کی تکفیر کے اسوئے پیش نہ کیے کہ آپ نے اپنے اعلان میں عقائد قدیمہ فاسدہ کا انکار اور

غلام عبد یہ حقہ کا اقرار کر لیا تو آپ کے کفر پر خاک ڈال دی اور شرف الدین ایرانی نے اعلان  
 میں یہ عبارت لکھی ہو (ہمارے یہی عقائد اول سے اب تک ہیں) یہ بات  
 اوٹھون نے جھوٹی لکھی ہے اور جھوٹ بولنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا تو آپ کے والد کی  
 دامن عزت لکھی اور اونکا جھوٹ ثابت نہ کیا اور تمہارے باوا پر رحم کیا یہ اوس دم کا آ  
 آپ پر ادا بیت ہو کہ کیون دلائل کفر پیش نہ کیے اگر فتوے بورد اور دونوں اشتہار  
 کا اور گلہ یہ کا حوالہ دیکر تمہارے باوا کا جھوٹا ہونا کیسا بجا لگتا تو انکی حقارت ہوتی اور خفا  
 تھا کہ اذ اقبلہ انواللہ اخذتہ العزۃ بالانتم کی انت اڑے آئے اور آپ کو باپ  
 پھر کفر کے پائے پر کو دھجین تو مسلمانوں کی شرما شریم جو اتنا انکار کفر سے کیا ہے یہ بھی  
 ہاتھ سے جانے لہذا اونکا یہ ظاہری اسلام قبول کر لینا ہی مناسب جانا دوسری جو  
 اس اشتہار کے علاوہ یہ ہوتی کہ فیصلہ علمائے دہلی میں آپ کے والد نے اس مسئلہ کو قبول کر کے  
 اسپر مہر کر دی (اس سے یہ بھی ثابت ہوا) اگر بغیر اول کوئی معوذتین کا انکار کرے کہ وہ  
 معوذتین جزو قرآن نہیں تو وہ شخص شرف الدین صاحب کے نزدیک بھی کافر ہے) اجماعی  
 ایرانی صاحب پندرہ برس ہو گئے لیکن اپنے اس مسئلہ کو قبول نہ کیا تھا دہلی میں  
 جا کر اسکو قبول کر لیا اور اپنے پرانے اقوال کو خاک میں ملا دیا پھر احمد آباد میں اگر عقائد فاسدہ  
 کی اشاعت شروع کی ایک اہل حق نے یہ خیال کیا کہ احباب اہل سنت کے عقائد فاسدہ کو  
 اوسکے تدارک کے لیے اس رسالہ کی اشاعت اہلسنت نے مناسب جانی۔ اس سے  
 آگے چلا کہ ایرانی صاحب اخبار کرزن گزٹ میں فرماتے ہیں (مقبضہ بورد میں لکھے ہوئے  
 فتوے کے متعلق جو الفاظ عبد الرحیم نے استعمال کیے ہیں اوسکے خلاف واقعہ ہونے کے  
 ثبوت میں مولانا کے اہل فتوے کے متعلق جو الفاظ عبد الرحیم کی ہر اور دستخط کے ساتھ آئی  
 ہوئی ہیں چند فقرات ضروریہ درج کیے جاتے ہیں بشرح مسلم البثوث وغیرہ میں معوذتین  
 کی قرآنیت بابت جو عبد المد بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایات منقول ہیں وہ مطلقہ

ہیں معوذتین کی ذکر علی الخصوص میں نہیں ہوتا اور اس کی شرح فتح الباری میں مسند امام  
 بن حنبل وغیرہ سے عدم قرآینت معوذتین کی جو روایات منقولہ ہیں وہ مقیدہ اور معوذتین  
 کی بابت علی الخصوص میں تو اوچھین روایات عدم قرآینت کو مقدم و مرجح گنتی اور ماننے چاہئے  
 الحاکم عبد السمیع بن سعد و رضی اللہ تعالیٰ سے دو قسم کی روایتیں ہیں ایک اثبات قرآینت  
 معوذتین میں اور دوسری غی میں اولیٰ مطلقہ میں اور دوسری مقیدہ پس حسب اصول جو  
 روایات مقیدہ صحیح بخاری اور اس کی شرح فتح الباری میں مذکور ہیں اوچھین روایات کو  
 مقدم و مرجح سمجھنا چاہیے اس فتوے پر یہ بین پہلا جھوٹا ایرانی صاحب نے لکھا ہے  
 کہ شرح مسلم الثبوت وغیرہ میں معوذتین کی قرآینت بابت جو عبد السمیع بن سعد و رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ سے روایات منقولہ ہیں وہ مطلقہ ہیں معوذتین کی ذکر علی الخصوص اوچھین نہیں ہے  
 اجماعی ایرانی صاحب معوذتین کا ذکر علی الخصوص شرح مسلم الثبوت میں ہو گا نہ قلت قد نقل  
 عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکار کہ بالمعذتین والفاختہ من القہان وہی مقطوع  
 التذیذ والعدالۃ بالکبار الرسل صلوات اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ فکیف  
 یسوغ لہ الا انکار فارم کو نہ غیر متواتر عندہ (قال وما نقل عن ابن مسعود  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ من انکار کو المعوذتین والفاختہ فلیہ یصح) اس عبارت  
 میں صاف معوذتین کا ذکر ہے پس ایرانی صاحب یہ کہنا کہ معوذتین کی ذکر علی الخصوص  
 اوچھین نہیں ہو بالکل جھوٹا ہو گیا بلکہ اس میں تواتر کے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ عبد السمیع بن سعد  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معوذتین و فاختہ کے انکار کی روایت صحیح نہیں ہوئی اگرچہ  
 ایرانی صاحب عبد السمیع بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو روایتوں کے حق میں ایک پر حکم  
 مطلقہ ہو گیا لگاتے ہیں دوسری روایت پر مقیدہ ہو گیا حکم کا ذکر میں انہیں مطلقہ  
 ہو گیا حکم تو شرح مسلم الثبوت کی عبارت مردود ہو گیا آری انہیں آگے چلے دو نو تو اوچھین موانہ کہ  
 روایت عدم قرآینت کو مقدم و مرجح بتاتے ہیں اجماعی ایرانی صاحب موانہ و ترجیح

شاید ابو جہل نے اپنی کتاب انیسٹول بیٹول میں یا ولید بن مغیرہ نے اپنی کتاب کنکرا  
 یازٹل قافیہ میں دی ہوگی اور یہ کتابیں کئی میراث میں آئی ہوگی اس لطیف ابو جہل و احزاب  
 تو وہی تسلیم کریگا جسے کلمہ ابو جہل و ولید یسید ملعون کا پڑھا ہو گا یا اونکا کوئی چیل چاٹا ہوگا  
 وہ اسکا قبول کر لے ہم ہنسنت پاک نہ رہیں والوں کے نزدیک یہ بالکل ملعون و مردود ہو جی  
 ایرانی صاحب شرح مسلم الثبوت کی عبارت بھی ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا  
 مفیدہ ہونا اور اس میں ذکر معوذتین کا علی الصلوات ہونا ثابت ہو گیا اور فتح الباری کی بیوٹ  
 بھی مفیدہ ہے اب ایک روایت مفیدہ کو دوسری روایت مفیدہ پر تبدیل کے ترجیح دینا  
 بلا مرجع ہونا مگر حاشا یہ ترجیح مرجوح بلکہ ترجیح بالی علی الحق ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ قرآنیت معوذتین تو قطعی ہو تا ہے اور اسکے خلاف جو روایات دی گئی ہیں ان میں سے  
 نزدیک روایت قرآنیت ترجیح دینا اور سبھی ناؤں کو میرے کلمہ کفر ہو جائے کلام بہرہ کہ کفر ہو جاتا  
 ایرانی صاحب نے قبیلہ بوسد کے فتوے کے لکھنے کا اقرار کر لیا ہے، جی ایرانی صاحب آپ خود  
 الاضافہ کر لو اس فتوے کے آخر میں صاف یہ عبارت ہے (اسی روایت عدم قرآنیت کہ  
 ہی مقدم و مرجح گنتی وماننی چاہیے) یہ فتوے شرف الدین صاحب ایرانی نے یاریزہ ہر ۱۰۰۰  
 شمسہ کو لکھا ہے اس فتوے میں پندرہ برس سے عدم قرآنیت کو مقدم و مرجح گنتی وماننی  
 چاہیے شرف الدین ایرانی صاحب نے لکھا تھا جسکا بیع الدین صاحب ایرانی اخبار الرزین  
 گنتی میں قرار کرتے ہیں اس سے رو اور جھوٹ ہو گیا وہ قول ایرانی صاحب کا کہ جو اعلان لائل  
 الایمان میں فرماتے ہیں (مجھیران بزرگواروں نے بہتان باندھے ہیں) (۱) یہ کہ میں معوذتین  
 کو جو قرآن نہیں سمجھتا اور عدم قرآنیت کو مقدم و مرجح جانتا ہوں حاشا تم ہر گز یہ میرا  
 اعتقاد نہیں سمجھتی تھی) شرف الدین صاحب ایرانی اس کہنہ میں کہ (میرا اعتقاد نہیں) شک  
 دلی میں نہ ہو گا اور اس کہنہ میں کہ (نہ سمجھتی تھی) ستر ہزار بار جھوٹے ہیں اور انکو اونکا فتوے  
 بوسد اور قرار نامہ مہری مورخہ ۱۲۶۱ھ ربیع الآخر ۱۲۲۲ھ روز دوشنبہ ہی اوپر حکم کذاب

جو نے کار کا جبہ بھی ایرانی صاحب آپ پر اور آپ کے ہم عقیدہ لوگوں پر علمائے دہلی نے عقائد قدیمہ  
فاسدہ کی وجہ سے حکم کفر لکایا ہے اہل حق نے علمائے احناف دہلی سے استغاثہ طلب کیا اور اس میں  
انہوں نے فتوے پورسہ اور آپ کے دوہزار اشتہاروں اور ہنگامہ کو پیش کیا شرف الدین صاحب  
ایرانی کے دعاوی اور بعد قدیمہ پر سختی چاہتے علمائے احناف دہلی وغیرہ نے حکم لکایا (مفتی شریف)

اور ان کے ہم عقیدہ بالا جماع خارج از اسلام ہیں ایسے لوگوں کے لیے توبہ و استغفار و تجدید اسلام  
و صلاح کا شرع شریعت نہیں ہے (التم شرف الدین صاحب ایرانی نے اپنے رسالہ شرفیہ کے  
صفحہ ۱۷ میں رشید احمد گنگوہی کا نام بڑے ارب و تعظیم سے لکھا ہے اور اس پر بحث و مواضع کا ذکر کیا ہے  
ایسی ایرانی صاحب آپ اپنی جناب رشید احمد صاحب گنگوہی کے قول کو منکر بیان لائے حضرات علما

ریاضین کو تو آپ تسلیم کرو یا نہ کرو مگر آپ کے مسلم البیوت عالم کے قول کو پیش کرتا ہے (منکر و ثابت)

رشید  
احمد  
۱۳۰۱

محمود زین کا فر ہے اور جو عدم قرآنیت کو راجع کہے وہ بھی کافر ہے واسطے  
اعلم بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

لیجے ایرانی صاحب آپ کے مسلم البیوت علمائے آپ کو کافر بنا دیا اب ہمارا کیا قصور ہے ان علما کی چٹائی  
آپ سخت کریں یا ان کو صلواتین سنا دیں آپ کو اختیار ہو مگر آپ تو ہمیں صلواتین سنائے کو کہتے تو  
ہمیں بہت خوب ہمارا ہمیں مرج نہیں یہ تو ہمیں ہمارے رب کے پہلے ہی خبر دی ہی ہے فرمایا  
اللہ تعالیٰ نے ولتسمعن من الذین یزولوا للکتب من قبلكم ومن الذین یشتکون اذی کثیرا -

(امر السبب الطغری والتشبیہ بید ما انکم ہاجلا لہن) وان تصبروا وتقفوا فان ذلک من  
سیرم الامم صلواتین سنا اور ناسی گالیان اپنے مقابل الکا و بیہ کام بیہودہ نصارے و مشرکین  
کا ہے نہ حضرات سادات کرام و مشائخ عظام نہ ظہم العالی کا ان ایران کی شریعت کی محجو  
خبر نہیں شاید وہ ان کی شریعت میں صلواتین سنا عبادت ہو کہ ان ضروریہ ہوتا ہے کہ  
کہ ان کی کتابوں میں لکھا ہے کہ معاذ اللہ امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو  
بر اکھنا اللہ جل کے ذکر سے افضل ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولذکر اللہ اکبر بیشک امیر کا

ذکر سب سے بڑا ہے و شام بند ہے کہ عطا باشد چہ مذہب معلوم اہل مذہب معلوم  
 بیع الدین صاحب یرانی کرزن گزٹ مذکور میں فرما ہوا کہ کوئی شریف سید نہ  
 بہتر بار نام حجت کر دے لیکن وہ اپنی ضد کا بہتر بار امدادہ کرے باز نہ آئیگی اس مقولہ کے  
 پر کہ اکت محمد احمد نقالی مسلمان ہیں۔ مسیاحتہ صلواتین بھیجنے کو جی چاہتا ہوں اجی یرانی  
 صاحب آپ کو سید ہونے پر بہت بڑا غرور غور ہے اور آپ کے معتقدین بھی آپ کی سیادت پر  
 بہت ہی اکر تے ہیں ذرا اپنی سیادت کا مالیشہ سید کرم حسین بجا و چوی اپنے اشتہار و  
 ۱۲ شہر محرم الحرام ۱۳۵۷ مطابق ۱۷ جون ۱۹۳۷ء روز جمعہ میں لکھتے ہیں ز اشہار جلالہ نمبر ۶  
 اعلان واجب البیان مشہد مقدس وغیرہ سوسلی تحقیق کہ شرف الدین و اون کے آبا و اجداد کا  
 یہ دعوے کہ ہم مشہد کے سادات نام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں جھوٹا ہے مشہد  
 وغیرہ قرب و جوار کے سادات کے نسب نامہ نہیں کہیں شرف الدین کے نسب نامہ کا ثبوت نہیں ہو  
 ترچہ مہرین و مان کے سادات موسویہ وغیرہ کی آئی ہیں اور سیر بھی کہ مشاد و میوڑی بھی سید  
 نہیں انصاری ہیں شرف الدین پھر بھی خود کو سید کہیں گے ہیں تو ہمارے ساتھ مشہد چکر اپنا سید  
 ہونا و مان کے نسب نامہ سادات سے ثابت کریں ورنہ جھوٹے ہیں امام سکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 نے دعوے سیادت کر نیوالیکے حق میں فرمایا کہ ورنہ جانوروں کے سامنے جاوے وہ اسکو نہ  
 کھا دیں تو سید ہے نسب نامہ مشہد سے جھوٹا ہوا تو شرف الدین علامت سیادت اپنے میں درندہ  
 سامنے جا کر ثابت کر دیں یہ بھی نہ کریں تو کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ شرف الدین کو سید کہے کیسکا  
 تو گنگا گریوگا) الی آفرامی الاشہار اس اشہار کو عرصہ تخمیناً چھ سال کا ہوا ہے جناب یرانی صاحب  
 آپ کے آبا و اجداد کے دعوے سیادت کو سید کرم حسین صاحب نے چھ سال کا عرصہ ہو جھوٹا کر دیا اور  
 تمہارے مشہد وغیرہ کی ترچہ مہر سادات خطام کی اوٹھون نے منگا کر طبع کر دیں اور آپ کے  
 نسب نامہ کو بال جلی بنادیا اپنے مشہد کی کتنی مہر میں منگائی ہیں۔ بتائیے آپ دن کے ساتھ جا کر  
 مشہد سے اون کے دعوے کو جھوٹا کرانے یا نہیں افسوس کہ آپ کے نام خاندان میں سے کوئی

بھی گرمی کھا کر مشہد نہ گیا جیسی گرمی اپنا کفر و تارکی کے لیے دہلی تک بھاگے ہوئے گئے ایسے ہی  
 مشہد بھی جانا تھا جب آپ مشہد نہ گئے تو معلوم ہوا کہ تم دعوتِ سیادت میں مجھ سے ہو کر  
 دلیل تمہارے جھوٹے سید ہونیکے یہ ہے کہ اون تریپن مولہ میر سادات کے مقابل تمہارے  
 پاس ایک ہر بھی نہیں کہ تم مشہد کے ہوا در ایک ہر بھی نہیں کہ تم سید ہو تیسری دلیل تمہارے  
 جھوٹے سید ہونیکے یہ ہے کہ تم اون کے ساتھ در ندون کے سامنے نہ گئے ان تینوں دلیوں  
 سے تمہارا جھوٹا سید ہونا ثابت کرنے کے تمہیر حکماء و محققین نے لکھا یا کہ کسی مسلمان کو جائز  
 نہیں کہ شرف الدین کو سید کہے سید کہیں گے تو گہکار ہو گا یہ حکم نامہ سید کرم حسین صاحب کا  
 حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حد شریف کے مطابق ہے لا تقولوا للمنافق  
 سید فاندہ ان لیکن سید افتد اس خطم دیکھ عرجل منافق کو سید نہ کہو اگر وہ  
 تمہارا سید ہو تو بیشک تمہارے رب عزوجل کا غضب ہو رواہ ابو داؤد والنسائی  
 بسند صحیح عن بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ روایت حاکم کے یہ لفظ ہیں حضرت رسول اللہ  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذ قال الرجل للمنافق یا سید فقد اغضب ربہ  
 عزوجل جو کسی منافق کو اے سید کہے اسے اپنے رب عزوجل کا غضب پہنچا دے اور لیا والیما  
 ہمد رب العین جناب یرافعی صاحب یہ حال آپ کے خاندان کی سیادت کا ہے اس واسطے  
 کہ سید کہنے سے بھلی غی کا دل نفرت کرتا ہے اخوند درویشہ خراسانی رحمہ اللہ نے  
 اپنی کتاب ارشاد الطالین کے ضمیمہ میں فرماتے ہیں بادشاہ حجاج یوسف نے  
 ایک بار بارہ سو حضرات سادات کرام کو جمع کیا اور ان کے قتل کرنے کا حکم دیا جب ہزار  
 حضرات سادات کرام نے جام شہادت پی لیا ایک غبار پیدا ہوا اس کا ایسا اڑھیر پیدا ہوا  
 کہ ایک دوسرے کو نہیں دیکھتا تھا اس اڑھیر میں دو سو حضرات سادات کرام روم  
 کی جانب تشریف فرما ہوئے چار روز تک غبار رہا بعد اسکے انکی خبر حجاج نبیث کو پہنچی  
 کہ وہ حضرات روم کی جانب تشریف لگے ہیں حجاج بدبخت نے روم کی جانب خط



لکھا کہ اگر اوس سادات کرام کو میری جانب متروک نہ کیا تو خیر و نہ نکو خواب کرو و بچاؤ پس میں نے اپنے دل میں اندیشہ کیا کہ اگر اولاد حضرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شہید کرنے کے لیے ظالم بادشاہ کو ہم دیدینگے تو کل دن قیامت کے حضرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہم کیا موندھ لکھائینگے اوس زمانہ میں روم کی ولایت میں دوسو چورتنھے اونکے پاس رومی گئے اور اودن سے اونھوں نے کہا کہ تم دعویٰ سیادت کا کر لو اور تم حجاج کے پاس اور وہ مکہ قتل کر گیا اور ہم تمھاری اولاد کو اس قدر سزا دینگے کہ وہ ساتہ پشت تک کھاتے رہینگے اور اگر تم وہاں نہ جاؤ گے تو نکو چور قرار دیکر ہم قتل کرینگے اور تمھاری اولاد کو بیچڑالینگے لاپ ہو کر بیچاروں نے قبول کر لیا اونکو حجاج کی جانب روانہ کیا اوسوقت اونھوں نے اپنے دل میں فکر کر کے یہ دعا کی کہ اے رب العالمین ہم اپنی جان کو حضرت سادات کرام پر سے دیا کر نیکو یہاں سے جاتے ہیں اور واسطے ہم جاتے ہیں کہ کل دن قیامت کے حضرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم نہ ہوں اونکی لاچاری کی دعا رب العالمین کے دربار میں قبول ہوگئی حجاج کے مقام سے ایک دن کا راستہ رہا اور خبر آئی کہ حجاج کا انتقال ہوا اور وہ چور حضرت سادات کرام کے طفیل سے قتل سے بچگئے اور پھر روم میں آئے اور اونھوں نے اپنے ہاتھ چمونا اور تعظیم کرنا شروع کیا کہ ہم سید ہیں نعوذ باللہ من الکاف و زمان اگر برعت کے کام دینا کامائیکے لیے جاری کر دیے اور فریب و دوغابا زبان شروع کر دیں اور ارضیوں کو جو بائین رض کی باقی رہ گئیں بھٹیں اونھوں نے پوری کر دیں اسمضمون کے بعد اخوند صاحب فرماتے ہیں اور وہ اند کہ الحال اکثر مردان خود را سید میگروا تہذو و خورا برض میکشند و سب اصحاب میکنند و خور و دن و زنا کر دن بخود حلال میدانند و سبالت نمی کنند و ہمراہ علم و علمائے دین کہ ثبوت شریعت است و دشمنی میکنند و خود را شاہ خوانند و میرزا مند ایشان اولاد وہاں زود اند و صحیح النسب نیستند بلکہ نسبت خود را تبدیل کردہ و پیغمبر علیہ السلام فرمودہ است کہ ایشان بوسے بہشت نیابند لقولہ علیہ السلام مزید

اباۃ فالجنة علیہ حرام حسنی الشرم وکے خود کو سید کہتے ہیں اور مذہب رضی پر ملتے ہیں اور حضرت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالیان دیتے ہیں اور شراب پینے کو اور زنا کرنا کہ وہ لوگ اپنے لیے حلال جانتے ہیں اور جو چین شریعت کے موافق نہیں رکھتے ہیں اور علم اور علمائے دین سے کہ جسے ثبوت شریعت کا ہے دشمنی کرتے ہیں اور اپنے آپ کو شاہ اور سیر کہتے ہیں وہ لوگ انھیں دوسو چورون کی اولاد سے ہیں اور صبح الفس بنیں ہیں بلکہ اپنی نسب کو انھوں نے بدل لیا ہوا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بوجہ کی نہ سونگھنے کیلئے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے باپ کو بدل کر دوسرے کو باپ بنالے پس بت او سپر حرام ہو حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں اگر تم ان دونوں کے ساتھ متکبر پکڑو گے تو تم گمراہ نہ ہو گے۔ ایک قرآن مجید ہو دوسری میری اولاد ہو اور قرآن مجید کا درجہ میری اولاد سے بڑھ کر ہے اہل بیت کے ساتھ متکبر پکڑنے کے یہ معنی ہیں کہ ان کے ساتھ محبت کرنا فرض ہے اور وہ جو ہیں راستہ بنادین او سپر ہو چلنا فرض ہے لیکن سید جمال الدین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سادات کرام کا راستہ بتایا ہو مخالف ہمارے دین کے ہو اور حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطلق بیان کر نہیں سب طرف اشارہ ہے کہ جو حضرات سچے سید ہونگے ان کی کوئی بات شریعت اور طریقت کے مخالف نہ ہوگی بلکہ شریعت کے مطابق ہی ہوگی یہ مضمون حدیث شریف مشکوٰۃ المصابیح میں ہے اور اس کی شرح مرقاۃ ج ۵ ص ۶۱ میں ہے معنی التمسک بالعدۃ محبت ہم والاہتداء بہدیم وسیرتہم زاد السید جمال الدین المکی فقال لا یرقلت فی اطلاقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ اشعار بان من یكون من عترتہ لا یكون ہدیہ وسیرتہ الا مطابقا للشریعة والطریقۃ انتہی حضرت سید محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی شرح مہذب اللہ بنیہ میں فرماتے ہیں : ہذا عام ارید

خاص و ہم العلماء و العاقلون فخرج الجاهل و الفاسق و هم لشیرہ لیرہ اعن  
 شہوات الادمیہ و لا عصموا عصمۃ النبیین و لما ان کتاب اللہ منہ  
 ناسخ و منسوخ فارفع الحکم بالمنسوخ کذا لا ارتفعت لحدیث تعذر علیہم  
 العلماء مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ حضرات سادات کرام جو تابعاری کا حکم ہوتے  
 اور تھے وہ حضرات سادات کرام مراد ہیں جو سادات کرام علماء ہیں اور اپنے علم و نیر و عمل  
 کر نیوالے ہیں اس قید سے جہلا اور فساق سے احتراز ہو گیا ایسے کہ وہ شہوات آدمیہ  
 خالی نہیں اور مانند انبیائے علیہم السلام کے معصوم نہیں ہیں اور جیسے قرآن مجید میں شہین  
 ناسخ و منسوخ دونوں ہیں منسوخ پر عمل کر لینا حکم نہیں ہے سادات غیر علماء و صلحا کے اتباع  
 کا حکم شرع شریف میں نہیں ہے الغرض ہمارے علمائے ربانیین کے کلاموں سے  
 بخوبی ثابت ہو گیا کہ فرض پھیلا نیوالے سید و شوچور و کی اولاد میں ہیں اور کفر پھیلا  
 والوں کا حال اسی پر احباب ہست خیال کر لین حضرات سادات اہل سنت کو ہم تمام  
 احباب اہل سنت خادم ہیں ان کے پاؤں کی خاک کو ہم اپنی آنکھوں سے نہ بنا عین اپنی  
 بنات کا سبب سمجھتے ہیں ان جو سید ہو اور نیچری یا راضی یا غیر مہدی یا دہلی یا غیر  
 منقلد ہو اسکی اتباع ہم ہرگز نہ کریں گے اگر اسکی اتباع ہم کریں تو ہمارے بھی بھیت  
 بکڑ جائے اور سید ہو اور زکوۃ باوجود غنی ہونے کے حلال سمجھ کر کھائے سو کھانا و یا قبرستان  
 کھائے یا مسجد و کراہ کھائے یا عدت میں نکاح پر عہدے یا سید ہو کر تین طلاؤں کو  
 بے حلالہ کرنے کے درست کر دے یا بھوٹی قسین کھا کر بھوٹی گواہان کو رٹ میں ہوں  
 کے لالچ سے دیتا پھرے اور راضی و خوجون کے مکان پر و غطا کہنے کو جائے اور راضی  
 کے موافق و غطا کرنا پھرے اور سنیوں میں سنیوں کے موافق و غطا کرے اور دونوں  
 یا تھون میں لٹور کھے اور اسکے ساتھ دعوے سید ہو بیٹا اور سنت جماعت ہو بیٹا  
 کرے ایسے ناپاکوں کی اتباع کا بالکل شریعت حکم نہیں ہے سچے حضرات سادات کرام

و شرفاً مع افعال شنیعہ سو باکل پاکدامن ہیں یہ افعال تو ویسے ہی جھوٹے و غلوئی کرپوں  
 کے ہیں۔ فرعون و مردو نے خدائی کا دعویٰ جھوٹا کیا اور مسیح کذاب عیسیٰ نے جھوٹا  
 دعوے نبوت کا کیا وہ دونوں جھوٹے خدا بنے یہ دونوں جھوٹے نبی بنے بڑے تعجب کی بات  
 ہو جھوٹا دعویٰ خدائی کا جھوٹا دعوے نبوت کا کریں اور جھوٹا سید دنیا میں کوئی بھی نہ ہو جو  
 کفر و نفاق پھیلائیے والے ہیں بیشک وہ دعوے سیادت میں جھوٹے ہیں حضرت  
 سید اکرام اہل سنت پاک مذہب پاک عقیدہ پاک اعمال سید میں اور ہم اویں غلامان  
 غلام ہیں اس حدیث شریفہ سلم میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 نے کیا عمدہ ہمارے زمانہ کے مکاروں کے حساب میں پیشین گوئی فرمائی ہے (حدیث)  
 ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یكون في  
 آخر الزمان اى اخر زمان هذا الامم (احکام) مر الجمل وهو التلبس جمع  
 الدجال وهو كثير المكر والتلبس الخدا عو یعنی سیکو جمع عتہ یقولون للناس  
 خیر علما و مشایخ تدعو الی الدین وهم (الکذابون) فی ذلک (یا تو نیکو فرماؤ خدا  
 عالم التسمعون انتم ولا اباءکم) اے یقیناً توں بالاعتقاد الکاذبہ و مبتدعوا احکام  
 باطلہ و اعتقاد آفاکد اہ (فایاکم وایاکم لا یصلونک و لا یفتنونکم نہاد) یہ  
 مضمون مرقاة شرح مشکوٰۃ جلد اول نمبر ۱۹ اسے التماسک کے لکھا ہے اور حضرت  
 شیخ عبدالحی محدث دہلوی شیعہ الکبتاج ۱۲۸۷ھ میں فرماتے ہیں محی باشند در آخر زمان  
 تلبیس کنندگان دروغلہ بآین جائن باشند کہ خود را بکر و تلبیس و مشور علما و مشایخ  
 و صلیا ازال نصیحت و صالح نمایند و روغنائے خود را فروز و ہند و مردم را  
 بزمہ باطلہ و آراہی فاسد بخوانند مطلب اس حدیث شریفہ کا یہ ہے کہ حضرت  
 ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 امت کے آخر زمان میں بہت ساری دروہال اور بہت بڑے مکار ہو جائیں گے ان کے نہ کسی رو

والے پولیٹیکل کھتے ہیں) اور جھوٹ بولنے والے ہونگے اور اپنی صورتیں کمر اور البیسٹ  
سے حاملوں اور دشانیوں کی اور نیک بختوں کی بنا دیں گے اور لوگوں کو دھوکے دیں گے کہ ہم  
مختصین بن اسلام کی طرف بلا تے ہیں اور تمہاری خیر خواہی کرتے ہیں اور تم کو سیدراستہ  
بتاتے ہیں اور وہ اس دعویٰ میں جھوٹے ہونگے اور اپنے جھوٹ کو لوگوں میں رواج دیں گے  
اور ایسی جھوٹی حدیثیں تمہارے سامنے پڑھیں گے کہ ان کو نہ سمجھ سنا ہوں  
تمہارے باپ دون نے سنا ہوا اور جھوٹے مسائل حدیثوں نے کھالیں گے اور عطاء فاسد  
لوگوں میں پھیلا دیں گے ایسے الجھنے پاش جاؤ گے پاس بیٹھو کہ وہ مختصین گمراہ کریں اور مختصین  
کفر و شرک میں الکرہم کے کوپے نہ بنا دیں۔ رب العزتبارک تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے  
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَلِيْتُنَا اَطْعَمٰنَا اللّٰهُ وَاَطْعَمَ الْاَسْفٰلُ لَا يَنْبَغِيْ  
اَطْعَمَ اَسَاذِنَا وَكِبَرَاۤءَنَا فَاَصْلَحْنَا السَّبِيْلَ وَرَبَّنَا اِنْتُمْ ضَعُفْتُمْ لِعَدَاۤءِ الْاَعْنَمِ  
اعنا کبیرا مطلب اس آیت کہ یہ کیا ہے کہ اے میرے حبیب پاک یاد کیجے آپ و سدن کو  
کہ پٹے دیے جائیں گے مومنہ اور ان جہنمیوں کے جہنم میں تو وہ جل جلالہ دین گے افسوس ہم تابعدار  
خدا تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کرتے تو ہمیں جہنم میں آج نہ آنا پڑتا ہے  
اپنے بڑوں اور ساداتوں کی گمراہی میں تباہی کی اور انہوں نے ہم کو گمراہی راستہ بتایا ہے  
رب العلیٰ میں ہمارے بڑوں کو اور جھوٹے منافق ہماری سادات کو تو دو چند عذاب کا اپنی  
بڑی لعنت اور پنازل کر اچھی پرانی صاحب یہ وہی سادات ہمال میں جنکے کلاسوں سے  
دلیل کر دے کہ قرآن مجید کی تجارت عرصہ دراز سے کر رہی ہیں اور وہ منافقین  
آنکھیں میٹھا کر دیکھ رہے ہیں اور انکے مقابلہ میں ایک حرف نہیں سمجھتے اور حضرت بل سنت  
تردید میں اور قرآن مجید کی تحقیر میں پند پرست زہرا و گل رہی ہیں اور اپنے تابعین کو گمراہ کر رہے  
ہیں اگر اسی ضلال و ضلال پر مرتے دم تک بت قدم رہو اور اپنے نفاق و کفر سے توبہ نہ کی تو  
اس صورت میں جو اپنے پاک عقیدوں کی ابدالاً و جہنم اسفل السفلین کے اگر وہ ان کے تو یقیناً

عذاب کا مزہ معلوم ہو جائیگا اور وہ اپنے مقتدرین کی لعنت بھی اپنے کانوں سے سن لینگے  
 ہمارا تو اس آیت پر ایمان ہو یہ تو یقیناً ہو نیا لاہی ہو بدیع الدین صاحب ایرانی  
 کزن گڑ مذکور میں فرماتے ہیں علاوہ بران جو استغنا ان کے استاد راہپوری نے  
 تجھنا بارہ پندرہ برس پہلے بجانب حرمین شریفہ سال کیا تھا اور جسکی نقل اب مخطوطہ  
 اپنی مہر و صحیح کے ساتھ مع ایک قلمحورہ ۳۲ ربیع الاول ۱۲۳۲ھ کے عبدالرحیم نے  
 بخدشت مولانا ارسال کی ہو اور اسکی عبارت سے بوضاحت یہ ثابت ہوتا ہے کہ شرف  
 الدین قرآنیت معوذتین کے مترشحے اور ایک بھی ہیں اچھی ایرانی صاحب کے والد  
 شرف الدین صاحب ایرانی نے مسئلہ معوذتین کا تجھنا پندرہ سال سے نکالا ہو اس  
 بارے میں سابق میں او بخون نے مکہ معظمہ اس جھگڑے کو جانیکے قبل دو اشتہار  
 اور ایک رسالہ لکھ کر یہ طبع کرا کے شائع کیا اور فتوے پورسہ حضرت مولانا مولوی محمد  
 نذیر احمد خان صاحب مرحوم و مغفور کی خدمت بابرکت میں قلمی روانہ کیا مولانا مولوی  
 نذیر احمد خان صاحب آپکے والد کی ترویج تین اشتہار لکھے تھے اور انکو تخمیناً چالیس  
 علمائے ممبئی و ہندوستان کی موہیر سے مزین کر کے شائع کر دیے ایرانیوں ایک  
 عالم ربانی کی مہر کو نہانا مولانا نے جانبدار کے پانچوں اشتہارات کو مکہ معظمہ حضرت  
 جناب مولانا مولوی محمد عبدالحق صاحب آبادی حاجرہ فیضہ کی خدمت بابرکت  
 میں رجسٹر کر کے اکٹھا کی معرفت روانہ کیے اینجاب نے ان اشتہارات سے ایک سو  
 بنایا اور ایک سالہ سات جز کا بنایا اور اوسمیں طرفین کے اقوال لکھے ایرانی صاحب کے قول  
 اول لکھا اور او کو عمر سے تعبیر کیا اور اسکے رد میں مولوی نذیر احمد خان صاحب کے قول کہ  
 بعد میں لکھا اور انکو زیر تعبیر کیا اور شرف الدین صاحب کو ایرانی کا لقب بھی دیکھیں گے دیا اور  
 رسالہ مکہ معظمہ سے تباہی و ادنیٰ العقدہ ۱۲۳۲ھ روز چہار شنبہ کو رجسٹر ہو کر حضرت  
 مولانا مولوی محمد نذیر احمد خان صاحب کے نام پر احمد آباد مسجد نواب شجاعت خان کے طبعیہ میں

ایا مولانا نے ایرانی صاحب کو غمناکیش کی کہ تم اپنے عقائد فاسد کہ تو بہ کر لو اور اپنا توبہ  
 شائع کرو اور اگر توبہ نامہ شائع نہ کرو گے تو تمہارے لیے حکمنامہ علمائے مکہ معظمہ مدینہ منورہ  
 شائع ہوگا مولانا کو ایرانی صاحب نے جواب دیا کہ آپ حکمنامہ میں شریعتین کی تسامحت میں  
 جلدی کیجیے میں تو علمائے مکہ معظمہ مدینہ منورہ کا بھی رد لکھوں گا مولانا نے ایک اشتہار تیار کیا  
 ۱۵۲ جب اللہ کو رسالہ مکیہ کا خلاصہ منعمین لیکر طبع کر کے شائع کرو یا جسکی پیشانی پر  
 یہ عبارت ہو اسلطانوں کو معلوم ہو کہ مکہ شریف کے چاروں مذہب کے علما اور مدینہ منورہ  
 کے علما کا فتویٰ کیا کہ شرف الدین ایرانی احمد آبادی مسلمان ہیں اور اس پر اور اسکے تابعین

پر تجدید اسلام و تجدید نکاح لازم ہے توبہ نہ کرے تو دارالاسلام میں جاکم و ملو و سپر حد سیف  
 و سنان سے (یعنی تلو اور بھالو گن) قائم کرنا چاہیے تاکہ دوسروں کا ایمان خراب نہ کر سکے اس

اشتہار پر خود مکہ معظمہ کے اور تھمدینہ منورہ کی کل بیس علماء و چاروں مذہب کے مفتیان کی  
 مہرین چھپی ہوئی ہیں اس اشتہار کے شائع ہونیکے بعد ایرانی صاحب متزلزل میں رہے کہ ایک  
 فتوے مکہ معظمہ سے منکنا چاہیے جس سے ایرانی صاحب اور ان کے ہم عقیدہ لوگوں کا کفر دفع

ہو اور سن ۱۲۸۰ میں مولوی محمد رفیق صاحب پشاور میاں پر بڑی والے احمد آباد استنبوریہ دروازہ  
 باہر حضرت ابراہیم شہید کی مسجد کے متصل ایک حجرے میں رہتے تھے اور انھوں نے شرف الدین  
 ایرانی صاحب کے اشتہار و نیز اپنے دستخط بھی کر دیے تھے انھوں نے اپنے شاگرد چھپو کہا کہ

ارادہ مکہ معظمہ زیارت برائے شرف الدین کیا ہے تم خرچ کا بند و بست کر دو ان کے شاگردوں نے  
 زاد و راجہ کا بند و بست کر دیا ایرانی صاحب نے پشاور میاں صاحب نے کہا کہ میں فتویٰ مکہ شریف  
 لاؤں گا وہ مکہ معظمہ گئے اور وہاں ایک مٹنی سوداگر کے دکان پر اترے وہ سوداگر صاحب  
 حضرت عباس صاحب مفتی حنفی مرحوم کے شاگرد تھے اس وقت مفتی صاحب نے تھکا جوار حرم  
 میں تشریف لگے تھے اور ان کے صاحبزادے حضرت مفتی عبدالصمد صاحب ان کے جانشین سوداگر  
 صاحب کو مولوی پشاور میاں نے ایک فتوے لیکر بھیجا اور یہ کہہ دیا کہ مفتی صاحب نے عرض

کرنا کہ اسپر ہر اپنی کر دیجیے اور اگر یہ فتوے غلط ہے تو اس کے اظہار تحریر فرمادیجیے اس فتوے کا  
 لکھنے والا ایمان موجود ہے اور وہ اپنی بات قبول کر کے توبہ کر لگا اور سکو شہید ہو گیا ہو مفتی  
 صاحب نے فرمایا کہ یہ فتوے لکھنے والا منافق ہے سو اگر صاحب نے فرمایا کہ آپ کے نیچے کچھ لکھیں  
 وہ اپنے نفاق سے تائب ہو جائیگا تیار ہے مفتی صاحب نے اس کی تردید میں چند اوراق لکھے  
 اور سو اگر صاحب کو بلو کر وہ فتوے سمجھ کا دیا اور فرمایا کہ یہ فتوے اونکو دکھاؤ اگر قبول  
 کر لے تو اسکو میرے پاس لائیں مہر کر دینا اور اگر قبول نہ کریں تو مجھے جلد خبر دو فتوے  
 لیکر سو اگر صاحب پشاور صاحب کے پاس گئے پشاور میں صاحب فتوے لے کر کابل کے آج  
 چلے آئے اب شرف الدین صاحب نے اپنی نے شور مچانا شروع کیا کہ ہمارے یہاں بھی مکہ معظمہ سے  
 فتوے آگیا ہے یہ خبر مولانا نذیر احمد خان صاحب نے بھی سنی مولانا نے ایک خط حضرت مولانا  
 عبدالحق صاحب الہ آبادی صاحب کو کہ معظمہ عم فیضہ کیخبر متین کہ معظمہ روانہ کیا وہ ان سے انجناب  
 نے اس فتوے کی نقل کر کے مولانا نذیر احمد خان صاحب کیخبر متین بتا دیں مگر مرمم اللہ کو حشر  
 کر کے الہ آباد چلے کالو پور میں طبعیہ میں روانہ کی اور ایک خط بھی مکہ معظمہ سے فارسی بن  
 میں اوستی ایخ مذکور الہ آباد کو روانہ کیا اور اوس میں ہی کیفیت مذکور لکھی اس خط میں یہ مضمون  
 اور زیادہ ہے حضرت مفتی صاحب موصوف نے حضرت مولانا عبدالحق صاحب سے دریافت کیا کہ  
 وہ سو اگر صاحب مہر کرانیکو کیوں نہ آئے مولانا نے جواب دیا کہ چور گھر بن چوری کر نیکو گئے  
 اور وہ ان اسکو کچھو کاٹ کھاوے تو وہ ان ٹھیکر ملا کر نہیں روٹا پوشیدہ بھاگتا ہے مفتی صاحب  
 نے ہنسنا مولانا نے فرمایا آپ سب کل کا بھی ایسا ہی حال معلوم کر لیجیے الغرض اس فتوے میں  
 پشاور میں صاحب کے وہ سوال ہے جسکو ایرانی صاحب نے اخبار کرزن گزٹ میں چھپوایا ہے اور  
 پشاور میں صاحب مذکور اسکو لیکر مکہ معظمہ گئے تھے اسکو ایرانی صاحب نے مولانا صاحب  
 رامپور کی مکہ معظمہ کی طرف رسالہ کرنا لکھا ہے یہ سراسر جھوٹ ہے۔ اوی سوال کے ماقبل  
 محمد رفیق نے اپنی رسالہ میں جو عبارت لکھی ہے اسکا مطلب یہ کہ میں ایک مسجد میں بیٹھا تھا



ایک شخص میرے پاس گیا مستحقاً لیکر آیا سبارہ میں کہ منکر قرآنیت معوضہ کا فرہین  
 ہوا ہے اور اس کا جواب بھی لکھا ہوا تھا میں نے اسل مستحقاً اور اس کے جواب کو میری  
 طاقت کے موجب نظر نام کر کے دیکھا لیکن میں نے سوال و جواب میں مطابقت پاننا ایک  
 کہ جواب اے فاسد سو لکھا تھا کتب معتبرہ سے نہیں لکھا تھا اور دن بدن فریقین میں جھگڑا  
 زیادہ ہو جاتا جاتا ہے اس واسطے میں نے ارادہ کیا کہ ایک جواب علمائے متبحرین کو مستحقاً  
 سے عبارت نقل کر کے لکھوں اور اس کو علمائے منصفین کچھ نہیں روانہ کروں تاکہ وہ علما  
 نظر کریں اگر جواب صحیح ہو تو اسپر فرہین چنی کر دیں اور اگر جواب صحیح نہیں ہے تو اس کا جواب  
 صحیح لکھیں تاکہ فتنہ منقطع ہو جائے عبارت عربی کی یہ ہے بسم الله الرحمن الرحيم  
 وبه نستعين الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسول الله محمد وعلیہ وآلہ واصحابہ  
 اجمعین اما بعد فيقول العبد الضعيف الحقير خادم العلماء محمد رفيع غفر له له ولوالده  
 ولاستاديه والاحبابه والجميع المؤمنين والمؤمنات بوسيلة سيد الكائنات  
 امير ائتي كنت جالسا في المسجد اذ جاء رجل يالاي استفتاء فيمن قال ان منكر المعوذ  
 ليس بكافر وجوابه فنظرت في الاستفتاء وجوابه نظرا تاما بقدر طاقتي لكن ما وجدته  
 بل السيوا والى جواب مناسبه فظالان الجواب كان بالراي الفاسد لا من الكتب المعتمدة  
 وايضا الفتنة بين الفريقين الذي وقعت منازعتهم في منكر المعوذتين كانت في الزيادة  
 يوافيونا فاردت ان اكتب جوابا مستقولا عن مصنفات المتبحرين من الحنفية وارسلة  
 في خدمته العلماء المنصفين لينظر واقبه ان كان صحيحا فلا بد من الموافيق عليه ونصية  
 وان كان غير صحيح فلا بد من جواب صحيح حتى انفع الفتنة التي اسكني بعد عربى بين سؤل  
 جواب لکھا ہے اوس فتوے کو دیکھ کر حضرت عبداللہ بن عباس مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ  
 میں واقف ہوا اوس سؤل و جواب سے جو جس کو مولوی محمد رفیق نے لکھا ہوا اور واقف ہوا اوس  
 چیز سے کہ بیچ اس کے ہے اس کے ابلیس نے سے اور منافق نے سے اور غلطیوں اور جھوٹ

اور جو طی باتوں سے اور عمدہ ظانی سے اور کمر سے اور تجوٹ سے اور خطا میں ڈالنے اور سکے  
 سے اور پڑھنے کے بھی میں واقف ہوا اور اسکا جو مقصود اس سوال اور جواب کے جملہ کرنے  
 سے تھا اس سے بھی میں واقف ہوا عبارت یہ ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً و  
 معیلاً مسألاً ما بعد فتد اعنعت علی السؤال والجواب لذلک لکن المودعی محلی  
 وما فیہہ تلبیساً وتناقضاً واعلو طائفة ومعزاً یأذک وخلف بعد ک  
 مکة وتزویرة وتخطئة علی المقتی وما هو مقصود حجة هذا السؤل والجواب  
 یجی اریضیا نیہ یکے فتوے کے حال کو اب یہ اریضیا اب یکے اس قول ر شرف

الدین قرآینت کے فرقے اور اب بھی ہیں اس تو بظاہر مسلمان ہونا م عوام کو بتات  
 ہوا اور آپ اس قول (اسی روایت عدم قرآینت کو مقدم و مرجع گنی و مانخی چاہیے) اس  
 کلام پر علمائے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ و علمائے ہندوستان عموماً و علمائے دہلی خصوصاً حکم  
 کفر لگاتے ہیں تو اپنے اپنے اسلام کو کفر کے ساتھ ملایا اس کی پولیٹیکل چال پر قرآن مجید  
 کا یہ حکم نامہ خوب صادق آتا ہے ان المنافقین یجادعون اللہ وھو خادعہم و اذا  
 قاموا الی الصلوة قاموا کسالی یراءن الناس ولا یدکرون اللہ الا قلیلاً مذبذبین  
 و لا الی ہولاء ولا الی ہولاء الایۃ احی اریضیا ایسی باتوں سے تزیہ  
 کرو اور اللہ تعالیٰ کے بند و کمو گمراہ کر و ایسے لوگوں کا مقام اللہ تعالیٰ نے جہنم اسفل السافلین  
 بنا یا ہوا تو اس ڈر و دوش صبح کا کام تو خیر خواہی کرنا ہے کر دی اب ماننے نہ ماننے کا آپ کو اختیار  
 ہوا اسکے سوا جو کچھ اپنے اپنے دل کے پھوپھے اخبار کر زن گزٹ میں پھوڑے ہیں اسکا  
 جواب لکھنا مناسب سمجھا منتقم حقیقی کو سوچئے یا جائیگا تو خود انتقام لے لیکھا و اخر  
 دعونا ان الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ و اصحابہ  
 اجمعین برحمۃ یا ارحم الراحمین - حررہ المفتی الماریدی الخوار خلیا الرحمن

بن اصاب اللہ السنی الحنفی الیستخارہ عفی عنہ



صاحب توافقت فتاویٰ عالمگیری بی فی باب لم یزد فی کتاب السیرۃ اذ اکل الرجل کون المعوذتین من القرآن لا یکفر وقال بعض المتأخرین ین یکفر لا نقاد الاجماع بعد الصد الاول علی انهما من القرآن والعصم هو الاول ان الاجماع المتأخر لا یرفع الاختلاف لما تقدم موضع الخطا اور قرارة ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذکر معوذتین کی بابت صحیح بخاری میں اور اسکی شرح فتح الباری میں تفصیل وار لکھی ہے فرماں شار کلیہ حج الیہا اور فتح الباری میں عدم قرآنۃ المعوذتین کی روایات عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحیح کہی ہیں اور شرح مسلم میں جو قرآنۃ المعوذتین کی روایت عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہیں اون کے اوپر کلام کیا ہے علاوہ برین یہ ہو کہ شرح مسلم الثبوت وغیرہ میں معوذتین کی قرآنیت بابت جو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ سے روایات منقولہ ہیں وہ مطلقہ ہیں معوذتین کی ذکر علی الخصوص وضمن نہیں ہوا اور صحیح بخاری میں اور اسکی شرح فتح الباری میں مسند امام احمد بن حنبل وغیرہ سے عدم قرآنیت المعوذتین کی جو روایات منقولہ ہیں وہ سقیمہ و معوذتین کی بابت علی الخصوص ہیں تو ایسی روایات عدم قرآنیت کو مقدم و مرجح گنتی ومانی چاہیے حررہ شرف الدین ابن السید منیر المشہدی الاحمد آبادی عفی عنہ وعن اسلافہ و اخلافہ یوم الننادی۔

اور اسی شرف الدین نے ایک اشتہار مورخہ ۹ ماہ ربیع الآخر ۱۲۷۷ھ کو مطبع علوی واقع بمبئی چندی بازار میں طبع کرایا ہے جسکی پیشانی پر یہ عبارت ہو (معوذتین کی قرآنیت کے منکر کو کافر کہنا سنت و جماعت کے چاروں مذہب میں منع ہے) الی آخر فی الاشتہار اور ایک اشتہار ثانی مورخہ ۲۴ ماہ محرم الحرام ۱۲۷۸ھ میں بمبئی میں طبع کرایا ہے اور اسکی پیشانی پر یہ عبارت ہو (ہفت قرآنہ کے مابین چند کلمات کی کمی بیشی نہایت ہوا و سبیل اہل تشنن کے ائمہ مجتہدین سے تاہم لیکن اہل تذبذب و زحان رامپوری نے توام کی تغلیط اور عباد ہمارے اوپر چھوٹے تہمت لگا کر جمال و ناواقفوں کے عقیدے ہم سے برگشتہ کر کے بکلیہ سب سے اسکو

جیسا اور اسکے قائل رکھ کا حکم کیا باوجودیکہ سنت و جماعت کے نزدیک یہ کفر اہل قیام  
 منع و نادرست ہو اہل قبلہ کو کافر کہنا خارجیوں و دہائیوں کا مذہب ہو اسکو اس میں پوری  
 اختیار ہے (اختیار کی بات) الی آخر فی الاشتہار اور ایک سالہ لکھڑا سا دیو مطبوع ہے اس کے منقولہ میں  
 المذہب نو الحیدر بن ابی النضر اور وہ پھر شرف الدین صاحب بانی کی مہربانوں  
 کے منقولہ میں یہ عبارت بظہارت (او علیٰ ہذا القیاس) ان علیہم اہل المؤمنین بابت جو آ  
 لکھتے ہیں وہ بھی بہتان و افتراء ہے وجہ سکی یہ ہے کہ کسی اہل نے اس منقولہ سے سوال کیا  
 تو سید شرف الدین نے کہا کہ درمنثور میں حافظ سیوطی صاحب حضرت ابن مسعود رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ  
 میں سکودا اہل قرآن کے ہم پڑھتے تھے یہ کہہ کر یہ بیان کیا کہ مصحف عثمانی میں اسکے عدم  
 و قبول کی دو جہیں ہیں ایک یہ کہ حضرت عثمان و غیرہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک  
 اسکی تلاوت تو اتنے ثابت نہیں ہوتی دوسری وجہ یہ ہے کہ منورح تلاوت ہو اسباب  
 رسالہ وجود ہے کیسکو اس میں شک ہو تو دیکھ لے کیسے اس قول میں کیا قیامت ہو۔

یہ علمائے استدعا ہے کہ ایسا شخص اور اسکے تابعین ہم عقیدہ و اہل اسلام ہیں یا نہیں  
 اگر خارج اسلام ہیں تو انکے لیے توبہ و استغفار و تجدید اسلام و نکاح کا شرح شریف  
 میں حکم ہے یا نہیں اور ایسے شخصوں سے ترک سلام و کلام و موکلت و مشارکت مناسبت  
 چاہیے یا نہیں ایسے شخص کا عطا سفنا جائز ہے یا نہیں اور ایسے شخص کا مرید بنو جائز ہے یا نہیں  
 اور ایسے شخص کے ہم عقیدہ لوگوں کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں مینوایا ماشافیا تو جواز و اجرو

### الجواب

هو تعالى الموفق والمعین معوذتین جزو قرآن مجید ہیں اور ائمہ اور سورتوں کے  
 یہ دونوں بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہیں ثناء المصنف المحققین  
 ام بلال الدین بن عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی تفسیر الدر المنثور فی التفسیر

جلد ۱۲۰ میں فرماتے ہیں انہجہ الطہران فی الاوسطا بسنۃ حسنہ بنی سعید رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لقد انزل علی آیات لم یزل علی مشاہد  
 حضرت امام محمد بن حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی مسند مطبوعہ مصر طبع ۱۲۸۵ھ میں فرماتے ہیں عن  
 عقبہ بن عامر عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال انزل علی آیات لم یزل علی مشاہد  
 اعود برب الناس الى اخر السورة وقل اعود برب الفلق الى اخر السورة تشكوة شریف  
 کے فضائل قرآن میں مسلم کی حدیث صحیحہ روایت کی ہے عقبہ بن عامر رضی اللہ  
 عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان آیات انزل اللہ علیہ لم یزل  
 قولا اعود برب الفلق وقل اعود برب الناس یہی حدیث شریف حسنہ میں  
 بھی ہے ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ اسکی شرح نزول الثمین میں فرماتے ہیں قال الموقر  
 فیہ دلیل واضح علی ان النہا من القرآن ورد علی من نسب الیہ مسعود رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ خلاف ہذا أقیم ان لفظة قل من القرآن ثابتة اول السور  
 بعد البسملة وقد اجتمعت الامم علی هذا النقي وما نسب الی ابن  
 مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا یصح بل تواتر عنہ انہما من القرآن ولا یتیم  
 ختم القرآن الا بہما وصحت الاحادیث بذلک من طرق وان عقد اجماع لم یسلب  
 علی ذلک ثم کلامہ فی جواہر افقہ یکفہ من انکر سورتی المعوذتین ومن  
 القرآن غیر سورۃ اوقال بعض المتأخرین کفر اول اوامیر یقولون فی بعض اقتضا  
 فی انکار المعوذتین من القرآن اختلاف المشایخ والایمہ انہ کفر کذا ذکرہ  
 فی مفتاح السعادات انتہی بلفظہ قال العلامة المحقق ابن الہمام فی تحریرہ فی الرد  
 منہم ان ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ینکر کون المعوذتین من القرآن وما نقل عن ابن  
 مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ من انکار کون المعوذتین من القرآن لم یصح عنہ کما ذکرہ  
 الطہطاوی وغیرہ وان ثبت خلوه صحفہ منہا لہ لکن ان یکون خلافہا یا لا

قرائتہما لجواز ان یکون خاتمة منہما لغایۃ ظہر ہما الحصول العلم الفروضی لکما  
 من القرآن لتواترہما واجازہما ثم حفظ عمی المسلمین لہما اولاً السنۃ عند  
 ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لا یتکتبن القرآن الا ہما وعلیہ السلام  
 والسلام بکتابہ ولم یجمع احوالا علیہ السلام والصلوۃ والسلام بذلک تفسیر  
 روح البیان وروی ابوہ وریث عن عثمان بن عفان قال ارسلنی الی الی محمد  
 بن المنکدر وسأله عن المعوذتین اھما کتاب اللہ تعالیٰ قال من لم یرعہما  
 من کتاب اللہ تعالیٰ علیہ لعنة اللہ والملئکة والناس اجمعین قال فی  
 ہدیۃ المہدیین فی انکار قرآنیۃ المعوذتین اختلافاً لمشاغرة والصحیح  
 کفی الخ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحضرت عقبہ بن عامر  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ ثابت ثابت ہوئی کہ یہ دونوں سورتیں یعنی قل اور  
 الفلق و قل اسود برہا لئلا تناس حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوئی  
 ہیں ملا علی قاری صاحب شرح حصن حصین کی تحریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ معوذتین  
 قرآنی مجید سے ہیں اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو اسکے خلاف منقول  
 ہے وہ مردود ہے اور اوسیمین یہ بھی ہے کہ لفظ قل جو لبسہ اللہ کے اول دونوں سورتوں  
 میں ہے یہ بھی قرآن مجید سے ہے اور اجماع امت سے بھی ان دونوں کا قرآن ہونا ثابت  
 اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب جو روایت منسوب ہو وہ صحیح نہیں ہو بلکہ  
 عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نزو اسوای تواتر ثابت ہو کہ یہ دونوں سورتیں  
 قرآن مجید ہی ہیں اور ان دونوں سورتوں کے ختم قرآن مجید نہیں ہوتا ہوا اور بہت  
 ساری احادیث صحیحہ سے ان دونوں سورتوں کا قرآن ہونا ثابت ہوا اور تمام مسلمانوں کا  
 اجماع اس پر منعقد ہوا ہے حضرت ملا علی قاری صاحب حنفی وابن امیر حاج صاحب حنفی  
 و حضرت کمال الدین محمد بن الہمام حنفی صاحب فتح القدیر شرح ہدایہ ان تینوں حضرات

اخاف کی عبارتوں سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ سے دوبارہ معوذتین دو روایتیں ہیں ایک روایت عدم قرآنیت کی اور  
 دوسری روایت قرآن ہونے کی ان دونوں روایتوں میں ملا علی قاری صاحب وغیرہ  
 نے تطبیق یہ دی کہ روایت عدم قرآنیت مردودہ غیر صحیحہ اور روایت قرآنیت  
 بتواتر ثابت روایت مردودہ غیر صحیحہ و روایت متواترہ میں تعارض صوری ہوا ہے  
 اصول فقہ سے روایت متواترہ ہی مرجح ہے عبارت شریح تحریر کا مختصر مطلب  
 یہ ہے کہ معوذتین کی قرآنیت بتواتر ثابت ہوا جماع و تواتر دونوں مفید قطعیت  
 ہیں اور دونوں کا منکر کافر قطعی ہے معوذتین کی قرآنیت کا ثبوت تواتر و جماع دو  
 سے اور نہ ثابت ہو گیا اور منکر اجماع قطعی تواتر کا قطعی کافر ہے مطلب عبارت روح البیان  
 یہ ہے کہ ابو معویہ عثمان بن واقد سی روایت کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے محمد بن المنکدر  
 کے پاس بھیجا میں نے اسے سؤل کیا کہ آیا معوذتین قرآن مجید سے ہیں جواب یہ کہ جعفر  
 یہ کہے کہ یہ دونوں کتاب اللہ سے نہیں ہیں لیس و سپر لعنت اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں  
 کی اور تمام لوگوں کی ہر ہدیہ المہدی بین میں انکار معوذتین میں اختلاف مشایخ  
 کا ہے صحیح یہ ہے کہ منکر دونوں سورتوں کا کافر ہے ایک را جواب فتاویٰ عالمگیری  
 وغیرہ کا سوال جواب اصول پر مبنی ہے نور الانوار بحث اجماع میں ہے قیل لشدو  
 للاجماع الا حق عدم الاختلاف السابق عند ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ  
 یعنی اذا اختلف اهل عصر في مسألة وما توالى عليه ثم يرد من بعدهم ان يجمعوا على  
 قول واحد منها قيل لا يعمرو ذلك الاجماع عند ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ وليس  
 كذلك في الصحيح بل العجم انه ينعقد عند اجماع متاخر و رفع الخلاف السابق  
 من البين انقي امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں **قوله** كان زيد يكره على  
 جنازة اربعاً والله كبر على جنازة خمساً فقلت فقال كان رسول الله صلى الله تعالى



علیہ وسلم یکبرہا زید ہذا الخوزیہ من الرقم وجاء مبیناً روایۃ ابو داود  
 و ہذا الحدیث عند العلماء منسوخ دل الإجماع علی نفيہ وقد سبق ابن عبد البر  
 وغیرہ نقلوا الإجماع انہ لا یکبر التیوالا اربعاً و ہذا دلیل علی انہما جعوا بعدہ  
 بزائقہ والأصح ان الإجماع بعد الخلاف یعنی اس عبارت کے پہلے یہ عبارت ہے  
**قولہ فی حدیث النجاشی** کہل اربع تکبیرات ولا فی حدیث ابن عباس کہل  
 اربعاً و فی حدیث زید بن زعمر بعد ہذا الخمساً قال الثاقفی اختلاف الأئمة فی ذلك فجاء  
 فی روایۃ ابن خثیمۃ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یکبر اربعاً وخمساً و شاکو  
 سبعا و ثمانیا حتی مات النجاشی فکبر علیہ اربعاً و ثبت علی ذلك حق توفی صلی اللہ  
 علیہ وسلم قال ابن عبد البر و انفق الإجماع بعد خلافہ علی اربع جمع الفقہاء و اہل  
 الفتوی بالامحار علی اربع علی ما جاء فی الأحادیث الصحیحہ و ما استؤذنت عنہ  
 شدوا ولا یلتفت الیہ فی نور الانوار کامل مطلب یہ ہو کہ جب کسی سادہ من  
 اول اختلاف ہو اور بعد کو اجماع ہو جائے صحیح مسلم نزدیک حضرت ابی حنیفہ رحمۃ  
 تعالیٰ کے یہ ہو کہ اجماع صحیح ہے اور اختلاف سابق اوٹھ جاتا ہے امام نووی کی  
 عبارت کا مطلب یہ ہو کہ صحیح مذہب یہ ہو کہ اجماع بعد خلاف صحیح ہوتا ہو اور اس کے  
 اجماع کے شاذ ہے اور اس کی طرف التفات درست نہیں پس عبارت نور الانوار  
 و امام نووی سے یہ ثابت ہو کہ صاحب عالمگیری وغیرہ نے جو عدم تکفیر منکر معبود  
 معنی اس دلیل ابن الإجماع المتکثر لا یرفع الاختلاف المتقدم پر کیا ہے اس  
 دلیل کا جواب اصول سے یہ دیا کہ یہ دلیل صحیح نہیں ہے اور جو مسئلہ دلیل غلط  
 پر مبنی ہے وہ مسئلہ بھی غیر صحیح ہے پس یہ جواب عالمگیری وغیرہ کا ہو گیا منشر  
 عبد العزیز بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو روایت دربارہ معوذتین ہے  
 اس کے علمائے ربانین نے مختلف جواب دیے ہیں امام نووی اور اس کے بعض

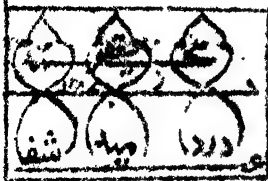
علمائے متحققین یہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف  
روایت عدم قرآنیت کو نسبت کرنا ہے باطل ہے شرح شفا راجع علی قدری جلد ۲  
۱۵۵۰ میں ہے قال النووی فی شرح المہذب جامع المسلمون علی ان المعنی یثنی انما  
وسائر المسائل المکتوبہ فی المصحف قرآن وان من یحسد شیئاً منہا کفر وہا نقل  
عن ابن مسعود فی الفاتحۃ والبعوذتین باطل لیسین العسیر عندہ قال ابن حزم فی  
اول کتابہ المحلی لهذا الذب علی ابن مسعود وانما صح عندہ قراءة عامہ عن زید بن  
حبیش عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفیہ الفاتحۃ والبعوذتین  
اور ابن حجر صاحب فتح الباری شرح صحیح بخاری کی رائے یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دونوں سورتوں کی قرآنیت کا انکار نہیں کرتے تھے فقط  
کتابت فی المصحف کا انکار کرتے تھے اور ابن صبرنج جو فقہائے کبار شوافع سے  
ہیں وہ فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اول اسکا قطع یقین  
حاصل نہیں تھا لیکن وہ بعد میں جمہور مسلمین کے ساتھ متفق ہو گئے یہ طلب نفع الابرار  
ج ۱۵۵۰ میں موجود ہے قد تاوال القاضی ابوبکر الباقلائی فی کتابہ الاختصار  
وتبعہ عیاض وغیرہ ماحکی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال لم ینکر  
ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کونہما من القرآن وانما انکارا انہما فی المصحف کا یہاں لکھتے ہیں  
شیء الا ان کان النبی علیہ السلام اذن فی کتابتہ فیہ وکانہ لم یربعہ  
الاذن فی ذلک وهذا تاویل مند ولیس محمداً لکونہما قرآناً وھو تاویل حسن  
اذا ذلک الروایۃ الصحیحۃ الصحیحۃ المتعمدۃ التي ذکرتم انہا قد فسد ذلک سبب جاء فیہا  
و یقول انہما لیستما من کتاب اللہ نعم یمکن جعل لفظ کتاب اللہ علی المصحف  
فیہمشی التاویل المذکور وقد قال ابن الصباغ فی الکلام علی مانع الزکوۃ وانما  
قالہم ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی منع الزکوۃ ولم یقل انہم کفروا بذلک

وانا لم یكفر والاد ان الاجماع لم یكون استقر قال وغن والاد ان نكفهم من حجة  
 قال واذ الشما نقل عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی المعوذتین یعنی لم  
 یثبت عندہ القطع بذلک ثم حصل الاتفاق بعد ذلک انہی اکمل علم کے  
 کلام کو جو دیکھا جاتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عالم معوذتین کی عدم قرآنیت کا  
 قائل نہیں ہے اور ہمارے فقہائے اخلاف وغیرہم بھی اسکے قائل نہیں ہیں اس  
 تقریر سے قرآنیت معوذتین ہی مرجح ہے عدم قرآنیت کمال ہے اور اسکا قائل بھی  
 دروغگو ہے اور جمہور کے مخالف کیواسطے وہی حکم تجویزی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم مشہد شد فی النار میں بیان کر دیا ہے اب یہی تقریر آیت ان علیا  
 مولی المؤمنین کی اور رسالہ گھلریہ کے مصنف نے استدلال عبارت در مشور  
 جلد ۱ ص ۳۹ سے کیا ہے وہ عبارت یہ ہے اخرج ابن مردودہ عن ابن مسعود رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ قال لکنما نقرأ علی عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا  
 ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من بلی ان علیا مولی المؤمنین وان لم تفعل  
 فما بلغت رسالک واللہ یعصمک من الناس انتھت شروفاً اس عبارت سے قرآ  
 ان علیا مولی المؤمنین کی ثابت نہیں ہوتی ہے ایسے کہ ہمارے بیان اصول میں ان  
 جمید کی تعریف یہ لکھی ہے اما الکتاب فالقرآن المنزل علی الرسول علیہ السلام  
 المکتوب فی المصاحف المنقول عنہ نقلاً متواتراً بلا شبہ یہ عبارت منار  
 ہے اور اسید طرح اور بھی ہمارے اصولیین نے بھی تعریف قرآن کی لکھی ہے اب آیت  
 مذکورہ منزل علی الرسول ہونہ مکتوب فی المصحف ہو اور نہ تواتر سے اس آیت  
 کی قرآنیت کا ثبوت ہو پس اس آیت کا قرآن ہونا کیسے ثابت ہو سکتا ہے اور نیز یہ  
 بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطریق تفسیر پڑھا ہو دلائل  
 لرفع هذا الاحتمال من دلیل قوی جب اس آیت کا جزو قرآن ہونا ثابت نہ ہو اس

اس آیت کو جزو قرآن بتایا الا مصداق اس حدیث شریفہ مشکوٰۃ جو مروی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے ہوا عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ستۃ لعنہم ولعنہم اللہ وکل بنی یحباب لراۓ فی کتاب اللہ والمکاذب بقدر اللہ الیٰہیٰ بیث اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ فرمایا حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چھ آدمی ہیں کہ میں ان پر لعنت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ لعنت بھیجتا ہے اور سر نہی مستجاب اور عوان بھی لعنت بھیجتا ہے یہی ایک اولیٰ چھ میں سے کتاب اللہ میں زیادہ کرنا والا دوسرا جو اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھا ہے اور سکا جو جھٹلایا والا نہ اب جو شخص ان علیہامو المؤمنین کو آیت قرآنی بتائے وہ مصداق اس حدیث نبوی کا ہو مفتی صاحب کو فتوے سے یہ بات نکلی کہ مفتی صاحب نے خلاف جمہور فتوے دیے ہیں اور غیر قرآن مجید کو قرآن میں داخل کیا ہے اور جو فی القرآن ہے اس کو خارج ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپنا ٹیلا الٰہی قائم کر کے رہنا چاہتے ہیں نہ ہاتھ پسند ہیں کیا مفتی صاحب نے کبھی اس حدیث نبوی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا من شد فی النکار وہ دکھائی کس طرح دی۔ ہم بلکہ سچی حقیقت امر کیوں دیکھنے لگے لا یرجعوا تو ہم کہنے کے نہیں کیونکہ ارجاع اور ہٹا ایزدی مفتی صاحب کے حق میں ہم چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کرے کہ مفتی صاحب راہ ہدایت پر آکر فتنہ و فساد و بغض و کینہ سے نکل کر اہل اسلام کا طریقہ پسند کریں راہیہ امر کہ جو مفتی شرف الدین نے اپنے اشتہار مطبوعہ مطبع علوی مورخہ ۱۳۹۹ھ ربیع الآخر سنہ ۱۳۸۵ھ کو شائع کیا ہے اسے انکر قرآنیت معوذتین کو کافر کہنا سنت و جماعت کے چاروں مذاہب میں منع ہے کیا خوب کہان سے بخلا ہے کیا من گڑھت بات بنائی اور لگے ٹیٹھی کی آڑ میں شکار کھیلے یہودیوں نے جنسور پر نوز صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ رسالت میں کیا کیا تھا کیا کی شان مبارکہ میں جو آئینہ اور صدقتین موجود تھیں انکی تحریف کی اور بدل دیا ایسا ہی مفتی مذکور کا فعل معلوم ہوتا ہے کہ خارج کو داخل اور داخل کو خارج تحریف بھی کریں اور

اور کاؤ مرتد بھی بناتے باوین کام تو کرن قبیح اور پھر بُرے نہ بنایا دین شاید مفتی صاحب  
 کے مسلک کے مطابق توحیف بھی درست ہو جو معروف کلام مجید کو واترہ کفر سے جدا کرنا  
 چاہتے ہیں شاید ہم نظر کی دید ہے شرح شفا کی امر عبارت پر مفتی صاحب کی نظر نہیں  
 پڑی لیجیے دیکھیے ان لفظ نہ سہما قاصد الدلائل اودہ لہ فہم اخم مکافہ اور  
 فیدہ سہما فہم لیتقل علیہ فہم اذی وقی الاحماج علیہ مواجع المسلمان علی  
 اند لیس من القرآن عامہ الکمل ہذا کافہ ہذا من شریع الشفاء۔ فانظر فیدہ  
 ونامل فیدہ لان الحیال الذی قد ورد فی دما غلکم خلاف ہذا و خلاف الجمہور  
 الراجح والموثر کفر فالحیال الذی قد ورد ما غلکم کفر فاکہ نہ بحد زمنہ  
 مفتی صاحب نگاراجماع اور تواتر آیت قرآنی کو غیر قرآن اور بالعکس نوع کرین پھر اہل  
 قبلہ ہو بیٹھا دعویٰ کرتے ہیں کہ کوئی مقلد ائمہ اربعہ او کتول قبلہ کہیں کہ جن کے خیالات  
 ایسے لچر اور ہوا اور ہوس پر مبنی ہوں مغوذ باسد من تملک الخیالات الوابنیہ پس مفتی  
 شرف الدین صاحب یرانی اور اسکے ہم عقیدہ بالا جماع خارج اسلام ہیں ایسے  
 لوگوں کے لیے توبہ و استغفار و تجدید اسلام و نکاح کا شرع شریف حکم بنتی ہے او  
 اسنے سلام و کلام و مخالفت و مجالست و مشاربت و موکلت و مناکحت شریعتاً منع  
 ہے اور مرتد کا مرتد بھی مرتد ہی ہو گا پس ایسے شخص کی ارادت و رقیبت بھی ممنوع و ناجائز  
 ہے اور نماز بھی ایسے امام کے پیچھے فاسد اور نادرست ہو اور محض بقاء ہے ایسے لوگوں  
 کے پیچھے ہر گز نماز نہ پڑھے ایسے مقام اگر گز ہو کہ تو تنہا الگ نماز پڑھ کر اپنی نماز کو  
 فساد سے بچاؤ و اسد الہادی۔ کتبہ الراجی الی العظیم محمد فضل کریم  
 السنی الحنفی عفی عنہ۔

لقد اصاب واطاب من اجاب اور فی الواقع ایسے شخص کو کہ سب  
 اخبار قرآینت معوذتین کے کافر ہو او سکودائرہ اسلام اور زمرہ اہل اسلام میں سمجھا



خصوصاً و سکو سید کہنا سخت معصیت ہو تھنا  
 الاثم الاثم الفقير محمد حقیق الحق عفا اللہ عنہ الذنوب  
 حریدہ خادم الاثم محمد عبد الوہاب الحقی الدہلوی عفا اللہ  
 عنہ الاثم

محمد عبد الوہاب

محمد عبد الوہاب

معوذتین کو قرآن سے خارج اور ان علیاً کو  
 المؤمنین کو قرآن میں داخل سمجھنا والاغوا و اسلام  
 خارج ہے محمد عبد الرحمن اغوا و دہلوی اسنی الحقی۔

محمد عبد الرحمن

اللہ در الحیب المحقق المقام لہذا جاء الحق و زهق الباطل و ما بعد الحق الا الضلال  
 حریدہ محمد کرامت اللہ السنی الحقی عفا اللہ عنہ

محمد کرامت السنی

الجواب صواب محمد شفیق عفی عنہ دیوبندی سننی حقنی مدرس مدرسہ مولوی عبد الرضا دہلوی  
 الجواب صحیح محمد حبیب مرسلین سننی الحقنی مدرس مدرسہ مولوی عبد الرضا صاحب جمع دہلوی  
 الجواب صحیح محمد وصیت علی مولوی فاضل حقنی مدرس مدرسہ اسلامیہ مولوی عبد الرضا

محمد وصیت علی

صاحب جمع دہلوی۔  
 لہذا در الحیب حیث اتی تحقیق محیب محمد کفایتی غفرلہ  
 مولانا الحقنی مدرس مدرسہ اسلامیہ امینیہ دہلی۔

محمد کفایتی

لا شک فیہ  
 محمد امین

الجواب صحیح بندہ محمد امین حقنی سننی  
 الجواب صحیح بندہ ضیاء الحق حقنی غفر عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی  
 الجواب صواب بندہ محمد قاسم عفی عنہ حقنی مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

محمد قاسم کوثر

طلح الحق و الطلوع و سطع الصدق السطو لعل الحق بالاتباع و ادلی لان الحق  
 یعلو ولا یعلو بڑا غوغا غوغا الفین کا در باب معوذتین روایت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ

عسہ کی ہے سوا و نکار جو اس سے علی التفتیق ثابت  
ہو چکا ہے پس قرآن مجید مع معوذتین بالاتفاق ہو  
محمد حسینی السنی الحنفی

فقیر محمد حسین  
۱۲۰۵

رشد  
جسد  
۱۳۰۱

بقال لہ ابرہیم

منکر و آیت معوذتین کا فر ہے اور جو بعد از آیت گوارا جمع کئے وہ بھی کافر  
سے واسطہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

الجواب صحیح والحبیب صحیح

الجواب حق و صواب الحق الحق بالاتباع راجی عنون

رحمۃ اللہ علیہ المنان حبیب الرحمن دہلوی حنفی سنہ

الجواب صحیح محمد عبد اللہ حنفی مدرس مدرسہ حسینیہ حنفیہ

مفلک و سخت تعجب ایسے شخص کی جرأت پر ہے کہ بعد اس قدر زمانہ کے جو سلف اور خلف کے

معوذتین کا داخل قرآن ہونا ثابت ہے اور کروا مسلمین نے اپنی نارین الکفا کی وہ بھڑکا

نقل قول ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطع نظر اس سے کہ وہ مرجوح ہے صاف نتیجہ

نکال بیٹھا کہ معوذتین کا داخل قرآن ہونا ہی مزح ہے لغو ذیالہ نہا ایسی جرأت شہینہ

سے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو نجات دیوے ورنہ اسلام خراب ہو جائیگا۔ قضا

محمد منقعت علی صدر مدرس مدرسہ عربیہ فتح پوری حنفی حنفی

محمد منقعت علی  
۱۳۰۱

اصحاب مناجاب مشتاق احمد مدرس حنفی عفا اللہ عنہ

سید در قائل حرہ حمزہ النقی الدہلوی الحنفی السنی غفر اللہ القوی۔

الاشک فیہ والحبیب محمد عبد الفارح حنفی عفی عنہ تلمیذ مولانا محمد طلب الدین خان صاحب

مرحوم کلان مسجد۔

الجواب صحیح والحبیب صحیح محمد سپہدار خان دہلوی عفی عنہ سنہ حنفی

حافظ شرع محمد  
حسب  
۱۳۰۱  
سپہدار خان

نقد اصحاب من اجاب

عن الامام اعظم

الجواب صحیح۔ اول بلاشبک جو شخص معوذتین کو جزو قرآن نہ سمجھے محمد بن عبد السلام

وہ مسلمان نہیں حررہ الفقیر ابو محمد عبد الحق عنہ (۱)

(۲) الجواب صحیح۔ صحیح مسلم پہلی کہ معوذتین قرآن کا جزو ہیں اور عبد اللہ بن مسعود نے

کیطاف جو اشارہ قرآنیت منسوب ہے وہ مندرجہ منہ اس کی بابت نہیں صرف قرآن کے

جزو ہونے کی بابت ہے وہ بھی محققین کے نزدیک پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا بلکہ اس تر و آیین

کلام کیا گیا ہے اور اس کی تاویل و توجیہ لگتی ہے اور اسی پر سلف و خلف کمال اسلام کا

اجماع منعقد ہوا ہے اگر کوئی اس روایت پر اعتبار کر کے معوذتین کے جزو قرآن جو نہیں کلام

کرے تو ایسا شخص غلطی اور بڑی غلطی پر ہے جس کے گمراہ اور ضال

مضل ہونے پر علمائے کرام نے فتوے دیے ہیں کتبہ ابو محمد عبد الحق

الحنفی۔ (۳) بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لاهله والصلوة على اهلها اصحاب لعجب جنہا لا اللہ خیر او یثیب جس شخص کا

کار یہ عقیدہ ہے کہ معوذتین سورۃ قرآنیہ نہیں یا کہے او کی عدم قرآنیت ہی مرجع مانی جائے

یا زعم کرے کہ ان علیا سولی المؤمنین آیت قرآن شریف ہو کہ اب المؤمنین عثمان غنی وغیرہ

صحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خارج کر دی ہے ان سب صورتوں میں قطعاً یقیناً کا قرآن

ہو والا پہلے کہ یہودی تکذیب قولہ تعالیٰ وانا للہ لحفظوں کو ہے اور تکذیب باری کفر

صریح ثانیاً قرآن کا محفوظا عن الضرف البشری ہو ضرورت دین سے ہو وہ انکس

شیئاً من الضور دیات کفر واللہ تعالیٰ علمہ کتبہ عبد الرحمن بن الدین السنی الحنفی

القادری الرضوی البہاری العظیم آبادی الشوالی ۱۳۳۱ھ

السنی ۳۰ الحنفی

محمد عبد الرشید

علامہ مظفر ابراہیم

اسے اعتقاد والا شخص جو معوذتین کو کلام اللہ سمجھ نہیں مانتا ضال مضل بردین کہا جائے گا



واللہ اعلم بالصواب عبد اللطیف مدرس مدرسہ حسین خاں خفی۔

الجواب صحیح والمجیب نجیح لادیب انکار فرایتہ المعوذتین کفر ومنکرہا خارج  
من اہل السنۃ والجماعۃ هو الخیر ۱۰۱ واللہ اعلم بالصواب فقیر محمد مسعود

نقشبندہ ضیعی عن ۱۳ ذی الحجۃ ۱۲۸۵ھ

(۲) لادیب المعوذتین منکران ۱۰۰ اذلا فی النہی، وما فی الذکر ان ہو قرآن وانکار  
قرآنیتہا کفر ومنکرہا کافر من اہل السنۃ والجماعۃ مفسد المذہب لہین  
واللہ لا یحب المفسد واللہ اعلم بالصواب حررہ فقیر محمد مسعود نقشبندی مفتی دہلی ۱۳ ذی الحجۃ  
سنۃ ۱۲۸۵ھ العبد محمد مسعود نقشبندی دہلوی۔

۱۴  
باصحاب المجیب الاصحیح - سید محمد صغریٰ مدرس اول مدرسہ نعمانیہ اسلامیہ دہلی۔

۱۵  
الجواب صحیح محمد سلیم خفی مدرس مدرسہ نعمانیہ اسلامیہ دہلی۔

۱۶  
صحیح الجواب محمد مولیٰ نجش خفی مدرس مدرسہ نعمانیہ اسلامیہ دہلی۔

۱۷  
الجواب صحیح محمد عبدالرشید خفی ہتم مدرسہ نعمانیہ اسلامیہ دہلی۔

فتوایں علمائے کرام بدایون شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم - حامداً و مصلیاً علی حبیبہ الوجیہ الیکم و علی اولیاءہ

اجمعین۔ اما بعد بطرح حقیقت قرآن مجید پر ایمان و یقین رکھنا ضرورت دین سے ہے کہ  
منکر بلکہ شاک بھی قطعاً کافریہ قرآن مجید کے محفوظ عن التحریف و مضون عن النقص ہو چکے

بھی اجماع قطعی اور آیات صریحہ سے ثابت۔ وعدۃ قطعیۃ الہیہ اس کے حفظ پر وار و لایا متہ  
الباطل میں ہے لایا مت خلفہ او سین غل و خلط بشری محال خود زمانہ رسالت میں جو کچھ نسخ

ہو نا تھا وہ ہو کر اوسے زمانہ میں مابقی محفوظ ہو کر متواتر ہو گیا قرآن مجید پر جواب ہمارے  
دو مبین محفوظ اور ہمارے مصاحف میں مکتوب خود اس زمانہ میں استقرایام واقع ہو چکا

نہ ایک نیت اس سے کم نہ زائد۔ اجماع قطعی عامہ اصحاب کرام اسی پر قائم ہو گیا کچھ قبل و فکر

بعض الفاظ قرات میں تھے سب مرتفع ہو گئے وعدہ قلعہ خط الہی ظاہر ہو گیا اسمین  
 سے کسی ایک آیت بلکہ کسی لفظ کا بھی انکار کفر علمائے ساف و خلف کی بیشمار تصریحیں  
 آفتاب سے بھی زیادہ آشکار اس مقام پر صرف ایک عبارت شاہ ولی اللہ صاحب کی  
 جو سر دفتر مایہ ناز علمائے دہلی میں از الہ النخامین سے لکھی جاتی ہے تحقیق علیاً بان فرمے اندر کہ  
 در سکتا و غیر ان خوانند و مگر قرات متواترہ و قرات متواترہ آنست کہ دروے دو سطر  
 بہم ایڑ پکے آنکہ سلسلہ نزو آن نفی عن وقت تصاحبہ کرام رسد دوم آنکہ خط مساحف غنیانہ  
 محفل آن باشند زیرا کہ چون صورت حفظ آن تدوین میں اللوہین و جمع است بران نفی  
 شد ہرچہ غیر آن ست غیر محفوظ است و ہرچہ غیر محفوظ است غیر قرآن ست ان اللہ اعلم  
 و انالہ لمحفظون۔ وقال ان علينا جمعہ وقرآنہ فی ما فیہ و یحییٰ جمعہ از صحابہ  
 تنافس کردند در جمع قرآن ہر یکے مصحف مرتب نمود و سورۃ قرآن بلیغت خود نوشت پس  
 حضرت ذی النورین بالہام ربانی ظہور کردہ ہر ایک قرآن مجتمع کردہ آنوقت باب  
 قبل و قال مفتوح شد و برومات از ہر دو جانب بمیان آمد چون تمام عالم بر مصحف  
 عثمانیہ جمع شد یقین کریم کہ محفوظ بجاں ست و غیر او مراد الحفظ نبود اگر مراد الحفظ میبود  
 محو نمیشد و این را بیچ عاقلے حفظ نشمارد کہ نزد امام موموم الوجود و محقق الحال ادا کنند  
 کہ نہادہ شدہ است بمعناک ہذا بہتان عظیم یاد روایتی عہد پور کتاب و تالیفات  
 بغضب آورده باشند کہ فلا چنین گفت فلا چنین نوشت و وقت اشکال کہ کجا  
 اصابت بود و یک جانب خطا المعذو چون پردہ از روئے کار برداشتند و حق مثل  
 قلوب الصبح پدیدار گشت مجال خلاف نماند ہر کہ الحال بمینا و شما لا فتنہ بربیع و آیاتہ  
 بقتل رسانید ایتھے معوزتین یقیناً و قطعاً قرآن اور جزو قرآن میں انکی قرآنیت کا صریح  
 انکار غیر قابل تاویل کفر قبیح ہے چہ جائے کہ انکی عدم قرآنیت کو مزج بتایا جائے و  
 لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اللہم حفظنا و جمع المسلمین و سائر الشیخ

وثبتنا على الحق واليقين اامين بحاجه النبي الادي صلى الله تعالى عليه وعلى اله و

الرسول قاضي حنف  
محمد عبد المقتدر مطبع

وهجده واو لياء امته اجمعين حرره العبد الفقير  
مطبع الرسول عبد المقتدر لقادراً اباً كان

قصر الجواب محمد ابراهيم القادري الحنفى السنى

نسخ حنفى  
محمد حافظ

الجواب صحيح

قادر  
محمد ابراهيم

قصر الجوان المجيب مصيب وبتا ب حرره عبد الرسول  
محمد السنى الحنفى كان اسدله

اصاب المجيب الاصيل الارب  
مقدم فضل احمد الحنفى السنى الديونى  
عنه

هذا حق صراح  
فضل احمد الحنفى السنى

مواهب علمائے کرام اجمیر شریف (الجواب صحیح)

جو شخص عدم قرآنیت معوذتین کو مقدم و مرجح گنتی و انتی بتاتا ہے وہ کافر مرتد ہے۔

اور تمام احکام فریدین شرعاً و سپر جاری ہونگے۔ العبد احمد حسین خان رامپوری عفا لہ تعالیٰ

عنه السنى الحنفى واعظ جامع درگاہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنه۔ انقیض

الجواب صحیح والمخالف فبیح۔ کتبه العبد المسکین محمد اکرام الدین البخاری و غوا الاسلام السنى الحنفى

الجواب صحیح۔ جمیع مافی الدفتین کلام الہی ہے اور اسکے ایک کلمہ کا بھی منکر کافر ہے بمقت

الفقیہ محمد حسین الہ آبادی السنى الحنفى کان اسدله۔

الجواب صحیح۔ الراف محمد عارف البخاری الحنفى تمیز جناب شیخ الحرم الشیخ شعیب دام فضلاء

تقریر عالم اجل فاضل نے بدل عالم الہ سنت جناب مولانا مولوی

حضرت محمد احمد رضا خان صاحب یر بلوی عم فیضہ الحلی و الحنفى۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله نزل القرآن على عبده ليكون للعالمين نذيرا والصلوة والسلام على من  
 الله تعالى اهده ودين الحق بشيرا ونذيرا وداعيا الى الله مبيحا فباذنه من اجل  
 مراحا منير اصل الله تعالى عليه وعلى آله وصحبه وبارك ووسله تسليما كثيرا كثيرا  
 اما بعد سلمان کا ایمان ہو کہ معوذتین گہر آیت قرآن ہو او کی قرآنت کا منکر قطعاً کافر منہ  
 مستحق نیران ہو حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدائے کسی صحابی خواہ  
 کسی مسلم سے بزرگ او کی قرآن ہو یکا انکار ثابت نہیں مگر حقیقہ المولیٰ محمد العلوم ملا  
 العلماء عبد العلی قدس سرہ فی فوائد الرجوع وغیرہ من الکتاب وسبحن الله  
 ای دین وایہ عقیدتہ بقی من ضروریات الدین اذا احتکاج مثل هذا الى ايات  
 البشوت سے وليس ليعلم في (الهيئت شئ) اذا احتكاج النصارى الى دليل في امام عام  
 کو فی کی قرأت کہ باجماع مسلمین قرأت سبعة متواترة ہو ہے محل اہل سنت سند میں او کی  
 متنبہ بھی عبد اللہ بن مسعود و امیر المؤمنین عثمان غنی و امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہم ہیں ان سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تواتر یقینی قطعی کے ساتھ معوذتین  
 جزو قرآن ہو کر منقول ہیں تو کیونکر منقول ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 او کی قرآنت کے منکر ہوں حالانکہ خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے  
 او یحییٰ قرآن وایت کو ہیں اور اپنے ملازمہ کرام پر قرآن بتا کر انکا الفا کون سخن آسمان  
 او کی قرآنت پر ایمان لانا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بالتواتر ثابت  
 تو نقل خلاف کی گنجائش جانو والا اگر مجنون نہیں بدین ہے اگر بدین نہیں مجنون ہو  
 یا کیت شعری جب متواترات قطعیہ ایسے شبہات مردودہ مخذولہ کے باعث  
 مترک یا قتل وجہ مشتبہ مشکوک سمجھ جائینگے تو اسکا عامل نہ ہو گا مگر انکار متواتر اور  
 جب اسکی راہ کلیگی تو دین و ایمان اور سارا قرآن ہاتھ سے جائیگا صحابہ کرام کے بعد سے  
 آج تک و آج سے نزول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک تمام مسلمانوں کے ہاتھ میں آج

ایمان کا ذریعہ سوا تو اتر کے کیا ہے آج ایک فرقہ قرآنی معوذتین کے منکر ہے کل دوسرے کافر  
 اگر کہے کہ سورہ بقرہ جو فقہین مصنف کریم بن مکتوب ہے قرآن نہیں تو معلوم نہیں کہ کافر  
 منکر قرآنی معوذتین قرآنی ہے بقرہ کا بھی انکار کر لیا یا قتل درجہ اس کے منکر کو کافر نہ جائیگا یا دان  
 تکفیر کر لیا اگر تکفیر کر لیا تو کس دلیل سے کیا اللہ عزوجل نے بلا واسطہ اسکے کان میں کہہ دیا ہو  
 کہ یہ ہی سورہ بقرہ ہے جو میں نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل کی یا رسول اللہ  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود اس سے ارشاد فرمائیے ہیں یہ دونوں شقیں کو براہتہ باطل ہیں اس  
 بات کہ احادیث متواترہ میں سورہ بقرہ کا ذکر ہے یہ اگر ہر سورت میں چل بھی جائے تو  
 ضائع نظر اس سے کہ یہ اسی تو اتر کی طرف رجوع ہے وہ دوسرے کافر اس تو اتر کا صاف  
 جواب دے سکتا ہے کہ میں بھی ماننا ہوں کہ سورہ بقرہ قرآن کفری مگر غاصل اس سورہ موجودہ  
 وہی سورہ بقرہ نازلہ علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو چکا کیا ثبوت ہو  
 اس بات میں شور کا نام ہے نہ کہ اول تا آخر اس کی عبارت پڑھ کر اس پر قرآنی کا  
 حکم اب اس کافر معوذتین کے منکر کے پاس نہ رہیگا مگر احد الامرین یا تو اسی تو اتر  
 مسلمین کا دامن پکڑنا تو اس پر فرض ہو گا کہ قرآنی معوذتین پر بھی ایمان لائے اور  
 جس طرح منکر قرآنی بقرہ کو کافر جانتا ہے اٹکے منکر یعنی خود اپنے آپ کو بھی کافر کہے یا  
 انکار کر جائے کہ منکر سورہ بقرہ بھی کافر نہیں تو حامل وہی حکم کا کہ یہ منکر نہ صرف معوذتین  
 بلکہ تمام قرآن کے انکار کو کفر نہیں جانتا سبحن اللہ عجب سلام ہے کہ قرآن عظیم سارا کا  
 سارا مشکوک و مشتبہ و جائز الانکار ہو جائے اور پھر اسلام باقی نہاید اسلام کسی  
 بڑی ہی پر ایمان لائے گا نام ہو گا ولا حول ولا قہ الا باللہ العلی العظیم مسلمانوں مسلمانوں اس  
 و رسول و قرآن کو حق جانو کسی شک ڈالنے والے ضعیفہ بدین کی بات پر اصلاً انتفات  
 نہ کرو دیکھو خبر دار ہو شیار زینہار زینہار یہ ذیاب و ثیاب انسانی شکل میں بھیرے ہیں  
 دیکھو تمہارا ایمان تمہارا دین تمہارا قرآن سب کچھ ہل گیا چاہتے ہیں ایسے ضعیفوں کے

پاس نہ جاؤ اور عین پہنچے پاس آنے دو فایا کہ وہ ایک کم لایا یعنی نہ کہ وہ لایا نہ کہ  
 تمہارے مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ تمہارے نفع و ضرر سے نگاہ  
 اور تمہاری جانوں سے لاکھوں درجہ بڑھ کر تم پر مہربان تمہارے خیر خواہ ہیں وہ  
 ارشاد فرماتے ہیں کہ دیکھو اسے دور بھاگو انھیں اپنے سے دور رکھو کہ میں یہ کہوں گا کہ  
 نہ کروین کہ میں یہ کہوں گا کہ میں نہ والدین والعیاذ باللہ دہل لعین و لا حول و لا  
 قوۃ الا باللہ العلی العظیم مسلمان جسے سنو کہ تمہارے یقینی قطعی متواتر ایمانیات کے  
 خلاف کوئی روایت پیش کرتا ہے سننے سے پہلے جان لو کہ یا تو اس روایت کا  
 مرکز یہ مطلب نہیں جو یہ کہ کذاب منقری گواہ ہے اور اگر بالفرض یہی مطلب ہے یقیناً  
 قطعاً بہت جھوٹی بات کہ کذاب افتر ہے اگر بالفرض کسی ہی سند سے آئی ہو کہ  
 سند صحت متن کو مستلزم نہیں ہرگز متواتر کے مقابل احادیث پر التفات ممکن ورنہ دین و  
 ایمان سب ہاتھ دھو بیٹھنا ہو ایسے باطل کو ذریعہ شبہہ جاننا اور اس کے سبب انکار و تبرا  
 متواترہ کو کفر نہ جاننا اگر صحیح ٹھہرے تو امام ابو بکر ابن ابی الدنیا وغیرہ اکابر ائمہ محدثین  
 بروایت سیدنا امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث اس کے اربعین میں ایک اسم الہی  
 یہ نقل کرتے ہیں یا اللہ الاطہۃ الرفع جلالہ اکبایسا ہی کوئی شئی بد بخت اس  
 روایت کو سننا کہ کہے کہ ہزاروں خدا ماننے والوں کو کافرنہ کہنا چاہیے اس لیے کہ یہ روایت  
 ایراث شبہہ کے لیے کافی ہے تو سوا اسکے کیا جواب ہو گا کہ لا لعنة الله على الظالمین  
 مسلمان حدیث سے ثابت ہے کہ ایسے میں مشکل شکل انسان ہو کر تحدیث کر گیا اور وہ روایا  
 مشہورین الناس ہو جائیں گی جس روایت کو سنو کہ ایمانیات قطعیہ کے خلاف ہے اگر محل  
 تاویل ہو جیسے روایت مذکورہ فہا ورنہ یقیناً جانو کہ انکے شیطان ہے جب اذا  
 تمنی اللہ الشیطان فی امنیتہ ارشاد ہوا تو اذا حدث المحدث الفی الشیطان فی  
 حدیث کیا دور ہے اور اس کی پہچان یہی ہے کہ متواتر کے صریح خلاف قابل تاویل ہو

خیر کلام طویل ہوتا ہے اور انشاء اللہ العزیز الجلیل میں دوبارہ اسکی طرف غور کرنا  
 ہے و اھو احمد یہاں اجمالاً حدیث جملے یاد رکھنے کے ہیں ایمان رکھنا ضرور  
 ہے کہ معوذتین قرآن میں اوکی قرآنت کا منکر کافر ہے اگرچہ منزل من اللہ ہونے  
 کہ صرف منزل من اللہ ہونا قرآنت کے لیے کافی نہیں احادیث قدسیہ سب منزل من  
 ہیں اور قرآن نہیں اسطرح جو مردود یہ کہے کہ اکی عدم قرآنت مزج ماننی چاہیے؟  
 بھی کافر نہ مستحق تارابد غادر خاسر فاجر ہے ایسا شخص اور جو اس عقیدے میں اس کے  
 موافق ہو سب خارج اسلام کافران لیا میں اوکی عورتین قطعاً یقیناً ان کے نکاح  
 سے خارج ہیں نئے تجدید اسلام و نکاح او نہیں ان سے متعارف حرام قطعی و زناتے  
 خالص ہے سکنا تو پھر اتنے سلام و کلام مخالفت، مجالست مناکحت حرام ہے ایسے کافر  
 غادر خاسر کا و عطا سنا حرام ہے ایسے کامرید ہونا اگر اوصاف اطلاع عقیدہ ہو صرف  
 حرام نہیں کفر ہے جو پہلے ارادت کر چکے ہیں بعد اطلاع او پھر فسخ بیعت فرض قطعی ہے  
 اگر اب بھی اسے سیر نہائے رہیں تو خود کافر ہو جائینگے اور یہی سب حکام الہیہ او پھر بھی فاذ  
 پائینگے ایسے کے پیچھے ناز مخض اطل ہے جیسے کسی ہندو یا مجوسی کے پیچھے و اللہ الہاد و ولی  
 الایادی و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و  
 علامہ حلی جلد ۱۰ اتم و احکم تنبیہ فقیر دایون عس سر ایا قدس غلضت غلیم البرکۃ  
 تاج الفول محب الرسول حضرت مولانا مولوی حافظ حاج زار شاہ محمد عبد القادر  
 قدس سرہ الزاہر میں حاضر تھا کہ یہ سوال پیش ہوا او سوقت سر دست یہ تقریر اجالی  
 گزارش کی اب بریلی میں تفصیلی کاغذات از شرف الدین ابراہیمی کے اشتہارات  
 و ربیع الآخر شریف شہ ۱۴۰۷ و ۲۲ محرم الحرام ۱۴۰۸ اور سالہ ہجری ۱۴۰۸ جنین اس ابراہیمی  
 سخت زبان و زور و بہتان سے قرآن عظیم کے ابطال کا بیڑا لیا اور اس کے منکر کو نہ صرف  
 مسلمان بلکہ نسوی صحیح العقیدہ قرار دیا اور وزارت خاص معوذتین سے ناز کو باطل و حرام کیا

کہ قرآنیت کا دار صرف اجماع پر رکھا اور نہایت زور دیا کہ معوذتین کی قرآنیت  
 ہرگز ہرگز صدر اول میں اجماع تھا پھر دعوے کیا کہ بعد کا اجماع لگے اختلاف کا  
 رافع نہیں ہے پھر تصریح کی کہ ایسا اجماع صرف ظنی ہے اور ظن یہاں رافع نہیں لہذا  
 اس کے منکر کو کہ اب بھی نہیں کہہ سکتے اور صاف آیت پر وہی کہ ان الظن لا یغنی  
 عن الحق قیاساً حق میں ظن کچھ کام نہیں دیتا تو صاف سنا دیا کہ معوذتین کا قرآن ہونا  
 حق نہیں وہ ایک ظنی بات پر آخری بات یہاں محض خرافات ہیں اور شک نہیں کہ یہاں  
 عدم قطع قطع عدم ہے یعنی قطعاً قرآن نہیں وہ یقیناً قطعاً قرآن نہیں اور جو قرآن نہیں  
 صرف اس کی قرآنیت سے نہایت ہزار کا امکان ہیں نیز اسلانی کا اعلان دوم حسب  
 مسئلہ بیان اور سنی اپنے کفریت کو محض زبان زور سے اسلام کا جامہ بچھانا چاہتا ہے  
 اور چھپانے چھپانے پھر ہلکے دکھانے میں جمہور کے مطابق انکو جزو قرآن جانتا ہوں۔  
 پھر ہی اشارہ کر گیا کہ انکی قرآنیت جماعتی نہیں اور جب اس کے نزدیک قرآنیت صرف  
 اجماع اور نہایتنا ہو کہ وہ یہاں غیر محال تو مطلب ہی نکلا کہ قرآنیت باطل اور جزئی ہے  
 اسلانی محض زائل نیز دہلی کا فیصلہ حسین حکم کو اسلانی کے مکرمہ سوچنے  
 نہیں نہیں بلکہ حکم اسلانی فیصلے سے پہلے ہی سارے قرآن عظیم کا فیصلہ ہو چکے ہیں وہ وہاں  
 مذہبین بنا چکے کہ جن جن امور میں روافض زمانہ خدایم اللہ تعالیٰ کو اہلسنت سے خلاف  
 ہے وہ سب ظنیات ہیں کہ عقائد سے عملیات تک جتنے امور مرد کامل سے طلعی الثبوت  
 ہیں سب میں سب کا اتفاق ہے باقی تو تو بین میں ہے نہ انکے فیصلے کی ضرورت اور ظاہر  
 ہے کہ روافض زمانہ قرآن عظیم کو محرف و محفوظ مانتے ہیں تو ایک حوزہ میں کیا سلام ہی قرآن  
 خلاف روافض کی بدولت ہاتھ سے گیا جب یوں پر دعوے اور ایسے حکم تو فیصلہ کی  
 اسلام نہوا آپ ہی لازم الزم سے محاکمہ نہیں ست و حکامہ بیان ہے بجائے انچہ ناچار خطامہ  
 بعد ہاتھ پہلے کسی رافضی بدست ندوی روافض پر سے کیا جاتے سکتا ہے وہ اسلام



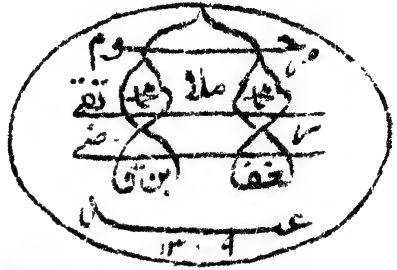
و سنت ہو خود ہی کہہ رہے ہیں ع کہ تو ہم درمیان تاملی نہ مگر مجھے سختی کے ساتھ  
 مکرچی مولوی عبد الرحیم صاحب احمد آبادی سلمہ ذوالایامی سے شکایت تھی کہ اس  
 بندہ خدا نے میرے مکرم دوست حاجی سمیت حاجی بدعت مولانا مولوی نذیر احمد  
 خاں صاحب مرحوم و مغفور کا تمیز ارشد ہو کر کیونکہ منہ پاک اعلان اور بیانیہ  
 پر رضا ہی مان کر فریب دکھایا اور وہ کاپایا اور حدیث کریم کا ارشاد صادق آیا  
 کہ المؤمنون عند الذم والمنا فوخب لئیم سوئے اتفاق سے یہ خیال گذرا کہ وہ مکر  
 ہے اور فرزند جب اپنا ارزاؤ سے انکار کرے تو آپ اس سے تعرض ہو گا و سکا وہ  
 مکرانہ ہی مجھ بایر کا ماکھ صرح بہ فی اللہ والحمد خیر ہما اور یا نہ آیا کہ جمال ازناویہ صر  
 در بارہ امتناع قتل ہے نہ کہ مکر جانے سے ازناؤ او ٹھجائے وہ دستور مکر رہا  
 اور اسکی جوہر او سپر حرام کما نص علیہ فیہما و اوضد فی رد المحتار وغیرہ بہر حال  
 جو کچھ ہوا مجھے توقع کمال تھی کہ وہ انوار جو مولانا مرحوم نے انکے سینے میں الفایکے  
 میں ضرور انھیں منتقل کرینگے اور محمد بھی ہوا اور کیوں نہ ہو کہ ایرانی نے وہاں سے  
 جا کر پھر وہی انکلا سبقی رٹنا شروع کیا میں نے اثنائے تقریر میں گذارش کی تھی  
 کہ انشاء اللہ العزیز الجلیل میں دوبارہ اسکی طرف عود کرنا ہے والحق احد احمد  
 الحمد لہ کہ وہ پیشین گوئی راست آئی فقیر نے اپنے بعض اصحاب سے کہہ دیا ہے کہ ہر  
 متعلق قدرے مفصل بیان نہیں کہ عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ القریب الحجب  
 ایسے ارکے ساتھ شائع ہو۔ وبالله التوفیق واللہ الہادی الی سواء الطہر و صلی علیہ  
 علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

اللہ تعالیٰ  
 جہت سلطان  
 اسلام کے  
 شرف و  
 اور ان کے  
 کے ساتھ  
 نہ تو یہ  
 یہی ہے  
 تو یہی ہے  
 یہی ہے  
 یہی ہے

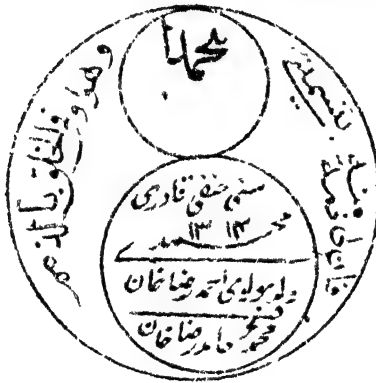


عبد المذنب احمد رضا البریلوی  
 عظم غمہ محمد المنصف البنی الامی  
 علیہ السلام

محمد رضا خان قادری  
محمد عبد الرحمن ع



نصیر الدین مستغان



محمد یقین الدین  
۱۲۹۵

المشت  
سید محمد خلیل الرحمن سنی حنفی پشاورى -  
تاریخ اذی القف ۱۳۰۵  
روز چار شنبه

# تنبیہ ضروری

حاشیہ صفحہ ۱۱۱

۱۔ یہ ایسا ہی ایسی جگہ ہے انتشار کو یوں دیکھو صاحب یہ میں نے  
 کہا کہ کہ ہے میں نے کہ سو نمازیں معوذتین پڑھنے سے منع کیا ہے جسے خود مجھوں نے میں  
 انجین پڑھنے شایہ کبھی سنا ہے کہ وہ نبیؐ کہنا یا ایما اور لغو انجان بتا ہے کہ یہ اوسکا عند معمول  
 محض پارہو ہے مسلمانوں سے پوچھیے کہ اولاً معوذتین کی قرأت پر صدر اول میں اجماع  
 جویسے صاف منکر ہے یا نہیں نہ ہو تا کیا صدر اول میں خلاف کہ بعد جوامع متاخرہ  
 مانا اوسے ظنی کہا یا نہیں ضرور کہا تو معوذتین کی قرأت محض ظنی انی ثالث قرآن میں محض  
 ظنی گمان فی ہے ہرگز نہیں تو نے خود یہاں آیہ ان الظن لا یغنی عن الحق شیعا پڑھی اور اپنے نزدیک  
 معوذتین کی قرأت باطل محض ہو نیکی صاف تصریح کر ہی پھر کس موصفتے اور انجین قرآن و ہر  
 قرآن کہل مسلمانوں کو دھوکے دیتا ہے اور جب قرآن نہیں تو تیرے طور پر یقیناً ثابت کہ خاص  
 او کی قرأت سے نماز باطل و ساقط سربا بجا سبب ذرے آخر آنا تیرا صریح منطوق کلام ہے  
 کہ او کی قرأت ظنی ہے پھر قرأت کا فرض قطعی محض ظنی سے کیونکہ ادا ہو و لہذا جبکہ بسم اللہ  
 شریف کے پوری آیت ہونیں شہرہ تھا دیکھ کہ اوسکے بارہویں علمائے کیا حکم یا بہر حال وہی کل  
 کھلا کہ تیرے نزدیک خالص معوذتین کے پڑھنے سے نماز باطل و حرام اگر فاتحہ کے ساتھ تو نے  
 خود بھی پڑھ لیں یا اوروں کو پڑھنے سنا اور منع نہ کیا تو اس سے کیا ہوتا ہے بلکہ اگر تو صرف  
 معوذتین سے نماز پڑھ دو تو تجھے کیا باک کہ جو قرآن ہی کا منکر ہے وہ اگر نماز کے ساتھ اتھرا  
 کرے اپنے نزدیک باطل جائز ہی پڑے تو اوسے کیا خوف ہے اوس آنکھ سے ڈریے  
 خدا سے نہ ڈرے آنکھ ۱۲

محمد ظفر الدین قادری ہیکانی رضوی

سلامو لی القوی

لِلَّهِ غَالِبٌ الْأَمْرُ



مَطْبَعُ أَكْمَلُ الْمَطْبَعَاتِ

مکتبہ اسلامیہ  
لاہور  
۱۹۱۵ء  
۴۲

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ جل شانہ اپنی بند و نکو ورزش امور خیر کی توفیق دے گی جہاں وہ بندہ جسکو ظلم کی  
خوبنوا اور ظلم کی انواع میں از ابتداء ایک سخن پروری ہی کہ اسکو بی ایمانی کہا جاسی  
یعنی کتمان حق اور اعلان باطل ہے اسرار اسد اللہ خان غالب کہتا ہے کہ میں نے  
خاص نظر بہ اعلان حق برہان قاطع کی عبارت کے سستی اور بیان کی غلطی اور اطباء  
محل کی نکویش میں ایک سا لکھا، اور اسکا نام قاطع برہان اور درفش کاویانی  
رکھا جبکہ اطباء وہ سادہ مشہور ہو تو پہلی پہل میں مندی کی مطابق میں نکو و اکو دی  
گوں ایک دیمغز معوج الذہن نہ فارسی دان نہ عربی خوان نے میری نگارش کے  
تروید میں ایک کتاب بنائی اور جہوئی تحریف قاطع اسکا نام رکھا اور اسکو مشتبہ کیا  
میرے ایک باری اوس کتاب کے جواب میں کچھ لطائف جمع کئی اور لطائف  
اسکا نام رکھا وہ نسخہ بھی مشہور ہوا بہر ایک مزار رحیم بیگ میرٹھ کی رہنمائی

بردی کارائی اور ایک تحریر رسمی بہ ساطع بر بیان محال لائی مطالب بندرجہ اخیر پیشتر  
 محرق قاطع کی مضامین منقول فقرنی صرف ایک خط مزاجی کو لکھیں ہی زیادہ اوسط  
 انصاف کو تصنیف اوقات جانا ثالث میان امین الدین کہ اب پیشال  
 میں نصب مدرس ہیں انہوں نے ایک قاطع جہو ایا استنداد علمی میں  
 بعد صرف مقاصد خود صرف فارسی کی اسی قدر رعایت منظور کی کہ فقیر کے  
 بعض فقرہ کی ترکیبیں اپنی عبارت کی قالب میں ڈالیں باقی سوامی عربی شری  
 اور فارسی سہ دفعہ کی وہ مغالطہ کا بیان دی ہیں جو کچھ ہی بھٹیاری استعمال  
 کرتے رہتی ہیں کمال یہ کہ انکا منطق منہدی اور حضرت کی عبارت فارسی ہی ہوتی  
 ہیں کہ کوئی جلا ہی انہوں میں علم تحصیل کر کی مہذب ہو گئی ہیں عمارہ باند ہی ہوئی  
 پڑی ہر قی میں بخش ہنیں بولتی خلاف اپنی قوم کی صاحب قبلہ اور نگار و مرہ ہی  
 یارب بیان امین الدین کہ سب قوم کی اور کس جی گروہ کی ہیں کہ مونس کلبا  
 مدرس جی مگر الفاظ مستعمل قوم پچھڑی اگر میری طرف سے ازالہ حیثیت کی اشار  
 دائر ہو جاتی تو میان پر کیسی بنتی مگر میری کہ نفس نے ازالہ حیثیت کے لفظ کو  
 گوارا کیا اونکی تحریر اونکی پاچی پن پر سچل ہی بھر ذرا آفتاب راہم مدرس  
 احمد علی صاحب عربیت میں امین الدین سی بڑہ کہ فارسیت میں برابر  
 ونامز گوئی میں کمتر جہنی الفاظ تو ہیں وندلیل کی ہیں وہ چن چکر میری واسط  
 صرف کئی اور یہ نہ سمجھا کہ غالب اگر عالم نہیں شاعر نہیں آخر شرافت آثار

میں ایک پایہ رکھتا ہی صاحب عزو شان ہی عالیخانہ ان ہی امرامی ہند  
 روسای ہند راجگان ہند سب اسکو جانتی ہیں رئیس زادگان سرکار انگریز  
 میں گنا جاتا ہی بادشاہ کی سرکاری سرکارسی پنجم الدولہ خطاب ہے گورنمنٹ کی وزیر  
 خا نصاحب بسیار مہربان دوستان القاب ہے جبکہ گورنمنٹ خا نصاحب  
 لکنتی ہیں اسکو سٹراورکنا اورکہ ہا کیونکر لکھون فی الحقیقت یہ دلیل  
 بفقو امی ضرب الغلام امانت المولیٰ گورنمنٹ بہادر کی توہین اور وضع  
 شریف ہند کی مخالفت ہی میرا کیا بگڑا مولوی نے اپنا پاجی پن طاہر میں  
 معلم امین بی دین کو شیطان کی حوالہ کیا اور احمد علی کی الفاظ مذموم سے  
 قطع نظر کہ کی اونکی مطالب علمی کا جواب ایسے ذمہ لیا اس نگارش کا نام  
 تیغ تیز کہونگا اور بعد اتمام اسکو چھپواؤنگا اور اپنی اجاب دور و نزدیک  
 کی خدمت میں پہچاؤنگا اور اگر مرگنے امانندی تو خیر مصرع ایسا آرزو  
 کہ خاک شدہ + آب بھیاں ہی آغاز فضول ہی داد کا طالب غالب فصل  
 پہلے نظم برانم بہ نیروی این تیغ تیز + کہ مغر عدوراکسم زیر زبر  
 عدو آن کہ بران قاطع نوشت + بگفتارست و بہنجار زشت + اگر گفتہ  
 آید کہ او مرد و رفت + زمغزش چہ خواہی ہی ای شگفت + زمغزش  
 خرد بستم اما چہ سود + کہ درزندگی نیز مغزش نبود + امید آنگہ گفتار آن  
 بی ہنر + کنم ہم بگفتار زبر و زبر + امید آنگہ چون کار سازی کنم +

بدین نامہ دشمن گدازی کنم زہی نامہ کز فر اقبال و یکمی تیغ تیز آمدہ سال و  
 نادرستی عبارت امر و جدائی ہی فہم من فہم فی الحال وہ عجیب جامع  
 بران کی لکھتا ہوں کہ جو بھی ہیں اور جس بصر اور نگاہ رک ہو سکتا ہے  
 سینکڑوں لغت پہلی سے لکھی ہیں اور بہر طور سے پہلی صاحبی ہی لکھی ہیں اور  
 نامی ہوز سے جو الفاظ واحد و لہ سی ہیں اور جو بی و او ہیں و لون کو  
 ایک کر دیا ہی مثلاً خوردہ بواو جو صیغہ مفعول ہی حوزن کا اور خوردہ  
 بجائی مضموم بی و او جو ترجمہ ہی دقیقہ کا اور نفسی کو بھی کہتی ہیں ان  
 و لون کا فرقہ اوٹھا دیا ہی ہف بالفتح ایک لفظ ہی ثنائی اوسمین سے  
 ایک سو کئی لغت پیدا کئی ہیں مزا بہ کہ بران قاطع میں بھی لکھی اور بہر  
 سواد محقات میں ہی رقم فرمائی مولوی صفحہ ۲۰۱ میں اس لفظ کی باب میں  
 ایک صفحہ پور سیاہ کرتی ہیں میرا اعتراض یہ ہے کہ ہف بمعنی کارگاہ جولاء  
 یا بمعنی شانہ جولاء و ہفوش اسم طعام ہف ہف بمعنی آواز سنگین سے لغت  
 اگر غریب در صحیح در اول و آخر نگاشت باقی یکصد و چند لغت از ہفت  
 کہ عدد است معروف مرکب سخت سراسر کنایہ از ہفت سپہ ہفت شاہ  
 و ہفت کشور ہفت پردہ چشم مولوی جی پہلی تو مجھ پر اعتراض کرتی ہیں کہ صحیح  
 مقابل غلط ہی غریب پہر لفظ کا حوالہ دیگر ہفت کشور و غیرہ کی صحت میں غلو  
 کرتی ہیں کوئی پوچھی کہ غالب نے ان الفاظ کو کب غلط لکھا ہی جو تم اسکی صحت کے



گواہ گر رہتی ہو ایک لفظ سی سوغت بنائیکا عذر کہاں بس خاتمہ عبارت میں  
 لکھدیا کہ عبارت و انانی تبریز ہمہ معقولست و قول حاضر ضنا مقبول میں کہتا ہوں  
 کہ اوپر عذر نہ کر نیکیو میں فی مشا کباد و بارہ ملحقا میں انہیں سوغت کی لکھنی کا تو  
 مولوی جے جواب میں غالب لغات کے معنی دق دق میں نہیں بلکہ سوا ہی لکھی ہیں بعض  
 مترادف بعض ضد ہر گز بسمل کی معنی لکھتا ہی ہر چیز کہ آں فوج کردہ باشند میں نے تمام  
 پر لکھا ہی کہ فوج چاند اران است از برای شہا آب بہان صا جان فہم و علم و داد انصاف  
 چاہتا ہوں کہ اس میں حق برہنہ ہو پانی مؤلف بران جامع بران آتش کے فی کو کوسو  
 بتا تا ہی و رسیان انجو کی قول کو سند لاتا ہی مگر جس عالم میں کہ نظر انہیں ہوتا ہی  
 می کوست حلوائی ہر نمکشی نندیدہ بجز آفتاب نسبی خاقانی بون فلتا ہی  
 باعیر کیا لتا ہی ملک و شش طوبی خشکست و کو تراشش ہر چہ سدی کی نظم  
 میں اور بہت سی ساندہ کی کلام میں مستحکم تہائی آتش کا نقش علی الحجر ثابت ہے  
 لیکن میں و بالغ کلاموں کی کلام کی سند دیکر بلغا اور کیر اسی بوجہنا ہوں کہ کیونچہ  
 خاقانی اور نظامی سچے یا انجو فرہنگ جمہا گیر می الا اور دکنی بران قاطع و الاسجا  
 وہ دوایرا بلند پایہ اور بہہ دوہند فرومایہ بران والا اندھا اور فرہنگ جمہا گیر  
 او سکی عصا ہی جامع فرہنگ سے تعجب ہے کہ فارسی زبان کی مالگوئی خلاف اپنی  
 وہم کی روئی آتش کبیر لکھتا ہی ال انصاف کے جواب کا طالب و فصل ۲  
 امبولی احمد علیہ جب کینچہ متبعین حاضر ہوتا ہوں ہوید بران کی دوسرے صفحے میں

تاکید کرتی ہیں کہ زنجبیر محمد حسین کو دکنی نگہو وہ تبریزی ہی آخر ظہور  
 و نظیری ہی ایران سی اگر دکن و رہند میں ہی ہیں بہتہ کنی وہ ہند کیون  
 نہ کہلای وہ ری قیاس مع الفارق اون دنوں میں سی ایک کا مولد تشرین  
 ایک کا مولد شاپور بطریق سیر و سفر رہند میں آئی انکو دکنی اور ہندی گون کہہ سکتا  
 محمد حسین بخارہ کا دادا پردا تبریزی یا ہوگا بہتہ کن میں یا ہند کی کسی و تبرہ میں  
 پیدا ہوا ہوگا آچھا مولد صاحب گرا سکو تبریزی مولد کہتی ہیں اور صاحب تخلص  
 نواسکا دیوان کہہ این شاہجہان کا عہد تھا محمد غزنوی کی وقت کی شعر کے  
 کلام جا بجا موجود ہوں اور شاہجہان کی زبانی کی شاعرانہ بامی جا میں  
 دیوان نہ سہی کسی تذکرہ میں سکی کلام کا پادین ان یوں ہو سکتا ہی کہ شمس  
 چکر پوچ اور وہی اون اشعار کی تدوین کیا ہوا اور انکو تذکرہ میں کون لکھی  
 بہار شاد ہوتا ہی کہ ما قال کو دیکھوں قال سی قطع نظر کرو فقیر بوجہتا ہی  
 کہ ہی کیا جسکو دیکھیں نظم فقود نشر مرد و دشتاران عمدہ کا ذکر نہیں کرتا  
 منشیات مادہ ورام انشا خلیفہ اور جو چھوٹی چھوٹی نثرین فی الحال تالیف  
 ہوئی ہیں ہر ایک کے عبارت بران قاطع کی طرز تحریر سی بہتر ہی آج  
 بہر توقف کر کی خاص بناب میں والا نظرون سی انصاف جاہتا ہوں  
 انصاف کا طالب غالب فصل تیسری لوطیان ایران میں رسم  
 کہ چند بد معاش جن سمع ہو کر ایک مرد کو کچھ دیکر باغین یا کسی مکان میں لچا ہوں

سہ ماہی

اور نوبت نبوت اوس ہی اعلام کرتی ہیں اوسى جماعت میں سے ایک شخص  
 اوس امر کا سر بکڑی رہتا ہے سو موبد کی با پنجون صفحہ میں مولوی جے  
 گوگون کی منتین کرتی ہیں اور بلاقی ہیں کہ او اور دکنی کا سر بکڑو پھر مولانا  
 موبد کی صفحہ ۶ میں اس خطوسی اور حکیم قطران کو دو فرنگوں کا موافق  
 بتاتی ہیں پہلا صاحب اگر سدی طوسی فی فرنگ لکھے ہوتی تو محمد غزنوی  
 کے عصر سے آج تک سب فرنگ نگاروں کا ماخذ وہی ہوتا اور اختلاف  
 لفظ و معنی کسی لغت میں راہ نہ پاتا لیس فلیس صفحہ ۱۲ میں حضرت مولوی صاحب  
 موافق مذہب سو کو ارشد جامع فانوس خیال کی شکم و شکم و سپید و سپید  
 و بگو و بشنو ان لفظوں کی حقیقت ایک بتاتی ہیں شکم و شکم و سپید اور بگو اور  
 بشنو کو در ہی بتاتی ہیں شکم اور سپید اور بگو اور بشنو کی حق میں خدا  
 جانی کیا فرماتی ہیں اصل اسکی یہ ہے کہ سپید و شکم و لغت جابد میں انہر  
 الف و صل لاتی ہیں جابو عکس معنی شکم و سپید کو لغت اصلی اور شکم و سپید  
 کو مخفف کہ بگو اور بشنو و صیغہ امر میں گفتن و شنیدن کی اور او نہر موحہ رائے  
 یہی مضارع گوید و شنود اور امر گو اور بشنو کہان اسم جابد مع الف و صل کہان  
 امر مع موحہ تحتانی کیون حضرات کثیر البرکات اس بیان میں حق پر  
 ہوں یا مولوی احمد علی صاحب داد کا طالب غالب فصل چوتھی ۴  
 جناب مولانا ۱۸ صفحہ میں حکم دیتی ہیں کہ پیدائی و زیبائی صحیح پیدائش

وز یائش غلط اقول آخر حاصل بالمصدر بنانی کی لئی دو ہی حرف موضوع  
 ہیں یا آخرین شین یا تثنائی موافق مولوی جی کی اچھتاہ کی سینکڑوں افظ  
 متروک و مظلوم ہو جائینگے ہم کہتی ہیں کہ زیائش اور بیدائش و گنجائش کو  
 زیائی و بیدائی و گنجائی بھی کہہ سکتی ہیں مگر آرائش و آسائش و کاش و بخش  
 آگئی بی ترکیب شین کی جگہ یا سی حلی بخین لا سکتی اور یہ مقدمہ نہ لائل کا محتاج ہی  
 نہ نظائر کا حاجتمند ہر صفحہ ۱۴ میں کنڈان کو صحیح اور کنڈین کو غلط بتاتی ہیں یا  
 کنڈان مصدر اصلی اور کنڈین مصدر فرعی بنا ہوا مضارع سی جیسی آوردن  
 آوردن یا رستن بہ برای مضموم مصدر اصلی اور رویدن مصدر فرعی نکلا ہوا  
 رویدی جو رستن کا مضارع ہی خواہد باید و تواند ماقبل صیغہ ماضی آتی ہیں  
 کلیہ دستور ہی فرستادن مصدر فرستاد ماضی فرستد مضارع فرستامر  
 کون اندام ہوگا جو صیغہ ماضی کو چھوڑ کر یعنی خواہد فرستاد کی جگہ خواہد فرست  
 لکھ چکا فرستن مصدر ٹھہری تب فرست صیغہ ماضی بنی اور اس سی پہلی تواند وغیرہ  
 گنجائش بابی جو لوگ خواہد فرست و باید فرست لکھینگے وہ زمرہ بنی آدم سی خارج  
 ہیں اور قابل خطاب نہیں مگر مولوی جی قلیل کے پیری کی ہی کہ وہ غلط غلط محاکم  
 لکھ کر اسکی تصحیح کرتا ہی مثلانان از مر بائی سیب خوردم کو غلط کہتا ہی اور  
 ہدایت کرتا ہی کہ نان با مر بائی سیب خوردم کہوا انصاف کا طالب غائب فصل ۵  
 اسی صفحہ میں ہو کہ صاحب الیم دیتی ہیں کہ فرستادن کا مضارع فرستد نہ فرستد

سلمنا لیکن اگر برعایت قافیہ تشریا نظم میں منشی یا شاعر نویسد و فرسید لکھے  
 جانی تو ایسی قباحت لازم نہیں آتی ہاں شنیدن بمعنی بوییدن ہلک آن ہاں ہر  
 شنیدن کی دہضی میں سننا اور سونگہنا جیسا کہ حافظ فرماتا ہی بہت  
 بومی خوش تو ہر کہ زیاد عباد شنیدہ از یار آشنا خبر آشنا شنیدہ  
 اسی اور ۹ صفحہ میں جہاں کہنیدن کو غلط بتاتی ہیں اندو خواند کو وزن  
 چاند غلط بتاتی ہیں اور خند و خند کو بروزن تند و کند صحیح فرماتی ہیں اس کے  
 لازم آتا ہی کہ ماندن و خواندن بھی بی الف بروزن کنند ہو جو نہ دیدن اسلم  
 بیخش ہی لا حول و لا قوۃ الا باللہ خواندن مع الواو مع ولہ و الف رائدن  
 مع الالف اور خواندن مع الواو اور الف و رائدن مع الالف مولوی جی کی مثال کی  
 مطابق بروزن چاند صحیح ہی لیکن اہل بران الف کو سلا دیتی ہیں اور یہ سچہ  
 نہ قاعدہ شاعر و منشی کو تتبع قواعد کا چاہی اچھے کی تقلید بہر و پیون و پچاند و نگا  
 کام ہی یہ سب ایک طرف اور صفحہ ۲۰ میں چشم عیب ساز ایک طرف صابو و سطلی خدا  
 چشم کے صفت عیب میں ہی ایہ عیب ساز آگنہ کا کام عیب دیکھنا ہی عیب بنانا  
 جواب کا طالب لب فضل چہٹی موتید کی ۱۲ صفحہ میں مولوی جی لکھتی ہیں  
 کہ صاحب فرنگ سامانی اور خان آرزو بھی مانع تخصیص آچہن ہیں اور عموماً  
 رومال کو لکھتی ہیں پیر نتجہ اس شکل کا بہ نکالتی ہیں کہ یہ اعتراض ان و شخصوں کا  
 غالب سارق ہی اس اعتراض کل سبحان اللہ مضمون کا سرقہ سنا ہوا ہے

اعتراض نہ سنا تھا اتفاق رائی کا نام سر قہ رکھنا کتنی بڑی نا انصافی ہے  
 جامع برائگی رائی کا اور فرہنگ یسوی کی رائی ہی متفق ہونا استاد اور سیر  
 رائی کا سامانی اور آرزو کی رائی ہی اتفاق مجہد پر بحث الزام قہ مؤید کی  
 باخجوب صفحہ میں جہان مولوی جی لوگوں کی کئی کا سر پر واتی ہیں وہاں ایک  
 فقرہ کہتی ہیں غم گشتار بارسی زبان حوزہ اور یہ فقرہ درفش کاویانی کا ہی ہند  
 صفحہ ۴۴ مگر اس طرح ہی غم بتا ہی میں گشتار بارسی حوزہ مولوی کی معنی کر کے لکھا  
 بیلا غم گشتار بارسی زبان حوزہ کی کیا معنی غم مترتب ہوتا ہی ہلاک پر فوت گشتار  
 غم یا اور یہ گشتار ہی اور زبان ہی بھیاں مولوی کی فارسی الی اور سخت رائی کی شک  
 شکل گئی اہل عقل انصاف یہ سوال ہی اتفاق رائی اگر سر قہ ہی تو جابہی سر قہ  
 بی تغیر لفظ لکھنا اور چا پر اور اوٹھائی گیر پن ہو جس فعل کی فاعل یعنی اوٹھکی  
 اور اوٹھائی گیر کو اہل ایران بردار بد کہتی ہیں سر قہ فقرہ بی تبدل لفظ سن  
 اب سر قہ مضمون بہ تغیر الفاظ سن فیقرنی درفش کاویانی کی صفحہ میں عبارت  
 لکھے ہی آری میران پارس قاعدہ چنان بود کہ بر سر دال اسجد نقطہ نہاد ندی  
 دین اندیشہ وجود دال بی نقطہ از میان میرفت وہمہ دال ہنق طہ میا نہ کا بحر  
 قاعدہ قرار دادند وقف قہ دال و دال ایران قاعدہ اساس نہاد ندی منصفین ملاحظہ  
 کریں کہ مولوی عربی خوان فارسی مٹاں مؤید کی ۴۴ صفحہ میں یہ عبارت یوں لکھتا ہی بخاطر  
 فائز چغین میرسد کہ چون در زمان قدیم و عہد باستان برز دال نقطہ می نہادند

متاخرین کہ ازین قاعدہ آگاہ نیستند آن را خیال ذال منقوطہ کردہ اند حضرت  
کوین اس امر خاص میں بہت تکلیف دہن گاہ اور او طلبی میں اصرار و ابرام کوین کا  
فرہنگہای پیشین میں کوئی مجکویہ مطلب کہادی تو میں گنہگار ورنہ مولود ہائیگی  
یہ راز مجھسی شست ہر مروت و مولا نا و اولنا حضرت مولوی عبد الصمد علیہ الرحمۃ  
نے کہا ہی دوسرا کوئی اسکو کہنیں جانتا تھا ایسی شہادت کو چرانا اور اپنا  
قول بناتا جو ری و در سر زوری خیرہ رانی اور بیجیانی ہی یا نہیں معصر غ  
ای اہل عقل کوئی تو بولو خدا لگی + جوا کا بابر ام طالب غلبہ فصل سائون  
درفش کاویانی کی ۱۶ صفحہ میں فقیر لکھتا ہی کہ آرا بمعنی آرایش کیست و آرا بندہ  
کی گویند سخن آرا و بزم آرا نظیر منی تواند بود این خود کلام معترض خواہد بود کہ صیغہ  
بی افزایش اسم در اول فادہ معنی فاعلیت ٹیکند مولوی جی مویڈ کی ۴۹ صفحہ  
میں فرماتی ہیں کہ آرا بمعنی آرایش نزاری فی لکھای او یہ شہ شعری لاتی میں  
نمی باید برافزودن اگر شاطہ فطرت جمالی را بر زیبائی نگاری کرد و آرا لی +  
فقیر عرض کرتا ہی کہ میں تو کستاخی نہیں کر سکتا مگر خدا سی میرا زور نہیں چلتا کہ  
وہ فرماتا ہی اہل اعتدال علی الکاذبین یہ جھوٹ ہی نزاری فی آرا کو بمعنی آرایش  
نہیں لکھا آرا می کو بمعنی آرایش لکھا ہی آرا می میں مصدری تختانی آگئی نی  
آرایش کے معنی کیوان نہ لینی جائیں یہ شعرا سبات کی سند کہ بی تقایم  
ہی آخرین یا می مصدری لاتی میں مجرور آرا مصدر کی یا حاصل بالمصدر کے معنی لکھا

و تاسی وہ سوز و گداز و آسنگ و غمزدگی و سطلی خاص ہی بھرا ایک دستاؤ کا شعر کہتے  
 ہیں **سوز و بنا و بزم را آرا** جو ان توئی آفتاب بزم آراء غالب ہے **سوز و بنا**  
 سنجیدی کہ یہ بیت تو یہ مفید مطلب پہلی مصرع میں بھی امر و سر میں نقد میں  
 اسم بمعنی فاعل ہر موافق جانی کیوں لکھی پس اس پہ دوسری ہر کہ میں ہو کو اور بد  
 ہوں انکے بند کر لی ہی اور لکھنا شروع کیا یعنی بر محل دیکھنا نہ بھل دیکھنا سہ  
 اشعار لکھ دینی اور سنی میں نے ورفش کا دیانی کی ۱۵ صفحہ میں لکھا ہی کہ بعضی خیر  
 خیرات از زلفش است بر وزن ہر دانش مقصود اس سے یہ کہ دکنی فی زبان قاطع میں  
 خیرت کی معنی پر دانش لکھا ہی ہو لوی ہوید کی ۱۵ صفحہ میں رو کر تاسی سے قول کہ  
 اور سند لانا ہی زرو کی کلام کو راقم ان اوراق کا آرزو کا ایسا معتقد ہے کہ اس  
 قول کو معتبر جانی شاہنشاہ میں مولانا فروسی علیہ الرحمۃ فی ہزار جگہ  
 از دانش یعنی خیرات اور ازانی بمعنی محتاج و خیرات خوار لکھا ہی دکنی اور ازرو  
 دہلوی کون ہوتی ہیں کہ الحادہ قول جو شہنشاہ قلم و زبان جو دہلی دہلوی کی خیرات  
 او سکو کو لی زبان پر لاد است **فضل آٹھویں** حضرت مولانا صفحہ ۵۵ میں  
 آمد و اور صد کی معنی میں بھی ہو سوار وند کی معنی میں میر اور مولوی کا  
 بیان کیا ہے الفاظ میں تغیر بالمراد سے تو ہو رہی صد کی معنی حبیب لانا عہد  
 قدس سرہ میں کہ وہ علم عربی کا فاضل متبحر تھا اردند کی وہ معنی شرح کنی کہ جسکا ترجمہ  
 نہ ہی زبان میں نہیں کلا افظ ہوتا ہی اور تبا یا بکل کہ عربی میں ان سے نہیں لفظ



کہ ایک اسم سماوی الہی میں سی سی ہی مان سچ بہت اسمای القدس مقدس ایسی ہیں  
 کہ عباد اللہ پر ہی اونکا اطلاق ہو سکتا ہی جیسی غنی یعنی بی پردا کریم یعنی سخی  
 یہاں اور نظائر کی لکھنی کی حاجت نہیں قصہ مختصر بعد ایک مدت کی جب میں دلی آ رہا  
 اور سو کو فضل حق مغفوری بعد ملاقات رابطہ بڑا ایک روز بحسب اتفاق ہر مزد کا کو  
 درمیان آگیا اور اس کی فکر کی آئی کی تہذیب یعنی صدا اور آروند کی اتحاد کی شرح  
 چونکہ حضرت کو مذہب اسلام میں تعصب بہت تھا ایسا کہ اوسے فخر و تعصب میں جان ہی  
 اُرد نہ کی لفظ کو بڑا بہلا کہ کر فرائی لکی صمد اسم صفت ہی معنی اسکے نہ چیز ہی از وزن  
 رود نہ چیز ہی بدرون آید نہ زیادہ شود نہ کم گردد یہ چاروں حقری اوس مرحوم کی  
 زبانی میں البتہ محکوم اب اس میں کوئی تردد نہ تھا بہ اعتبار فارسیت ہر مزد مالک شان  
 بہ اعتبار عربیت دونوں فاضل سی فضل میں یہ مصرع استاد کا جو حضرت نے لکھا ہے  
 اسکا وزن آپسی پوچھتا ہوں جسطح حکم ہوا و سطح پڑ ہوں جانتا ہوں کہ کابی نگار کی  
 شامت آئی گی اور غلطی اوس ہی منسوب ہو جاگی لیکن مجھی مدرس صحبت استغناء  
 منظوم ہی مصرع یہی در مدرس صاحب سکوا و ستاد فرخی علیہ الرحمۃ کا بتا  
 ہیں ۵ چشم مخالفان بیاژن بہ تیر ۶ ہر صفحہ ۸۰ میں ہو کو مجکو ابو جہل سب  
 اور دکنی کو دانائی تیریزی لکھتا ہی ہر چند اوسکو میں ابولہب جہاگیر نگر می لکھ  
 سکتا ہوں لیکن چونکہ نگارش میں بشرط کی ہی کہ مطالب کا جواب دن کا غش  
 و ناسر کا پاسخ نگار ہوں گل اسو اسطی طرز نگارش میں کلام کیا جاتا ہے

ابو جہل ہندو دانا می تبریزی جو رہا ہے جہاں ہندو دانا می تبریزی کہتے  
 یا ابو جہل ہندو پیسہ تبریزی کہتے ہاں صاحبان فہم و فراست لے دے فرماؤ  
 کہ یہ دخل تبریزی بجا ہی یا بجا جواب کا طالب اور خواہ غالب **فصل نوین**  
 مولوی احمد علی صاحب نے پانچ سات صفحہ آوازہ اور آئینہ دار اور آوند اور  
 آنگ کے بیان میں سیاہ کمی ہرین باری طرف شراب کو آوندی نہیں مانا اور  
 کہنی کی قول کو اس باب میں جھوٹ جانا احمد لے اور یہی بعض ایسا ہی کچھ معلوم  
 ہوتا ہی یہ تو میں بھی نہیں کہتا کہ جامع بران مجموع لغات کی معنی غلط کہتا ہی  
 البتہ چونکہ اوکے سی نقل کرتا ہی پھر معنی غلط کیونکر ہوگی مگر یہاں ایک مر  
 خاص اور ایک مر ہی عام امر خاص عبارت ہے عیاں نہ ترکیب کٹساں ہاں ہرین **فصل**  
 مولف بران امر عام غلطی فیاں کی کہ اس میں سب فرنگ پس مبتلا ہیں خصوصاً  
 جامع بران کا فیاں تو ایسا ہونڈا اور دور از صواب ہی کہ اس کی عامی ہر چند تو جہاں  
 بارہ ہونڈہ لاتی ہیں مگر اس کے قباحت کو مٹا نہیں سکتی سینہ زوری کرتی ہیں  
 اوکا حاصل یہ ہوتا ہی کہ اکثر غلبہ انکی تقریر بطور سوال دیگر جواب دیگر ہوتی  
 عیاں اے اگر میں صاحب ہو یہ بران کی ہر بیان کا بیع تیز میں نہ کر کرتا تو ساری تلو انک  
 میں چہ جاتی اور سیاتاب بخاتی از انجملہ میں نے ورشش کا ویالی کی صفحہ  
 میں تحت تنبیہ در بارہ لغت آہنگ جو کچھ لکھا ہی خلاصہ اسکا یہاں کہتے ہوں  
 آہنگ ماضی شیدن قرار داد و برایت توضیح لفظ یعنی کشید بران افراد و پس **فصل**

دیگر آہنگین آورد و گفت مصدراہنگ است کہ بمعنی کشیدن باشد بعد نقل عبارت بران  
 مبنی کہہای کہ قاعدہ اناں جستہ شد چون قاعدہ استخراج صیغہ ماضی برانگشتن ہون  
 مصدراہنگ ماضی آہنگید خواہد بود نہ آہنگ ماضی جہاگیر نگر ماضی ہوید بران کہ  
 ۸۲ اور ۸۴ صفحہ کو سیاہی ہی لیتے ہی بارہ معنی آہنگ کے لکھی اور ہر معنی کی سند ایک  
 شعر مثال میں یہ کہ ایک گندہی عطر فروش محفل میں آیا اور منکون پر روئی لیت کر  
 ہر ایک تنکی کی روئی کو ایک یکیشی میں بگوبیا اور اہل محفل کو سگاہا یا یہ گلا کہ ہی  
 اور ہر سہاگ کا ہی وریدہ موتیا کا ہی اس طرح مواب کہتا ہی کہ یہ شعر فلان کا اور یہ شعر فلان  
 کا ہی اس سے یہ معلوم ہوا کہ مولوی فی سبغہ ہنگو کو دیکھ کر دوسرا یہ شعر نقل کئی میں یہ  
 تو سب کہہ ہوا لیکن میر اس فقرہ کا جواب کہاں کہی ہر ایندہ ماضی آہنگید خواہد بود نہ آہنگ  
 سوال کا جواب نہیں اور خرافات ہزار ہزار جواب کا طالب غالب فضل اہو مولوی بران  
 فارسی مدان صفحہ ۱۰ امین ہوید بران کی فازہ و جیازہ کی بحث میں لکھتاری طنز غالب کہ غالب  
 علی مدانی اجنبات گمراہ کردہ باشد عیاذا باللہ اگر غالب مع عنایت اللغات کو آدمی جانتا  
 ہو تو وہ خود آدمی نہیں لکھا علم شی باز ہیں کی عبارت کے اس کتاب کو سراسر دیکھ لیا  
 جب لکھا کہ جابجا قتل کے کلام کا حوالہ دینا ہی اور اخذ او کا فن لغت میں جابرست  
 اور نہ الفصاحت کے کتاب پر اور موافق ہر لغت بھی مرسن اتنا نہ سمجھ کہ جو بیان  
 انجو کو نمایاں و سیاحتی غیث الدین کو کیا جانجا باری جب سورج جانجا اتفاق ہوا  
 اور دہانکی صاحبزادگان عالی تبار اور روسا نامہ از ہی ملاقات میں اور صحبت میں تو اس شخص کا

حال یہ معلوم کہ ایک مٹی کتبہ در تہانہ رئیس کاروناسن اکابر شہر کا آستانہ ایک کتبہ  
 ملا کتبہ در چند صاحبہ مقدور لڑکی و سکی کتبہ بن پڑتی تھی و ہنوں نے صرف زمین کو  
 در دو مہل بندر کی کہ جینی بخار کی تقلید کی تھی ایک فرنگ لکھ کر چھپوائی خدا کا شکر  
 کہ غالب نے مدرس صاحب کی ہزل عزیز نہیں گل محمد خان طبع کو ایرانی اور راج پڑ  
 عین خان آرزو کو نواب لالہ ٹیکچند کو راجہ کبھی لکھی گا سولوی احمد علی جہاگیر گری عالم  
 میں گراں جیونہیں کہ صرف و نحو کی و چار رسالی پڑھائی مراد رفاعل و مقبول سی لکھا  
 رکھا ہی باقی فہم تیز انسان جہاں چاروں صفوں کا پتا نہیں مدرس کا عہد مات آنا  
 اتفاق ہی از روی استحقاق شعر و لہری تو بالاف نہ وہ آسانی ہزار نکتہ درین  
 است نادانی و فصل اراقم سوید پانچ صفحہ ۷۷ میں لفظ پا چاہیہ کو اوسے معنی پر دیکھ  
 نے تھرائی ہیں از روی فرط غبت مزالی لیکر استعمال کرتا ہی اور سوختا نہیں کہ کیا باب  
 ہوں کہ با خانہ بمعنی نیست و با خانہ و با جاہیہ ہر دو بیک معنی نیست ہم کہتی ہیں کہ دونوں  
 متحد المعنی ہیں ہا نو کا گہر ہا نو کی جگہ قدم جامی قدم خانہ دونوں و نون کی ہر  
 مسمی ایک اور اسم چاہیہ پانچ سو نوی جی ہا می نسبت لاکر اسم سترح قرار دتی ہیں  
 خانہ میں تو ہا می مختص اصلی ہی خیر خانہ کا لفظ معنی پوری کر دیکھا گریہ خیال کہ ہی با جاہیہ  
 میں ہا می ہوز نسبتی نہیں ہا می زاید ہی جیسی ہا می ہوسہ تشکیہ و تشکیہ بلکہ عربی لغت  
 ہی جیسی موج و موجہ با جیسی سبزی کی الکی ہا می ہوز بڑا کر سبزہ ایک اسم قرار دیا ہی طرح  
 با جاکے الکی ہا می ہوز لاکر اسم بنا دیا و اصل با خانہ ہا نو کا گہر ہا جاکہ ہا نو کی جگہ

بامی اور پازبان فارسی میں دو اے راز راز چیز کو کہتی ہیں جیسی کتناس کی پاکار جو کہ گہر  
 اور چکھنیل ہی کو پاخانہ اور پاچاہیہ کہا براز کو پاچاہیہ اگر مجازاً بطریق تسمیہ محال  
 یا تسمیۃ الطرف بالمطرف کہو تو مضائقہ نہیں دیکھو اردو میں بھی تو یہی روزہ مرھا کہ آج  
 ہکو پاخانہ کہہ لکھ نہیں آج ہکو خلاف معمول پاخانہ دو میں بار آ یا براز کی دفع نہ ہو  
 پاخانہ کا نہ آنا کہتی ہیں اس طرح فارسی میں براز کو اگر پاچاہیہ کہو تو کہو **فصل ۱۲**  
 مدرس صاحب کا یہ قاعدہ کہ سوال کا جواب دین اور خراج از بحث و فقرہ فقرہ کی جا میں  
 ایسا استوار ہی کہی جو کہتی نہیں چنانچہ صفحہ ۱۶۱ اور صفحہ ۱۶۹ میں پاشراج کی بحث میں  
 حضرت نکسی کسی کنویں کی ہاکی میں زاج کو جیم سی ہی جائز کہتی ہیں میں کہتا ہوں کہ نہیں  
 ہو سکتا زچہ جیم تہ نقطہ زاج جیم تہ نقطہ ہی جو اسکو جیم ابجد سی کہی وہ غلط گو اور اسکا  
 قول مردود پہر اسی صفحہ میں زحل کی باسبان طارم نہم کی ہونکی باہین و ایک سرگو کی  
 کلام کہہ کر آئی آپ بنی خاطر جمع کرتی ہیں اور فرماتی ہیں کہ بہر حال درہ تہ لفظ معنی پاچا  
 بازاج باسبان طارم نہم بران ماخذی پیدا ہست پہر دوسرے صفحہ میں یعنی ۱۸ میں  
 پادیر کو ال سی و ذال سی و زری سی تنون حرفون کی ساتھ روا کہتی ہیں بربات ہی  
 کہ ارتک کے طرح آدی حرو تہجی اس لغت میں درج نہیں کہی اہل زبان اسکو فردوسی  
 لیکر خزن قاتنی تک سب کا کلام سند کامل اور مکمل ہی اور تبدل نہ حرف تبدل  
 اسکا و حرکت تخفیف و زیادتی کی ہی جو قاعدہ مقرر ہو گئی میں وہ بھی ہر ایک قاعدہ مضبوط  
 زبان انجو وغیرہ تصنیفات میں بال بال گرفتار ہیں درہر ایک کا اپنی ہی قیاس سے مدد ہی

که فی الحقیقت می بود که مجموع قیاس بی مثیله را کو حق جایگاه ابطال ضرورتین عضو وزن  
 رفو لکهای او و بریده مصرع شیخ سبک سبک لایا بی مصرع عضو کردم از و علمهای شریعت  
 می چنانچه هون باس تصرف او را تا هون مگر سر پتا هون که مصرع یون مصرع زوی  
 کردم سبک زشت باقی او تصاید مین او رشتو یون مین قدماکی عضو وزن فو آبی  
 سکون حرکت و تخفیف زیادتی کا با بهر گز بدل با با محض بی ضرورت وزن معنی شریعت  
 لکنا او را و کو بجای خود ایک لغت مستقل چنانچه حماقت بی او بریده زیاد جامع بران قاطع  
 کا و تنگ است بهر سو کو ۴۹ صفحه مین لکتهای که گرفتن کبسترین بی مین او چنانچه هون که کیا شریعت  
 بکسر اولی جو فردوسی شاه نامه مین لکتهای شاعر سر و دل پرا ز کینه کرد و برشت تو گوئی که عهد  
 فریدون گرفت با حاقا تحفه العرقین مین بمقام نعت لکتهای بیت پیش تو به با و فتمه  
 خور غاشیه تو برگرفته و او ر جواز اختلا حرکت با قبل روسی قدماکی دیوان بهر بیوی خصو  
 قصه و مین مین شکر گرگانی فی قید حرکات ثلثه او شادی بی گشته و کشته قافیه و مین  
 منطع هو گئی بی جای و یکله مین صحنه مین لومی محیی لکتهای که غالب کبیت مین کتا هون که  
 غالبستان شبیه خدا کا کتا بی علیه العبد و الشا اسی مقام بریده شعر لکتهای بیت سگ کیت  
 ناز و رنده که شیر زبان را رساند گزند و شیر اسد کا ترجمه بی و سیر نام اسد بی پس امثال و با  
 او چو کمر امثال مو گوی تو و به خوبی کو مری شهر التبه محکو کیا کردند بیجا صاحب و انصاف  
 چاهتا هون مو کو احمق بی یا نهین اگر عقل لکتهای هون او اسد کی مقابلی مین به شعر نه لکتهای  
 صفحه ۸۱ مین بالوانه او را بالواید کن باب مین بهر کچه یکی مکرده جو دکنی بی لکتهای که بالواید

چارخایہ پرستوک باشد اور فقیر غالب نے اسکی جواب میں لکھا ہی کہ مگر چار پایہ ہوں نہ ہوتا  
 شد کہ چارخایہ آورد اسکا کیا جواب اگر مولوی جی منصف ہو تو یہاں تناکدہ تھی کہ ہر صبا  
 بران کا حق فصل ۳۱ مولوی جی انگریزی فی صفحہ ۱۱۲ اور صفحہ ۱۱۳ میں بار بار دیا ہے کہ  
 لغت کی بیان میں کیا کل کتری ہیں کہ دیکھنی سی غلطی کہتی ہیں پہلی تو مجھسی حکمرانی کہ تو  
 موافق ترتیب جامع بران الفاظ کیونکہ لکھی یاریت کیا وہی مواخذہ ہی عجیب و سکی طرح تنبیہ کیا  
 افسوس کہ مولوی بالغ نظر اور دقیقہ رس نہیں ہی اپنی بدستی اور نہرہ سرائی میں یہ نہ دیکھا کہ تہذیب  
 ہی ہی میں ہر لغت کے پہلی صحران کجرف کی عاریت منظور رکھی ہی کہیں یا بر بران قاطع کو کیست  
 کیا ہوں اور صورتیں مطابق بران قاطع کی تقدیم و تاخیر چلی آئی ہی کتاب ٹھائی ہی نشان  
 رکھی کہدی مگر جب دیکھنی کو کہوں پہلی حرف کو دیکھ لیا اور لکھنا شروع کیا قصہ مختصر مولوی ج  
 ارٹکلی ہر چند اٹیر مار و نہیں چلتی اور سٹی اس بات پر میں کہ باد بدال غلط ہی یہ وہاں جو قافیہ رکھا  
 نہ مجھو اسی غلطی میں بلکہ پاؤں ہر کو ہی ہوا و باقی میں غالب کتاب ہی پاؤں پرانا لغت بمعنی  
 کی ہی اور اسی ہی مرکب ہی پادشاہ یعنی سلطان عظیم بادشاہ مہوحدہ غلط ہی چونکہ ہندوستان  
 میں پادگوز کو کہتی ہیں اسلمی یا فارسی کی جگہ مہوحدہ لکھا دی ہے پادیا لغت ہی بہت جدا گانہ معنی  
 شستن برسم اور کستی ہونیکو پادیا کہتی ہیں یہاں یہ بھی معلوم کیا جاسی کہ برسم کو مسوگ  
 از روی مجاز کہتی ہیں ورنہ وہ انتون نہیں جو دانت مانجھہ فی کالہ ہوا ایک دیکھ کی خالص  
 نرم نرم شاخیں میں کہ زندہ پڑتی وقت مات میں کہتی ہیں اور کستی بھی مثل نار کندہ ہی  
 ہنہن فی التی کمر میں باندھتی ہیں جہاں اس ملک کے ہنود تاگر مٹی باندھتی ہیں قصہ مختصر پادیا

ہمارے ہی پاؤں پر پاؤں محفوظ کیا اب معنی شستن پاؤں ہر معنی شونیدہ زہر سے تیار ہے ہی ازالہ  
 سیت کا اور یہ جو لوی جی پاؤں روزن کا کو معنی رجل بہ استناد خالق باری جائز کہتی ہیں  
 بقدر زمین سمجھتی کہ کچھ کم سات سو برس ہو اخیر سر و علیہ از تہ کو اوس عہد میں چون  
 ہونگی اور یہی خالق باری کو منسوب باخیر و ابی طرفی نہیں کہا قول بعض لکھا ہی ہے حال  
 شام جہاں کی عہد میں کہ قطب شاہ ہی ایک معاشرہ دلی میں روکن میں کہی پاؤں کو بی نون کہتی  
 ہونگی یہ ایک طاقت مہنی کنی کی جیسا گلہ ہی ہوزن الکبریٰ کو بوزن با تبری لکھا ہی اور ہر جا  
 کاف فارسی کا فاعل جہاں نول اور جہاں نول کی لفظ غلط ہندی لفظ ہی ثنائت اور شرف فاعل انون  
 بولتی ہیں بنی بقال بی نون بولتی ہیں خدا کا شکر بجا لاتا ہوں کہ میں صفحہ میں ہو کوئی پسیر  
 بہ باری فارسی کو لغو و بوج جاننا اور دکنی کا عیب ہو کو سوچا الہی اس فقرہ کی معنی کس سے  
 ہو جہاں پاؤں بوزن گانورا پاؤں بوزن گا و نقصان از نیست کہ در زبان فارسی بیج لفظی  
 بوزن گانور بنا دہ تو یہ جانتی ہیں اس میں کلام نہیں میں یہ کہتا ہوں گانور کی ہوزن پیدا ہونے  
 سے پاؤں کا پاؤں ہو جانا کیونکر لازم آتا ہی فارسی میں جل کوئی کہتی ہیں اور صوت تخفیف  
 تحسانی کو حذف کر کے پاکستی میں ال ایران کی جوتی کو کیا غرض بی ہی کہ پاؤں کو پاؤں  
 ال ایران پر تہمت لگانی جہاں بولنا لغو بولنا اور دکنی کی خطا ثانی اگرچہ خود مصدر خطا  
 ہو جائیں یہ تحریر تو ریشخند اور مسخر و استہزائی کالج کی طالب علم کی ہوا کہ وہ حضرت کی  
 مطیع اور محکوم ہیں سند ولایتی سب اس پر نہیں لکھے **فصل ۱۲** بعد اس سخن کی صفحہ ۱۴۲  
 لیکر صفحہ ۸۲ ایک جگہ میا بجی بی لکھا ہی خود یہی نسخہ ہی ہو گئی کہ میں کیا لکھتا ہوں



فقرو کج اعادہ اپنی کو یہ تکلف باطل بنانا ہی دال غنجد کی ہنرمندی الیٰ ابجد و تائی شریست  
وفای سفسف و تائی شلشن الفاظ سی ایک لفظ کا اگر جانامو لوی کیوں چاہتا ہی منیٰ اتحاد  
مخرج موافق تلفظ کہا ہی نہ موافق قرآت کہ وہ خاص کلام مجید کی تلاوت کی واسطیٰ مخرج  
پہ اس جھوٹ کو دیکھی کتہا ہی کہ غالب آدم کو اور کیندا اور کاغذ کو بیچی امی ہوزی تائی شریست  
آدم کو تو مینیٰ ہزار جگہ آدم بدال بی نقطہ آدم بدال ابجد لکھا ہی اور سو کو مینیٰ ہی  
جایجا دیکھا ہی پس یہ تو تہمت مجہوری اور گنبد کو گنبد بدال نقطہ دار مینیٰ لڑکوں کی  
اور فرومایہ لوگوں کی سو کسی سہی سنا ہی نہیں جو اسکی ملائین دخل دیوین پان کاغذ و اصل دال  
ابجد سی ہی مگر خاص و عام کی تلفظ میں ماور ہر کتاب میں عموماً دال غنجد سی ہی اور اس کتاب  
اور تلفظ کی وہ تعمیم ہی کہ اگر کوئی خلاف اسکی لکھی یا بولی تو دیکھنی اور سنی دالی اسکو سخرہ  
بنائیں اس تلفظ اور اس ملاکی احاطہ سی نکلا نہیں جاتا مولوی جی کو چاہی تہا پہل زبان  
فاری میں دال بی نقطہ کا ہونا ثابت کرتی تب فرمائی کہ غالب کاغذ کو زامی ہوزی  
لکھی گانہ صاحب میں دال سی لکھو نکھا اور اوپر نقطہ دو نکھا اور تلفظ میں دال نقطہ دار لاؤں گا  
خلاصہ میر تحقیق کا یہم ہی کہ پزیرفتن گزشتن گزشتن گزشتن گزشتن گزشتن گزشتن گزشتن  
اور اسما مشہور و ایام مثل آذر و ہند و ہر وغیرہ سب ہوزی میں اور تدر و اور کاغذ  
اور کربد یہ میں لغت بھی بدال ابجد میں اور یہ فارسی قدیم کی موافق ہی گنبد کی دال پر  
اسلاف نقطہ دیتی تہی نہ خلاف دیتی میں تدر کی دال پر نقطہ دینی دالی لغو اور پوچھ اور پھر  
میں کاغذ کا نقطہ دینا اور پڑھنا ناچار قبول کرنا پڑا اور مرگ انبوه کو جشن سہنا پڑا

**فصل ۱۸** مولوی صاحب صفحہ ۱۸۶ میں لفظ بندہ کو از روی ترجمہ دستاویز بیان ملا فیروز  
 بیامی فارسی لکھتی ہیں شاہد بیامی فارسی ہو مگر قید کسر کہان ہی ترجمہ دستاویز میں کسر نہ بیانا  
 ملا فیروز میں کسر اگر دکنی اور آرزوئی بقید کسر لکھا تو ان دونوں کا قول سراسر خاص میں دکنی  
 خانو کا پولہ برادر لولہ برادر میں کس طرح کیا اویس طرح نقل کیا اس لیے ہی بجلاف دکنی پولہ بالافکتی  
 ہیں اور معنی نرم و میان ہی بتاتی ہیں کانی میں نرم کا لفظ ایسا اوٹھلای کہ تی اور قاف میں  
 اشتباہ پڑتا ہی نرم ہی یا قرم ہی اور لغات ہندی میں بتلاتی ہیں بران قاطع والی کا  
 طویر ہی ہی کہ لغات ہندی درج کرتا جاتا ہی مگر یہ حضرت کا فقرہ کہ معنی نرم و میان تھے نظر  
 آدہ نہ نرم خصوصیت میوہ یہ فقرہ یہاں تک کہ بول دکنی ہی کہ معنی خربڑہ یعنی خربڑہ  
 ہیں یہ تو سرسری سر خوشی ہی خدا مولوی صاحب کی اس قومیت کو زیادہ کری پس ب میں عاجز کیا  
 کہان تک لغت بعد لغت دیکھی جاؤں خرافات و اہیات جھوٹ لغو مہال و برق ورق  
 اور صفحہ صفحہ کہان تک دیکھو لگا دیکھو تو کبھی چوڑا جاؤ لگا جھستہ جواب لکھو لگا آخر محکو آغا  
 محمد حسین کے خد میں ہے حاضر ہونا ہی اور وہ لغات لکھنی میں جو بیج آہنگ کی بعد  
 درفش کاوریانی میں نہ بیج ہوئی میں فصل کا اشارہ بنا رہی گل اور لغت کا جواب محبوب  
 نہ لکھو لگا **فصل ۱۹** اس فصل میں جی یہ جانتا ہی کہ مولوی صاحب کچھ باتیں کر لوں چھ  
 ضمون بندہ میں بران قاطع کی دہجیان ار اوں مولوی جی تمہی اپنی کتاب کا نام مؤید  
 بران کہوں کہاتم پر تقد منانی ہی جامع محرق بران کو تم اسکی مؤید و حامی ہوئی پس تمہا  
 کتاب کا نام مؤید محرق بران مناسبتا اس راہی کہ تم ہی بران قاطع کی خطا میں شاہدگی

تو کیا چپاٹی جاتی ہو میں تو کو صاحب محرق کا سقلہ کہہ سکتا ہوں اس شخص کو جس  
 جامع بران کی محبت کے سبب سے عداوت شدید ہو گئی تھی کیا عجب ہے کہ اوسنی دہلہ دہلہ  
 شکوہ ہونڈہ لٹھا لاہو اور عراض عجز آئیں خوشم انگیز متواتر لکھ کر اپنی آب پر سر محض اور عجب  
 بر سر قہر لایا ہو وہ تہا کوڑا لایعنی مالدار پہلا اگر دست مزد تحریر نہیں ہی صحت  
 و کا غذا بنی بیت المال خاص ہی بھجوا دیا ہو گا خیر اب منشی جی کی وسطی حامی تھنیت علی  
 اور تہا رو وسطی حامی ستلا ذات اور توفیق انصاف مانگتا رہو لگاتار محمد حسین تبریزی  
 مولد ہونے پر اصرار کیوں کرتی ہو ظہوری کو نظیر گزرا تھی ہوا دریمہ نہیں جانتی ہو کہ ظہوری  
 مولد تر شیر تہا اسکو تہنی تبریزی مولد کیونکر جانا دلیل اسکی تبریزی ہونی پر وہ بود  
 گزرائی کہ نسبت اسکی کڑکی جالی کو مضبوط کہنا روا ہی فرماتی ہو کہ لغات ہند اچھی  
 نہ ہوں اسکی ولایت راہونی کی دلیل ہی غور تو کرو بولتی او کو کسنی سناہلی نی بھی  
 تحریر دیکھی فقیر نی ہی جو علما و شعرا ایران سی آئی لہجہ اونکا ہندی نہیں ہوا ملا علی ہند کی  
 املا کی موافق رہی مثلاً تہور اگہوڑ اجان جالیگی کثرت سماعت سی کہ بہہ دنون تہ کسین  
 ہندی ہین مگر تلفظ مدین را اور کور اکینگے جو کہندی شعرین اسے صورت سی لکھینگے  
 مگر بولینگے جو کہندی حضرت ظہور کی مدوح کا ایک طنزورہ تہا بہت بڑا ماتی پر جہا تہا اور  
 نام اسکا مولی خان تہا بود و مہوون تا می ثقیدہ ہندی مولانا لکھو بیٹھ جانتی ہوں  
 مگر تلفظ میں بہ تا قرشت تعال کرتی ہونگی فصل اول اور فیصلہ خیر ہی ہم ایک  
 فصل میں دہتا لکھینگے اور وہ قبا میں بران قاطع کی تالیف کے ذکر کرنیکی جو بعد نام

پنج آنگشت هم بهوخی این اور صرف درفش کاویانی میں لکھی گئی ہیں ہر لغت کی  
 ابتدا میں فصل نہ لکھیں گے تاکہ عبارت یکہست لکھی جائے اور یہ نگارش جلد ختم ہو جائے  
 بران قاطع والا یہاں خاص ٹخند میں لکھتے ہیں خانہ سیل ریز کنایہ از شراب نگور سیل  
 میں کہتا ہوں کہ سیل ریز گہر کی صفت کیونکہ ہو سکی سیل بھاڑ سی گرا چاہی ہو گہری  
 مہنی درفش کاویانی ہم نہ صغہ میں اسکا جواب لکھا ہے رآمی قرشت کی ذیل میں دینی  
 لکھتے ہیں کہ رم بمعنی رسیدن نصرت باشد بمعنی رمہ و گلہ گو سپند دہسب عجزہ شہ  
 و بر اجتماع و جمعیت مردم ہم اطلاق کردہ اند و گوشت اندرون بیرون ہاں نیز گویند  
 و نام دشتی و صحرائی ہم است و در عربی بہ تشدید ثانی بمعنی گریختن و گریز و جہش  
 خوردن و بصلح آوردن جزیری باشد و بضم اول موی زمار باشد فقیرنی درفش کاویانی  
 کے ۵ صغہ میں اسکی حقیقت لکھی ہے اسکو صاحب عرض کرتا ہوں کہ بندہ در  
 رم امر رسیدن کا اور بمعنی مصدر بھی مثل سوز و گداز استعمال مختلف رہتا ہاں جمعیت مردم  
 اطلاق کیا جائے گا اور گوشت اندرون بیرون ہاں کو لکھیں گی گوشت بیرون ہاں خسار  
 اور گوشت اندرون ہاں لٹہ و کام و زبان ہی نام دشت و صحرائی نہیں سنا ناقل کو لازم  
 کہ دشت کا پتا بتاتا بہ عربی میں بمعنی قرار بتاتا ہی گویا توافق بین اللسانین کا مدحی  
 اور یہ غلطی ہے چیر خوردن کو عربی میں کہان کہتی ہیں ہاں نیم و مرست کی معنی پر لکھ  
 سکتی ہیں خیر او کو بصلح آوردن جزیری کہو اور عربی بضم موی زمار و آہ خواجہ محمد حسین  
 و کنی جامع بران قاطع کہان عربی کہان ہم کہان موی زمار ہاں روم بہر مصر و موم و موم

فارسی میں بھی زمار کو اور ہندی میں سام کو کشتی میں شین کی بیان میں لکھتے ہیں  
 ضرب نتیجہ خوب ٹپ شد و کنایہ از گوہر و زار باشد و کنایہ از مشک و عسل و اقسام سوہا کہ  
 جو فقیرنی اسکا جواب لکھا ہے ورفش کا دیانی کی ہم ۸ صفحہ میں مرقوم ہے سو کو صاحب الکتاب  
 تو ملاحظہ فرمائیں بھائی اسی قدر لکھتا ہوں کہ اقسام سوہا کہ کنایہ ترکیب اقسام سوہا کی  
 دو انی ہی اورش ضرب نتیجہ خوب کا سہی ہم کسکو سمجھیں اس لغت کو سب عجات میں صرف  
 کریں اسی شین کی بیان میں رقم کرتا ہے کہ شرک بفتح اول بوزن فلک میں ہو گویا ہی پوچھتا  
 کہ فلک بفتح اول کو نہ ہو اسکی تو دو حرف مفتوح ہیں بہر حق اسکی کہتا ہی شر اور عربی  
 اسکی حصہ بہر لکھتا ہی کہ عربی میں لیسان گرہ در گرہ کو کہتی ہیں جسکی فارسی بلغشندہ ہی  
 اور بلغشندہ کی عبارت میں لکھتا بہر راہ بزرگ سبع کا ہی ہی نام بتاتا ہی پھر حقیقی ماہ  
 ہی لکھتا ہی پھر فتح اول سکون ثانی سی بار جہ و جامہ سمیرج و ابانہ ہیں و سکا نام بتاتا ہی  
 بہر کہ اول سکون ثانی سی یعنی جدری لکھتا ہی گویا حقیقت میں یہ بیان لیسان گرہ گرہ  
 ہی جسکو ہندی میں گور کہہ دہند کہتی ہیں بعد لکھتی ورفش کا دیانی کی شاہدہ کتب لغت  
 سی ثابت ہو کہ شرک راہ سبع کو کہتی ہیں مگر لیسان گرہ در گرہ جسکی فارسی بلغشندہ باعرب  
 محمول لکھتا ہی عربی لغات میں کہیں بتا نہ لگا اور یہ پوچھتا رہا کہ حصہ جدری کا تفرقہ کیا  
 اور شرکاشین حرکات ثلثہ میں سی کو نبی حرکت کی ساتھ ہی اگر کہا جائے شر البغیہ ہی  
 تو یہ تہی جو موجدہ اور تہا می شدہ مکسوری ہی عربی میں اسکو کہتی ہیں فارسی نہیں ہی شاہد  
 باتفاق لسانین پھر دو الکی کبری باذنہی کی قیدی کن یا کن لغت و دوائی خشک و مال

میں دہشتی میں باندھتی ہیں اس کے چھری کا اہم خاص کہیں نہ کہ کاف عربی میں کہنا ہوا  
 کہنا ہوا کہ کتہا ہی بہر کاف فارسی میں ہی اور نہیں معینوں میں کہتایں میں کہتا ہوں کہ کاف  
 عربی سی اگر لکھو کی تو کہاس کے ڈھیر کی معنی پیدا ہونگی کاہنا ہوا کہ کاف فارسی غلط اور کاف  
 فارسی صحیح سطح گرا حجام کو کاف عربی سی بتاتا ہی میں کہتا ہوں کہ گرا کاف فارسی  
 ورا می شد وہی بہر گرازان کو جو کاف فارسی مضموم ہی کاف عربی کسو بروز صفا مان  
 کہتایں ہستی آتی ہی کہ یہ کہہ کر کہتایں کہ وجہا گیری کاف فارسی مضموم آمد ہست و آج  
 اپنی مطاع کی خلاف خرافات کا جواب فقیرنی درفش کاویانی کی ۱۰۰ صفحہ میں جدا جدا لکھا  
 بہر سپین کہتایں کہ کردہ مضموم اول ثانی بواو مضموم رسیدہ وہ بازہ ثلث و سہ یک فرسخ را  
 گوئید و آن نہ ہزار گز است و آن بالعربی کراخ خوانند اب س مقام میں ہو کو احمد علی ہی فقیر کا  
 سوال ہی لغت میں اور کتب طبی میں یا چہ بگا دو گو سفند کو کراخ بروزن صراج کہتی ہیں چہ کہ  
 اکراخ آپ کیا فرماتی ہیں یقین ہی کہ یہاں بھی مولوی جی دکنی کی قول کی تصدیق کریں کہ لغت  
 و کتب میں نہ پایا جاتی ہی لغات والی بخیر اطبا اہمق شاید جس تبریز میں جامع بران  
 پیدا ہوا ہی اس تبریز میں یون ہی کہتی ہونگی بہر انہیں دو نو کافو کی بیان میں دکنی صاحب  
 بکتی ہیں کہ کاف عربی مع ال اگر گدن ایک جانور کا اہم ہی ناک پر ایک سینک کہتایں  
 بہر ایک داجانو کا نام بتاتی ہیں کہ دو برس کے ہاتی کی بچی کو جھل میں اور ایجا تہا ہی بہر ایک  
 بزرگ کو فرماتی ہیں کہ جو ان ہاتی کو شکار کری اور پیٹ اوٹھای اور اپنی بچھونکی طرح کھا  
 بہر دو نو کاف عربی پہلا مضموم دوسرا مفتوح ظاہر بروزن گلبدن ہی قرار دیتی ہیں

اس مقام میں کنی کی تین جہتیں ہیں ایک تو گردن کی پہلی کاف کو عربی جانتا دوسرا ایک  
 پہلی ہی اسم اور انہیں صفات کا بکڑ لانا تیسرا حتمی کر گزرنے کے خلاف سختین مضموم ہی جانتا ہے ت  
 پہری کہ اگر دکنی آدمی کا بچہ ہوتا تو صفات گردن تمام لکھ کر یہ کہتا کہ یوں شہری کہ ایک طائر  
 پہلی سیسا ہوتا ہے کہ ماتی کو چون مین دہٹا لیا تا ہی ورا کو سیرج کہتی ہیں سو کو احمد علی صاحب  
 تم صورت پرست ہوا و فرنگ لگاؤ کی قرار دی ہوئی صورت لفظ کو مانتی ہو ایسا ان کی صورت  
 کی باہرین کہ ہر صورت کی معنی میں کچھ کچھ تفاوت ہے کیا ارشاد کرتی ہو مولوی و کیا ارشاد  
 کر چکا چونکہ مخالفت قول دکنی کو کفر جانتا ہے سیر تکفیر کر لیا اور کافر کہتا ہے کہ پہلی جہان  
 اور برسی کے خطابے ہی ہیں کافر بھی کہہ لی مین تو اوس حالتیں ہیں سو کو مسلمان کہی  
 جاؤنگا بقول سادہ صریح تاہر و دروغ گفتہ باشیم سبحان اللہ لفظ آفرین کن لفظ  
 متفرقہ میں کہتا ہے کہ دوچار بضم ال بجد و سیم و جیم فارسی بالف کشیدہ و ہر را قرشت زدہ  
 رسیدن و ملاقات کردن و کس باشد بیک گاہ فقیر یہ فقرہ بی کی ویشی تبدیل حرف بر  
 قاطع سی نقل کر کی مولوی صاحب پوچھتا ہے کہ دوچار ہونا بمعنی مقابل ہونے کی جہت  
 ہوتا ہے کہ ال کی لگی و اوہی ہو تاکہ تشبیہ پیدا ہو اور دو آنکھوں کا چار ہونا ثابت ہو جا  
 یعنی اظہار علامت تشبیہ ہی جائز ہی جواب سکا درفش کاویانی کی بہ ۱۱ صفحہ میں مین  
 لکھا ہے یہاں صرف پرش پر قناعت کی اگرچہ پہلی پرشین بہت باقی ہیں لیکن یہاں  
 اور امراض اور ضعف مفرط نہیں کہنی دیتا صبح سی شام تک پلنگ پڑتا ہوں اور طبیعت  
 مسودہ کیا اور احباب کو دیکھتا ہوں فی صاف کر لیا اب میری تحریر تو تمام ہوئی

اجاب صاف کر لین تو مطیع میں جو الہ کرون اور بعد الطباع جیسا کہ دیباچہ میں مذکور  
 کر آیا ہوں عمل میں لاؤں یہ جو کچھ بے سبیل سوالات لکھا ہی ہو لوی صاحب ہی کا  
 جو احبہ اجد اما نگتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ سنو صاحب نفسانیت کا بڑا ہون  
 اکابر است میں باہم کیا کیا ناخوش و ناشایستہ کلام در بیان آئی ہیں کیم  
 شفا فی صفائی میں نے مولانا عرفی شیرازی کی کیا کیا مذمتیں کی ہیں ایک  
 قصیدہ میں اوس مرحوم کو مخاطب کر کے فرماتی ہیں شہر ہزار قطعہ نم کردہ  
 در بغل رفتی + ز ناکسان جہان تا بمیز را خانی + اور یقیناً کہ عرفی و شفا کی  
 زمانہ میں اس بقدر تقدیم و تاخیر ہو جتنی برائے و غالب کے عہد میں تھی علمای ماوراء النہر  
 اور علمای شہد میں ایسی حکایت کی آمد و رفت در بیان ہی ہی کہ فریقین کے  
 تو ہیں و نفرین ہی ملو ہی بلکہ خود شاہ ایران اور سلاطین و موم کی در بیان وہ نامی  
 جاری ہوئی ہیں جس میں سرسرخ غلط گالیان مرقوم ہیں غرض اس ظہار سی بیہ  
 کہ جہان عمائد اہل اسلام و سلاطین اہل اسلام کی وہ باہم ناسزا تحریریں صفحہ روزگار  
 پر یاد کار ہنگی وہاں ہتھاری ہماری ہی بد کہا و صفحہ ہر پر نمودار ہنگی نہیں ہیں  
 صرف اس کے نام رہ جاؤ گا اور کچھ نہیں دیکھتی وجہ ربانک ذی الجلال و الاکرام

تمت بالخیر



## المد الکبیر

صاحبان قوت ناطقہ و قوت عاقلہ سی کردہ مقربان بارگاہ مبدیہ فیاض میں غالب  
 یہ ہندو عاہی کہ جب یہ تحریر کہ گویا استغنا ہی نظری گزری تو احد اللقین میں سے  
 جو لغت صحیح ہو اور سکی صحت اور لغت غلط کی غلطی لکھ کر خاتمہ عبارت پر اپنا نام لکھ دینا  
 مثلاً جہان میں لکھا ہی کہ چشم عیب بن صحیح ہی یا چشم غلط سازا سکی جواب میں رقم فرمادے  
 کہ چشم عیب بن صحیح اور چشم عیب از غلط ہی یہ عبارت چہابی جاگی ہو اسطرح ضروری کہ متوا  
 میں توضیح ہو فقط

### سوال پہلا

لغت فارسی کی حقیقت اور حروف کی حرکت میں فردوسی و خاقانی سچی ہیں یا ہستاقانی  
 فرنگی کتبہ والی ہم جواب فردوسی و خاقانی سچی ہیں ہندوستانی انکی مطابق کہیں تہ  
 سچے انکی برخلاف کہیں تو جہوٹی محمد المدعو بہ مصطفیٰ

سوال ۲ پیدائی و زیبائی صحیح اور پیدائش و زیبائش غلط یا یہ چاروں لفظ صحیح  
 جواب چاروں صحیح ۱۲ محمد المدعو بہ مصطفیٰ

سوال ۳ راند و ماند دراصل بوزن چاند صحیح رند و مند لہجہ ہی اصل میں بوزن کنند  
 جواب راند و ماند بوزن چاند صحیح بوزن رند و کند لہجہ ہی محمد المدعو بہ مصطفیٰ

سوال ۴ چشم کی صفت عیب بن صحیح یا عیب ساز ہم جواب عیب ساز  
 غلط محض اور جو انکھ کو عیب ساز کہی ہو احمق لکھ دینا محمد المدعو بہ مصطفیٰ

سوال فرنگی نے میں حال کی راہی اگر فرنگی نے میں ماضی کی راہی ہی مطابق ہو خواہی

بسیار خدای زردی شاید همه سرقری با مطابق برای ۳ جواب به تطابق  
رای بی سرقری کیا علاقه ۱۱ محمد المدعو به مصطفی

سوال ۸ شش ضرب نتیجه خوش کرد و عمل و گوهر وزن و مشک اقسام بود که کشتی برین

یا هنرین ۳ جواب معاذ الله لا حول لا قوة الا بالله کون که سکتای مگر کوئی دیوانه کی  
بنی جبه جبر و کوشش ضرب نتیجه خوش کسبگی مگر کوئی او چه تا تو لک و لکین ۱۱ محمد المدعو به مصطفی

سوال ۹ به مصرع وزن شعرین رست یا ناموزون مصر چشم مخالفان بایزین تیرش

جواب مصرع هو تو کچه لکهن فقره بی کو وزن سی کیا علاقه ۱۲ محمد المدعو به مصطفی

سوال ۱۰ آهنگیدن کا صیغه ماضی آهنگید هوگا یا فقط آهنگ مصر جواب آهنگید

هو سکتای نه آهنگ ۱۲ محمد المدعو به مصطفی

سوال ۹ بالوایه ایک لغت هی فرنگی ایس کو او کا هموزن جابر پایه کهنای چای

یا چار خایه مصر جواب وزن و نو صحیح بین لیکن جابر پایه کهنی والا آدمی بی اور چار خایه

کهنی والا جابر پایه ۱۲ محمد المدعو به مصطفی

سوال ۱۱ اگر ازان معنی خزان بکاف فارسی مضموم ی لک ازان بکاف عربی کسور وزن ۱۱

جواب اگر ازان معنی خزان بکاف فارسی مضموم صحیح اور بکاف عربی کسور غلط محض ۱۲ محمد المدعو به مصطفی

سوال ۱۲ اگر و فرسخ و فرسنگ فارسی من مقدار سافت زمین کو کشتی من عربی من

کرا بر وزن صراح مقدار سافت زمین کو کشتی من یا پاچه گاؤ و گو سبند کو مصر جواب

صراح من یعنی پاچه گاؤ و گو سبند کهنای یعنی سافت غلط محض ۱۲ محمد المدعو به مصطفی

سوال ۱۲ کلمہ ہی بجاف فارسی کسوروزن کلمہ ہی صحیح یا کلمہ ہی بجاف عربی مفتوح  
بروزن اتہی صحیح مص جواب کلمہ ہی بجاف فارسی کسور صحیح ۱۲ محمد المدعو بہ مصطفیٰ  
سوال ۱۳ ہندستان میں دختر نارسیدہ کو جو کمری کہتی ہیں ان لایت جو کمری کہیں گی  
بجف نامی مضمہ جکری بجف او غلطی یا صحیح مص جواب جکری جواہل  
ولایت یہی زیادہ بد لہجہ ہو گا و شاید کہے ۱۲ محمد المدعو بہ مصطفیٰ

سوال ۱۴ پاؤں اور پائی بہ اصنافہ تحتانی جسکو عربی میں جل کہتی ہیں ہندی میں سکا  
نام پانوس النون ہی یا پاؤں بی نون مص جواب پاؤں کو پاؤں کہیں گے مگر جنوں علی محمد المدعو بہ مصطفیٰ  
سوال ۱۵ پریشیدن مصد جعلی ہی بنایا ہو الفظ پریشان ہی خیر یا ہی اندہ کی  
ما قبل لا کر پریشیدن کہو پریشیدن بہر دو بای فارسی ہی نہیں معنی نہیں کہیں آیا ہی نہیں  
جواب کہیں نہیں آیا اس میں ذہن کو پریشان کرنا کیا ضرور ۱۲ محمد المدعو بہ مصطفیٰ  
سوال ۱۶ خانہ سیل ریز شراب نگوری کو کہہ سکتی ہیں یا نہیں مص جواب  
سیل خانہ ریز شراب کے صفت ہو سکتی ہی نگور کی قیدی خانہ سیل ریز عمل اور غلط اور خط ۱۲

راقم محمد المدعو بہ مصطفیٰ ختم اللہ بآکسٹی

سب جواب مجیب کے صحیح حسین	سب جواب و نون مجیبون کی بصوبہ
الطاف حسین بانی پی عفی اللہ تعالیٰ عنہ	ہیں محمد سعاد علی درگوش نشت سکون ملی

ہر شانزدہ گانہ سوال کی جواب میں میں بھی نوافجہ مصطفیٰ خالص  
کا ہمنماں ہمدستان ہوں اراقم الاثم محمد الملقب ضیا الدین عفی عنہ

الحمد کہ این رسالہ نافع سہمی بہ تیغ تیز در مطبع اکمل المطالع باہتمام فخر الدین مطبع گردید

# غلط نامہ تیغ تیر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۲	فقر	فقیر	۲۰	۵	مواخذہ ہی	مواخذہ ہی
۴	۱۷	عاب	غاب	۲۱	۱	پاو	پاد
۵	۵	کنا	کنا	۸	۸	نبی بقال	نبی بقال
۶	۱۳	برانم	برانم	۹	۹	برہہ بامی	برہہ بامی
۷	۱	گزارتی ہو	گزارتی ہو	۱۲	۱۲	پادکین	پادکین
۸	۹	می کوست	می کوست	۲۲	۲	کنید	گنبد
۹	۱۴	ہی	ہی	۲۶	۱۱	گردرگرہ	گرہ درگرہ
۱۰	۵	مای حطی	یای حطی	۱۴	۱۴	پوچھار	پوچھار
۱۱	۱۰	جنس	جس	۲۷	۱۴	گرگدن	کرگدن
۱۲	۱۷	مغنیون	مغنیون	۱۶	۱۶	پیٹ اوہا	پیٹ پراوہا
۱۳	۵	آروند	آروند	۳۱	۱	مطابق	تطابق
۱۸	۱۵	سب کا کلام	سب کا کلام	۶	۶	×	×



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حصه اول

# مرآة الحقائق

جلد سوم مجموعہ فتاویٰ احمدیہ



از افاضات قدسیہ حضرت میرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و

وہدی مسعود علیہ السلام



قلم برائش مولوی محمد فضل خان احمدی متوطن چنگا تحصیل گوجران

دستخ غلام نبی صاحب بیٹھی پراڑہ راولپنڈی

۲۵

در خادمہ تعلیم پریش لاہور



# حقیقت ایمان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى وَآلِهِ  
الْمُحْتَبَةِ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلَى أَوْلِيَائِهِ وَأَصْحَابِهِ بِخُلَفَائِهِ الْمُهْتَدِينَ  
إِلَى يَوْمِ الدِّينِ وَبَعْدَ ذَلِكَ يَكُونُ إِيْمَانُ كَيْدِشِ هِيَ اِس پر ثواب مرتب ہوئی کیوں  
امید کی جاتی ہے

## اما الجواب

جاننا چاہیے کہ ایمان اس اقرار سانی و تصدیق قلبی سے مراد ہے جو تبلیغ و پیغام کسی نبی کی  
نسبت محض تقویٰ اور ورزاندیشی کے لحاظ سے صرف نیک ظنی کی بنیاد پر یعنی بعض وجوہ کو مستبر  
سمجھ کر اور اس طرف غلبہ اور رجحان یا کفر غیر انظار اور طبعی اشکاف ثبوت کے دلی افشاح سے  
قبولیت تسلیم ظاہر کی جائے۔ لیکن جب ایک خبر کی صحت پر وجوہ کاملہ قیاسیہ اور دلائل کافیہ

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اَلَا يَهْدِي اَنْ اَنْ تَوْبِيْنَ بِاللّٰهِ وَلَمْ يَكُنْ لَكَ رُسُلٌ  
نَبِيٌّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَرَسْتَهُمْ اِيْمَانُ يَسْهُو كَثْرَةُ اَعْيَادِهِ لَا شَرِيكَ لَهُ اِيْمَانُ لَا اَوْ اَمْرًا سَكْرَةً  
وَالْيَوْمَ اَلَا خَيْرٌ وَتَوْبِيْنَ بِالْقَدْرِ خَيْرٌ وَشَرٌّ - هَجَارَةٌ وَمُسْلِمٌ - اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ  
اِيْمَانُ لَمْ يَكُنْ لَكَ رُسُلٌ اَوْ اَمْرًا سَكْرَةً اَوْ اَمْرًا سَكْرَةً اَوْ اَمْرًا سَكْرَةً اَوْ اَمْرًا سَكْرَةً  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا يَهْدِي اَنْ اَنْ تَوْبِيْنَ بِاللّٰهِ وَلَمْ يَكُنْ لَكَ رُسُلٌ  
اَبِي هُرَيْرَةَ رَوَى عَنْهُ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا يَهْدِي اَنْ اَنْ تَوْبِيْنَ بِاللّٰهِ وَلَمْ يَكُنْ لَكَ رُسُلٌ  
اَلَا دُعَى عَنِ الطَّرِيقِ وَكَدْفُهَا قَوْلُ اَلَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ سُبْحَانَ مَنْ اَلَا اِيْمَانُ  
وَرَوَاهُ رُوَيْتَهُ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا يَهْدِي اَنْ اَنْ تَوْبِيْنَ بِاللّٰهِ وَلَمْ يَكُنْ لَكَ رُسُلٌ  
عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا يَهْدِي اَنْ اَنْ تَوْبِيْنَ بِاللّٰهِ وَلَمْ يَكُنْ لَكَ رُسُلٌ  
اَيْشَرَفُ هِيَ عَصْرُ عَلِيِّ كَرَمِ الْمَدَرِ رَجِيْرُ رُوَيْتَهُ عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا يَهْدِي اَنْ اَنْ تَوْبِيْنَ بِاللّٰهِ وَلَمْ يَكُنْ لَكَ رُسُلٌ  
بِالْقَلْبِ وَقَوْلُ بِاللِّسَانِ وَعَلَى بَالِ الْاِيْمَانِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه  
سَاهِلٌ لَمْ يَكُنْ لَكَ رُسُلٌ اَوْ اَمْرًا سَكْرَةً اَوْ اَمْرًا سَكْرَةً اَوْ اَمْرًا سَكْرَةً اَوْ اَمْرًا سَكْرَةً

از ترجمہ ابراہیم علیہ السلام



ایضاً

فان

3

一

الطهينان - حقير يقصين - فطام - نخات .

معتقہ یحییٰ بن تواس بات کا نام **ایقان** ہے جبکو دوسرے لافظین میں عالم الیقین بھی کہتے ہیں۔  
اور حبيب خدا تعالیٰ خود اپنے خاص جانیہ اور مہمیت سے خاص عادت کے طور پر انوار ہدایت  
کہوئے اور اپنے الٰہ و نعماء سے متشاکر کرے اور لدنی طور پر عقل اور علم سطا کرے اور ساتھ اس کے  
ابواب کشف اور الہام بھی منکشف کر کے عجائبات اہمیت کا سیر کر اے اور پانچ محبوبانہ  
حسن و جمال پر اطلاع بخشے تو اس مرتبہ کا نام **سرفان** ہے جس کو دوسرے لفظوں میں **عالم الیقین**  
اور **ہدایت** اور **بصیرت** کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔

اور جب ان تمام مراتب کے لذت اثر سے عارف کے دل میں ایک ایسی کیفیت حالی  
عشق اور محبت کی باوجود تعالیٰ پیدا ہو جائے کہ تمام وجود عارف کا اسکی لذت سے بھر جائے اور آسانی انوار  
میں کے دل پر کبھی احاطہ کر کے ہر ایک ظلمت و قبح و سنگی کو درمیان ہی اٹھادین بہانہ تکسیر ہو  
کمال رابطہ عشق و محبت و باعث انتہائے جوش و صدق و صفاء کے بلا اور مصیبت ہی  
محسوس اللذت اور مدد رک انحلاوت ہو تو اس درجہ کا نام اطمینان ہے جسکو دوسری لفظوں  
میں حق الیقین اور فلاح اور نجات سے بھی تعبیر کرتے ہیں مگر یہ سب مراتب ایمانی مرتبہ کے بعد ملتے  
ہیں اور اس پر مترتب ہوتے ہیں جو شخص اپنے ایمان میں قوی ہو تا ہے وہ رفتہ رفتہ ان سب مراتب  
کو پالیتا ہے لیکن جو شخص ایمانی طریق کو اختیار نہیں کرتا اور ہر ایک صداقت کے قبول کرنے  
سے اول قطعی اور یقینی اور نہایت واضح گواہی و اشکاف شہرت انگشتا ہے اسکی طبیعت کو اس راہ سے کچھ سستا  
نہیں اور وہ اس لائق ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اس قدر غنی بے نیاز کے فیوض حاصل کرے عاۃً بعد  
قدیم سے اس طرح پر جاری ہے اور یہ اس فن علم الہی کا نہایت باریک نکتہ ہے جس پر عارفانہ دل  
کو غور کرنی چاہیے کہ ہمیشہ ثواب اور فیضانِ سماوی ایمان پر ہی مترتب ہوتا ہے۔ اس راہ کا سچا  
فلسفہ یہی ہے کہ انسان دین قبول کرنے کی ابتدائی حالت میں اس بے نیاز مطلق اور اسکی قدرت  
اور اس کے وعدہ و وعید اور اس کے اخبار و اسرار کے ماننے میں لے لے لگا کر ان سے جو محبت رہے  
کیونکہ ایمانی صبریت کے قائم رکھنے کیلئے (جن پر تمام ثواب بستہ و حاضر و نہا کہ خدا تعالیٰ امر یا ہدایت  
کو ایسا متکشف ذکر کرنا کہ وہ دوسرے بہیمانہ کی طرح ہر ایک عام اور خاص کی نظر میں مسلم الذہن ہو جائے

یہ تو یہ ہے کہ انسان مکلف ہو عقل ہے نامعقول تو ان کو ان نہیں سکتا اور نہ در حالت انہما قابل  
الوام ہے تاہم لیکن خدا تمہیں ہدایت کرے تم غور سے سوچ کر کہ خدا تعالیٰ ہی کسی نامعقول بات پر راجح  
عند العقل اسکی قدرت اور طاقت سے بعید ہے (ایمان لائیکے لئے تمہیں مجبور نہیں کرتا اور ہمارے  
کسی لفظ سے یہ نہیں سمجھتا کہ تم کسی ایسی بات پر ایمان لاؤ جو فی الحقیقت دو درین نظروں میں نامعقول ہے  
بلکہ ہماری تقریر کا مدعا اور کب لبا یہ ہے کہ ایمانی سوچا ہے جو نہ چاہیں کہ جو میں دیکھتا ہوں اور  
میں دیکھتی ہوں اور ایمانی طور پر عقل انکا وجود اور تو کر سکتے مگر وہ سب شہادت و مریات بدیہ کی طرح  
ماننے لگو کہ وہ کلام کے یعنی انسان اور گہرے وغیرہ محسوس چیزوں کی طرح ان کا وجود نہ ہو جن کو ٹیٹل کر  
معلوم کر سکیں یا چشم خود دیکھ سکیں یا انکا کمال نہ دے اور اعمال حسابی کی طرح ایسے شے  
نہ ہوں جن میں دس دس برس کے پتھر ہی اختلاف نہ کر سکیں نہ عرض کہ کیفیت ان میں محفوظ ہو ایمان  
کا غور قائم رکھنے کیلئے ضروری ہے اور یہ ایمان ہمہ بالغ نظروں اور حقیقت شناسوں کی نگاہوں  
میں نامعقول اور بعید از عقل ہی نہ ہوں **۵** چند ان امور کو مذمت فرماید نہ چند انما تصدق جانتے ہیں  
اب خلاصہ حاصل اس تقریر کا یہ ہے کہ کسی مذہب کے قبول کرنے سے غرض یہ ہے کہ وہ طریق  
اختیار کیا جائے جس سے خدا نے غنی مطلق جو مخلوق اور مخلوق کی عبادت سے اپنی بے نیاز ہر رخی  
ہو جائے اور اس کے فیض رحمت اترنے شروع ہو جائیں جن سے اندرونی آلائشیں دور ہو کر صحت  
یقین اور معرفت سے پر ہو جائے سو یہ تدبیر اپنے فکر سے پیدا کرنا انسان کا کام نہیں تھا اس لئے  
الہ جل شانہ نے اپنے وجود اور اپنے عجائبات قدرت خالقیت یعنی ارواح واجسام و ملائک  
و دوزخ و بہشت و بعث و حشر و رسالت و دیگر تمام امور مبدء و معاد کو کیسیان طور پر غیب  
میں رکھ کر اور کچھ کچھ قیاسی یا امکانی طور پر عقل کو اس کو چہ میں گذر ہی دیکر غرض کچھ دیکھ کر اور  
کچھ چھپا کر بندہ دن کو ان سب باتوں پر ایمان لائیکے لئے ماسور کیا اور یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ جب  
باوجود کش مکش مخالفانہ خیالات کے خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لائیکے اور سب عجائبات آخری  
و وجود دوزخ و بہشت و ملائک وغیرہ کو اسکی قدرت میں داخل سمجھ کر دیکھنے سے پہلے ہی قبول  
کر لیا تو یہ قبول کرنا اس کے حق میں صدق شمار کیا جائیگا کیونکہ ہنوز یہ چیزیں در پردہ غیب میں

اور مرئی اور شہود و طور پر نمایان اور ظاہر نہیں ہیں سو یہ صدق خدا تعالیٰ کی توجہ رحمت کیلئے ایک ہے جب ہو جائیگا کہ چونکہ خدا تعالیٰ بوجہ اپنی متغنا ذاتی کے انہیں لوگوں پر توجہ رحمت کرتا ہے جن کا صدق ظاہر ہوتا ہے لوین تو انسان کی فطرتی عادت ہے کہ جو چیز کیلئے کیلئے طور پر مضرب یا مضرب ہو اس سے بغیر ہلکا یا اس کے بغیر کو بعد رغبت ڈرتا ہے یعنی جب ہی صورت ہو لیکن وہ اپنی اس طرح کسی شے کا مستحق نہیں ٹھہر سکتا۔ مگر کوئی شخص بجلی سے ڈر کر اپنے کو شے میں چھپ جاؤ یا شیر سے خوف کہا کر اپنے شہر کی طرف بھاگے تو وہ ہرگز یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسے بجلی یا شیر سے تم سے خوف کیا تم مجھ سے رہنی ہو جاؤ۔ سو ظاہر ہے کہ جو ڈرتا یا امید کرنا ضروری طور پر لازم آتا ہے وہ کسی شے میں یا آفرین کا موجب نہیں ٹھہر سکتا اس وجہ سے لازم ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ اور اس کے عجائبات آخر کو مان کر خداوندی الہی کا خواہشمند ہے وہ ان سب چیزوں کے ماننے میں بیجا آئوں۔ مجھ پر یہ کرے اور جہاں تک ممکن ہو مطلقاً بل میں نرمی اختیار کر کے فقط اتنا کرے کہ ایک راہ کو دور سری راہوں پر ترجیح دیکھ لے اور ایسے یقینی ثمرات کیلئے کہ جیسے چار کا نصف دو ہے اپنی نابلغ عقل کو آوارہ اور سرگردان نہ ہونے دے بلکہ نماز و عبادت تو ان میں ہے کہ غیب کی باتوں کو غیب ہی کی صورت میں قبول کرے اور ظاہری حواس کی خواہ و خواہ شہادت طلب کرنے سے اور فلسفہ کے طول و طویل اور لاطائل جھگڑوں سے اپنے متین حتیٰ الوسع بچاؤں کیونکہ اگر خدا کو دیکھ کر ہی یا انتہائی تحقیقت سے ہی قبول کرتا ہے اور جزائز کو تجربہ کر کے ہی ماننا ہے تو پھر ایسے مانو میں کوئی خاص ضمیمہ یا صدق پایا جاتا ہے اس طرح پر کون ہے جو قبول نہیں کرتا۔ دنیا میں ایسی طبیعت کا کوئی بھی آدمی نہیں کہ اگر اس کو پورا پورا ثبوت خدا کی مستی یا عالم مجاہدات یا عجائبات قدرت کاملہ یا جائزے تو پھر وہ منکر ہی رہے مثلاً اگر خدا تعالیٰ ہر ایک انسان کو نظر آجاء و در سب کو اپنے خدا کی قدر میں دکھلا دے یا اگر مثلاً ایسا ہو کہ اس میں برابر آدمی ہر ایک قوم اور ہر ایک ملک کے قبروں سے اٹھ کر اپنی اپنی قوم اور قبیلہ میں آجائیں اور اپنے اپنے بیٹوں اور پوتوں کو خدا اور اس کی سزا و جزا کے ساری حقیقت سنا دیں تو پھر ممکن نہیں کہ پہر ہی کوئی شخص کا فر اور بدین رہ جائے۔ اب اس جگہ بالحق سوال ہوتا ہے کہ جس حالت میں خدا تعالیٰ ان باتوں کے کرنے پر قائل تھا

اور اس پختہ ثبوت سے کفر اور بدعتی کی جس کاٹی جاتی تھی تو پیرائے نے ایسا کیوں نہیں کیا بلکہ شبہ  
 اگر وہ ایسا کرتا تو پہنچتی اور باطل کا کج حال صفائی فیصلہ ہو جاتا اور فلسفہ کو کنگے اور بود سے اور طبی طور  
 وہی دلائل کی کچھ حاجت نہ رہتی تو اسکا جواب یہ ہے جو اوپر آچکا ہے۔ بے شبہ خدا ایسا کر سکتا تھا بلکہ  
 اس سے یہی بڑا کر دیا جلد وہ یاد رکھا سکتا تھا کہ ایک ہی مخلوق سے سب گزین جہک جاتیں  
 اور ایک ہی خدو دنیا کی تمام دینی نزاعوں کا تصفیہ ہو جاتا لیکن ایسا کرنے میں وہ بات جس سے خوشنما ہو  
 اور صادقوں کو مراتب عالیہ اور قرب و حاجت حاصل جاتی ہے وہ باقی نہ رہتی یعنی ایمان بالغیب  
 جسکی وجہ سے درجہ اتنا خردی ہوتے ہیں وہ اپنی صورت میں محفوظ رہتا ہے یہ بڑے بہار و درجہ  
 کی صداقت ہے جو حلال مذکورہ بالا پر غور کرنے سے ہر ایک کے دل میں آ سکتی ہے غرض ایمان  
 پر ثواب اور اجر ہونے کا یہی سبب ہے کہ جن چیزوں پر ایمان لایا جاتا ہے وہ اگرچہ غور اور نظر کرنے  
 سے صحیح اور درست ہیں لیکن انکا ثبوت ایسا کہ لاکھلا ٹھوس نہیں ہے جیسے اور مشہور بات اور محسوس  
 کام کا کرتا ہے بلکہ ایمان بالغیب کی حد میں ہیں سو صادق آدمی جب خدا اور اسکی سزا و عذاب اور  
 نیکبیر پر ایمان لاتا ہے تو اس ایمان میں جو طوائف اقسام کے ادا نام اور نفسانہ کارہ کے چار طرفہ  
 کشاکش کی سخت آزمائش میں پڑتا ہے آخر چونکہ صادق ہوتا ہے اس لیے سبب میں چھوڑا اور سبب  
 خیالات پر غالب آکر اس پر بے حیم کی راہ اختیار کر لیتا ہے اور اس صدق کی برکت سے کہ وہ اپنے  
 علم سے زیادہ رجوع اور اپنی واقفیت کو زیادہ وفا اور اپنے تجربہ سے زیادہ ان حکام اختیار کرتا ہے  
 جناب الہی میں قبول کیا جاتا ہے اور پھر اس صدق و صفا کی برکت سے عرفانی انکھیں اسکو عنایت  
 ہوتی ہیں اور ربانی لائق اور محبت اسکو عطا کی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ اس مرتبہ تک پہنچتا  
 ہے جہاں تک انسانی کمالات ختم ہو جاتے ہیں مگر یہ سب کچھ کمال طور پر پہنچتا ہے پہلے میں  
 یہ تو معرفت صحیحہ تک پہنچنے کیلئے سنت الہیوں کہ وہ کتنا ذوق قدرت ہو لیکن اس زمانہ کے خشک  
 فلسفیوں نے اس صداقت پر ایک ذرا اظہار نہیں پائی اور وہ اس بات سے بے خبر ہیں کہ اگرچہ ان  
 نے جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ اور عالم بحالات اور وجہ اور بعد و معارف کے لئے میں ہند ہے بعد کا  
 فرقہ انبیاء علیہم السلام کے طریقہ سے بہت مختلف جو بیرون کے طریق کا اصل اعظم ہے نہ کہ انہوں کا فرقہ

ایمان کے محکم اور استوار ریزہ سے عرفان کے بلند مینار تک پہنچنا ہے اور اس بے خبری کی وجہ  
انہیں اپنے قدم اول میں ہی تعجیل اور جلدی بہری ہوئی ہے اور نہایت شباب کا ہی ہو علم دین کو  
ایک دنے سا کام اور ایک ناکامہ سا ہنر سمجھ کر یہ ارادہ کر رہے ہیں کہ مذہب کے تمام اصول و فروع کو اپنی  
ابتدائی حالت میں ہی بغیر انتظار و دوسرے حالات ترقیہ کالات فطرت کے اس طرح پر دریافت کر لیں  
جیسے کوئی بندہ یا حساب کا مسئلہ دریافت کیا جاتا ہے اور اگر کوئی ذبیحہ دینی اس حد کا کھٹا

تب تشریب اور بار آور ہو گا کہ عیب کی باتوں کو غیب ہی کی صورت میں قبول کیا جاوے اور ظاہری  
حس کی کہلی کہلی شہادتیں یا دلائل مندرجہ کے لفظی اور عقلی ثبوت و طلب نہ کرے چاہیں کہ کیونکہ تمام مباحث  
ثواب اور استحقاق قرب و توصل الہی کا تقویٰ پر ہے اور تقویٰ کی حقیقت وہی حصول خیر اور رکتناہ  
جواز و طاعت و نفی شون اور نیچے چڑھنا و انکار دن اور ہر چیز جنہ کی مشورہ کافی سے ایجوئین چاہنا ہے۔

صرف دراندیشی کے طور سے ایک راہ کی سچائی کا دوسری راہوں پر غلبہ اور حجاب و کلیہ کر جس  
قبول کرتا ہے اس بات کا نام ایمان ہے اور اس ایمان پر فیض الہی کا دروازہ کھلتا ہے اور دنیا و آخرت  
میں مساویں حاصل ہوتی ہیں جب کوئی نیک بندہ ایمان پر محکم قدم بٹارتا ہے اور پروہا اور نماز  
افکار اور نظر سے اپنی حالت علمی میں ترقی چاہتا ہے تو خدا تعالیٰ خود اسکا متولی ہو کر اور آپسکا  
اتحاد پکڑ کر درجہ ایمان سے درجہ یقین تک اسکو پہنچا دیتا ہے مگر یہ سب کچھ بعد استقامت و مجاہدہ  
و ریاضات و تزکیہ و تصفیہ نفس ملتا ہے پہلو نہیں اور جو شخص پہلے ہی تمام جزئیات کی لکلی صفائی کرنا  
چاہتا ہے اور قبل از صفائی اپنے بد عقاید اور بد اعمال کو کسی حالت میں چھوڑنا نہیں چاہتا وہ اس ثواب  
اور اس راہ کے پانے سے محروم ہے کیونکہ ایمان اس حد تک نہیں ہے جس تک وہ امور جن کو مانگیا کچھ  
پر غلبہ میں ہیں یعنی ایسی حالت پر واقع میں جو ایسی تاک عقلی ثبوت نے ان پر احاطہ نام نہیں کیا اور  
نہ کسی کشفی طور پر۔ نظر آئے بلکہ انکا ثبوت صرف غلبہ ظن تک پہنچا ہے جس سے یہ توانیا کا سچا فائدہ  
جس پر قدم مارنے سے کروڑوں بندگان خدا آسمانی برکتیں پا چکے ہیں اور جس پر ٹھیک ٹھیک چلنے سے  
بیشمار خلق اللہ معرفت تامہ کے درجہ تک پہنچ چکے ہیں اور ہمیشہ پہنچتے ہیں اور جن علم کے درجہ کے یقینوں  
کو شوقی اور جلدی سے فلسفی لوگوں نے ٹھونڈا اور دبا دیا وہ سب مراتب ال ایمان اور بندوں کو طریقی

تک پہنچ سکے تو اسکی نسبت صاف حکم صادر کریں کہ یہ سرسبز باطل اور پیرایہ صداقت سے  
خالی ہے مگر جیسا کہ ہم پہلی بیان کر چکے ہیں یہ ایمانی حکمت کا ذاتی ہندسہ ہی بلکہ انسانی طہمت  
یا شیطانی بعوت کی ایک تاریکی ہے کیونکہ اگر ایسا ہی ہوتا اور مذہب کے تمام اجزاء اور کچھ  
آئین بھرا ہوا ہے پہلی سے اظہر شمس اور بدیہی اور میں الانکشاف ہونے یا انکشاف  
مندی اور حساب کے اعمال کی طرح قطعی الثبوت دکھائی دیتے تو پھر اس حالت میں ایمان ایمان نہ تھا

سے لگنے اور اس سے ہی ڈھکھڑاسین معرفت نامہ کے درجہ کی پہنچ گئے کہ جو کچھ فلسفی کے کالوں  
اسکو نہیں سنا اور نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کے دل میں گذرا ایک ایسے عقائد پر مشتمل فلسفہ  
کا جہڑا اور مشوش فلسفہ جس پر آپ جکل کے نونہا پافتہ لوگ ذریعہ جو رہے اور جس کے بدستار کی پیروی کے  
بہت سادہ اور چون کو براہ و دیس ہے کہ کہ جب تک کسی اہل مایہ کا فطری طور پر فیصد نہ ہو جائے  
اور کمال اسکا انکشاف نہ ہو جائے تب تک اسکو گرہ باننا نہیں چاہئے کہ خدا ہو یا نبی اور چیر جوان میں  
دعائے درجہ کے اور کمال فلاسفہ جنہوں نے ان اصولوں کی سخت پابندی اختیار کی تھی اور جنہوں نے اپنا  
انہم تحقیق کر کہا جن کا دوسرا نام دہرہ ہی ہے ان کا فل فلسفوں کا پابندی اپنا اصول قدیمہ کے  
پر مبنی ہو کہ چونکہ خدا تعالیٰ کا وجود قطعی طور پر بدیع عقل ثابت نہیں ہو سکتا اور نہ ہے عین خود آگو  
دیکھا اسلئے ایسے خدا کا ماننا ایک افرطون اور مشتبہ کا مان لینا ہے جو اصول مقررہ فلسفہ سے  
بکلی بعید ہے سوا تہوں نے پہلے ہی خدا تعالیٰ کو درمیان سے اڑایا پھر فرشتوں کا یوں فیصلہ  
کیا کہ یہ ہی خدا تعالیٰ کی طرح نظر نہیں آتے چلو یہ ہی درمیان سے اٹھاؤ پھر یون کی طرف متوجہ ہو گئے  
اور یہ رائے ظاہر کی کہ ہم کوئی ثبوت قابل الطینان اس بات پر نہیں دیکھتے کہ بعد مرثیکے روح باقی رہ  
جاتی ہے نہ کوئی روح نظر آتی ہے اور نہ واپس اگر کچھ قصہ سناتی ہے بلکہ سب روحیں غارت ہون کے  
بعد خدا اور فرشتوں کی طرح بے اثر و بے نشان ہیں سوا انکا ہی وجود ماننا خلاف دلیل بران ہے۔  
ان سب فیصلوں کے بعد ان کی نظر عین نے تکالیف شرعیہ کی مشقت اور صلاح حرام کا فری  
اصول فلسفہ کا سخت مخالف سمجھا اسلئے انہوں نے صاف صاف اپنی رائے ظاہر کر دی کہ ان  
ہیں اور جوہ میں فرق کرنا یا جوہ میں سے بلانہرت ضرطی بعض چیزوں کو نام سمجھ لینا یا

اور جو ایمان لائے ہیں تو اسے اور یہ باتیں اور بہترین مرتب ہوتی ہیں انکو انسان ہرگز نہ پاسکتا  
کیونکہ ظاہر ہے کہ بہت حقیقت اور ظاہر الوجود باقون کو مان لینا ایمان نہیں ہے مثلاً اگر کوئی  
کہے کہ میں اس بات پر ایمان لایک باقی ضرور رک گم ہے اور ہر ایک انسان آنکھوں سے دیکھتا  
اور کانوں سے سنتا اور نذہ کو کہتا اور باقون سے چلتا ہے اور میں اس بات پر ایمان لایا گا کتاب  
اور قرآن موجود ہیں اور زمین پر بہت سی جمادات اور نباتات اور حیوانات پائے جاتے ہیں تو ایسا ایمان

بنوادی باتیں ہیں جن پر کوئی فلسفی دلیل قائم نہیں ہو سکتی اسی طرح انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ  
ننگار رہنے میں کوئی شاعرت عقلی ثابت نہیں ہو سکتی بلکہ ہمیں طبی قوتوں کی مدد سے فواید ہیں  
اسی طرح ان فلاسفوں کے اور بھی مسائل ہیں اور غلامان کے مذہب کا یہی ہے کہ وہ بخیر و دلایل  
تعلیق عقلیہ کے کسی چیز کو نہیں سمجھتے اور ان کی فلسفیانہ نگاہ میں گو کیسی کوئی بدعلی ہو جیٹک امر قطعیہ  
فلسفیہ سے اسکا بہ ہونا ثابت نہ ہو لے یعنی جیٹک میں کوئی طبی ضروریہ نہ ہو بلکہ نظامی تھوڑی  
ختم تک اسکا جو کہ کرنا بھیجی ہے مگر جو کہ فلاسفہ میں انہوں نے لوگوں کے لطیف  
سے اندیشہ کر کے اپنی فلاسفری اصولوں کو کچھ نرم کر دیا ہے اور قوم کے غمناک و محنتوں کی  
شرم سے خدا اور عالم جزا اور دوسری کئی باقون کو غنی طور پر تسلیم کر بیٹھتے ہیں لیکن یہ اسلئے  
درجہ کے فلاسفران کو سخت نالایق اور بدفہم اور غبی الطبع اور بزدل اور اپنی سوسائٹی کے  
بدنام کنندہ خیال کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے فلاسفر ہونے کا دعویٰ تو کیا لیکن اصل فلسفہ  
پر صدیوں کا حق چلنے کا تھا نہیں چلے اس لئے اول درجہ کے فلاسفر اس بات سے عار رکھتے  
ہیں کہ ان ناقصوں کو فلاسفر کے باعزت کے لفظ سے مخاطب یا موصوم کیا جائے کیونکہ  
انہوں نے کچھ کچھ تو فلسفہ کے طریقہ پر قدم مارا اور کچھ عام لوگوں کی ملامت لعنت سے  
ڈر کر انبیوں کے ہمایوں میں ہی (جو فلسفیوں کے منشاو کے موافق قطعی اور قطعی دلائل سے  
ثابت نہیں ہو سکتے) مانگ اڑادی اسلئے یہ لوگ ان کی نظر میں ہم حکیم ہیں حقیقی  
فلاسفر نہیں

تا ایک مہی کی بات ہے کہ ایمان اور اسی وجہ سے بدیہی اور کھلی کھلی باتوں کو ماننا عند  
 وعدہ العبادۃ ثواب پانیکا سبب نہیں ٹھہر سکتا بلکہ ایمان وہ شخص ہو جن باتوں کو عقل قبول نہ کرتی  
 ہے مگر وجہ درپردہ غیب ہو چکے جیسا کہ جاہلیہ کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتی ان باتوں  
 میں اپنی فراست فطرتی سے کچھ ترجیح دینے آثار صداقت دیکھ کر اور اس قدر دلائل عقلیہ غلبہ  
 اس طرف پا کر اور پھر خدا کے کلام کو اس پر شاید ناطق و صادق معلوم کر کے ان باتوں کو مان لیا  
 جائے ہی ایمان سب سے جودرپیش خودی خداوند کریم جلشادہ ہو جائے اور بعد اس کے جیسا  
 ہم بیان کر چکے ہیں مرتبہ ایمان ہے اور پھر اس کے بعد مرتبہ عرفان کا ہے یعنی جبکہ بندہ اپنی باتوں  
 کو مان لیتا ہے جن کو اس کی عقل امکان یا حوازیادہ جو ب کی صورت میں قبول نہ کر لیتی ہے مگر کھانا  
 کلی کے طور پر ان پر احاطہ نہیں کر سکتی تو خدا تعالیٰ کی نظر میں وہ شخص صادق ٹھہر جاتا ہے اور  
 حضرت خداوند کریم عز و مجدہ ہر یکت اس ایمان کے عرفان کا مرتبہ سکھاتا دیتا ہے یعنی اپنی  
 طرف سے علم و معرفت و سکینت اس پر نازل کرتا ہے اور کشفی اور الہامی نور و ن سے وہ تعلیمات  
 بھی اوٹھا دیتا ہے جس کے اٹھانے سے عقل و دماغ مزہ گئی تھی اس حجت سے خدا تعالیٰ نے  
 جیسے انسان کی فطرت میں مبادی امور کے کسی قدر سمجھنے کیلئے ایک عقلی قوت رکھی ہے اسی طرح  
 انسان میں کشف اور الہام کے پانے کی بھی ایک قوت مخفی ہے جب عقل انسانی اپنی  
 حد مقررہ تک چل کر آگے قدم نہ رکھنے سے رہ جاتی ہے تو اس جبکہ خدا تعالیٰ اپنے صادق  
 اور وفادار بندوں کو کمال عرفان اور یقین تک پہنچانے کی غرض سے الہام اور کشف سے شگاہی  
 فرماتا ہے اور جو مرتبہ یقین پذیر یعنی عقل طے کرنے سے گزری تھیں اب وہ بذریعہ کشف و الہام طے  
 ہو جاتی ہیں اور بالکل یقین بلکہ حق الیقین تک پہنچ جاتے ہیں یہی سنت اسداد  
 علوت اسدہ ہر جکی راہ نمائی کیلئے تمام پاک نبی دنیا میں آئے ہیں اور جس پر چلنے کے بغیر کوئی شخص  
 سچی اور کمال معرفت تک نہیں پہنچا اگر کج بحث خشک فلسفی کو کچھ ایسی جلدی ہوتی ہے کہ وہ یہی چاہتا  
 ہے کہ جو کھانا سب سے عقلی مرتبہ پر ہی کھل جائے اور نہیں جانتا کہ عقل انسانی اپنی طاقت سے زیادہ جو  
 نہیں اٹھا سکتی اور نطاقت سے آگے قدم رکھ سکتی ہے اور اس بات کی طرف فکر و درانا ہے کہ خدا تعالیٰ



زنان کو اسکے کمالات مطلوبہ تک پہنچا چکے تھے صرف جو عقل ہی عطا نہیں کیا بلکہ کشف اور الہام پانے کی قوت ہی اسکی فطرت میں رکھی ہے سو جو کچھ خدا تعالیٰ نیا پسلی حکمت کا طہر و سایل خدا شناسی انسان کی مشرت کو عطا کئے ہیں ان وسایل میں سو صرف ایک ابتدائی اور اتنی درجہ کے وسیلہ کو استعمال میں لانا اور باقی وسایل خدا شناسی جو کھلی بے خبر نہاڑی بہار کی نصیبی ہے اور ان قوتوں کو ہمیشہ بے کار رکھ کر ضائع کر دینا اور ان سے فائدہ نہ اٹھانا پرے درجہ کی بے سمجھی ہے سو ایسا شخص سچی فلسفی ہرگز نہیں ہو سکتا کہ جو کشف اور الہام پانے کی قوت کو معطل اور بیکار چھوڑتا ہے بلکہ اس سو انکار کرتا ہے حالانکہ ہزاروں مفاد رسوں کی شہادت سے کشف اور الہام کا پایا جانا پایہ ثبوت پہنچ چکا ہے اور تمام سچے عارف اسی طریق سے معرفت کامل تک پہنچے ہیں

## حقیقت پنج نبائے اسلام

(کلمات قدسہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

میں کہی بار ظاہر کر چکا ہوں کہ تمہیں صرف اتنے پرغوش نہیں ہونا چاہیے کہ ہم سلمان کہلاتے ہیں اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے قائل ہیں۔ قرآن شریف کے پڑھنے والے اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف زبان پر راضی نہیں ہوتا۔ قرآن شریف میں یہودیوں کے قصے درج ہیں ان پر خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے فضل پہلے چھٹے لیکن جب ان پر ایسا زمانہ آیا کہ ان کی باتیں صرف زبان تک محدود رہ گئیں اور ان کے دل غا اور خیانت اور خیالات بد کو پرکھ کر تو اللہ تعالیٰ

عَنْ أَبِي عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِي الْإِسْلَامُ وَخَلَصَ  
حضرت ابن عمر سے روایت ہو کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اسلام کی بنیاد پنج چیزوں پر رکھی گئی جو  
نَهَادُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ  
پہلا گواہی دینا کہ ایک معبود پر حق کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد اس کا بندہ اور رسول ہو اور دوسرا نماز قائم کرنا  
وَأَنَّ الْأَنْبِيَاءَ كُفُّوا وَالْحَجَّ وَصَوْمَ رَمَضَانَ - متفق علیہ  
تیسرا کوہ دینا جو تہاج کرنا پانچواں ماہ رمضان کے روزہ رکھنا۔ روایت کی حدیث بخاری و مسلم نے

نئے طرح طرح کے عذاب اُن پر دیا دیکھتے یہاں تک کہ اُن میں سے بعض کو بند راور سوز پہا گیا ہے حالانکہ تو ریت اور زبرائیں کے پاس تھی اور وہ اس پر ایمان ظاہر کرتے تھے اور سارے نبیوں کو مانتے تھے لیکن خدا نے اس کو مینہ کیا کیونکہ انکی باتیں صرف زبان پر تھیں اور انکی دلوں میں کچھ نہ تھا خدا اسکو پسینہ نہیں کرنا چکے پاس صرف زبان ہو اور دل میں کچھ نہ رکھتا ہو خوب یاد رکھو ہرگز اتنے پریش نہ ہو کہ تم زبان سے اپنے ایمان کا اقرار کرتے ہو جو ایمان صرف زبان پر ہے اور دل کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا وہ گندہ ناکارہ اور کمزور ہے وہ نہ اس جہان میں تمہارے کسی کام آسکتا ہے نہ اس جہان میں حجت تک انسان کا دل سب باتوں کو چھڑ کر صرف خدا کی طرف متوجہ نہ ہو جاوے اور حقیقت دین و دنیا پر مقدم نہ ہو جاوے تب تک خدا راضی نہیں ہوتا مخلوق کو تم دھوکا دے سکتے ہو ظاہری نمازیں پڑھ سکتے ہو ظاہری روزے رکھ سکتے ہو دیکھنا کہ واسطے زکوٰۃ دے سکتے ہو کہ یہ دھوکا مخلوق کو دیا جاسکتا ہے خدا تمہارے دھوکے میں نہیں آسکتا۔ اتنے پر خدا تم سے راضی نہیں ہو گا کہ تم زبان سے کلمہ پڑھو اور کلمہ گو کہلاتے ہو۔

کلمہ کا مفہوم معنی کلمہ کے معنی کی طرف غور کرو **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** انسان زبان پر اقرار کرتا ہے اور دل سے تصدیق کرتا ہے کہ میرا معبود بجز خدا کے اور کوئی نہیں۔

**اللہ** ایک عربی لفظ ہے اور اس کے معنی معبود اور محبوب اور اسل مقصود کے ہیں۔ یہ کلمہ قرآن شریف کا خلاصہ ہے جو مسلمانوں کو سکھایا گیا ہے اکثر لمبی کتابوں کا یاد کرنا ہر ایک کے واسطے مشکل ہے اللہ تعالیٰ حکیم ہے اس نے ایک مختصر سا کلمہ سنا دیا ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ میرا خدا کو مقدم نہ کیا جاوے جب تک خدا کو معبود نہ بنایا جاوے جب تک خدا کو مقصود نہ ٹھرایا جاوے انسان کو نجات حاصل نہیں ہو سکتی حدیث شریف میں آیا ہے **مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** فدخل الجنة جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ بہشت میں داخل ہوا۔ لوگوں نے اس حدیث کا مفہوم سمجھنے میں دھوکا کھایا ہے وہ بیخیال نہیں کرتے ہیں کہ صرف زبان سے یہ کلمہ پڑھ لینا کافی ہے اور صرف اتنے انسان بہشت میں

داخل ہو سکیگا خدا تعالیٰ الفاظ سے تعلق نہیں رکھتا وہ دلوں سے تعلق رکھتا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ وحقیقت اس کلمہ کے مفہوم کو اپنے دل میں داخل کر لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی عظمت پر اسے رنگ کے ساتھ ان کے لہجوں میں بھیج جاتی ہے وہ عبت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ جب کوئی شخص سچے طور پر کلمہ کا قائل ہو جاتا ہے تو بجز خدا کے اور کوئی اسکا پیارا نہیں، تنہا اور بجز خدا کے کوئی اسکا مطلوب باقی نہیں رہتا اور بجز خدا کے اور کوئی اسکا معبود نہیں رہتا۔ وہ مقام جو ابدال کا مقام ہے اور وہ جو قطب کا مقام ہے اور وہ جو غوث کا مقام ہے وہ یہ ہے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ پر دل سے ایمان ہو اور اس کے سچے مفہوم پر عمل ہو یہ فخر مت کر دو کہ ہم کسی بت کی پرستش نہیں کرتے اور نہ کسی انسان کی پوجا کرتے ہیں بت پرستی اور انسان پرستی سے پرہیز کرنا ایک موٹی بات ہے۔ ہندو جو حقائق اور معارف نہیں جانتا وہ یہی اب تو بتوں سے پرہیز کرتا ہے کلمہ لا الہ الا اللہ کا مفہوم اس پر ختم نہیں ہو جاتا کہ بتوں کی پوجا سے تم پرہیز کرو بلکہ اس کے سوا اور بت ہے جو ہر شے معبود ہیں اور ان سب کا ترک کرنا لازمی امر ہے جیسا کہ انسان کا ہوا ہوس کے پیچھے چلنا اور اتنا بے شہادت کرنا اور طرح طرح کی بدیوں کی پیروی کرنا یہ سب انسان کے دھڑلے بت میں جکی وہ پوجا کرتا ہے۔ اور کلمہ لا الہ الا اللہ میں ان سب کی نفی کی گئی ہے یہ کلمہ شریف ایک اسے کے سوا تمام الہوں کی نفی کرتا ہے تمام نفسی اور انسانی الہ باہر نکال کر انچول کو ایک اللہ کے واسطے پاؤں صاف کرنا چاہئے بعض بت ظاہر ہیں مگر بعض بت باہر ہیں مثلاً خدا تعالیٰ کے سوائے سبب پر توکل کرنا یہی ایک بت ہے مگر یہ ایک باریک بت ہے جیسا کہ عالم جسمانی میں بعض بیماریاں ہوتی ہیں مثلاً ٹپ محرقہ دیکھنے والا فوراً کہہ دیتا ہے کہ یہ بیمار معوض ہلاکت میں ہے ایسا ہی بعض موٹے اور ظاہر ہی بت ہیں اور ان سے مخفی اسل ہے دیکھو ایک زمانہ تھا کہ تمام پنجاب ہندوستان بت پرستوں سے بھرا ہوا تھا لیکن ان کا بہت سا حصہ سلطان ہو گیا

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَكُنْ مِنَ الْخَائِذِينَ اللَّهُ هُوَ الْوَاقِعُ ۝ ترجمہ بھلا دیکھ تو اس شخص کو جس نے غور سے

کو اپنا معبود ٹھہرایا ہے۔

جو ہمارے سامنے موجود ہے اور جو باقی رہ گئے وہ یہی بتوں سے نفرت کرنے جاؤ ہیں  
ان بتوں کے بیکار ہونے کی پکی دلیل یہ ہے کہ خود بت پرستوں نے ہی ان کو شکت  
کیا اور چھوڑ دیا۔ لیکن وہ باریک بت جو لوگ اپنی غیور کے اندر دبائے پھرتے ہیں  
انکا دکھانا ایک مشکل امر ہے بڑے بڑے فلسفی اور حکیم ان کو اپنے اندر سوز کال نہیں سکتے  
وہ نہایت باریک کثیرے ہیں جو کہ خدا تعالیٰ کے بڑے فضل کی غور و بین کے سوا نظر  
نہیں آسکتے وہ بڑا ضرر انسان کو پہنچاتے ہیں وہ بت جذبات نفسانی کے ہیں جو کہ  
انسان کو خدا تعالیٰ اور اپنے بھیبتوں کی حقوق نفسی میں حد سے باہر لیجاتے ہیں بہت سے  
پڑھے لکھے جو کہ عالم کہلاتے ہیں اور فاضل کہلاتے ہیں اور مولوی کہلاتے ہیں اور محدثین پڑ  
ہیں اپنے آپ میں ان بتوں کی شناخت نہیں کر سکتے اور انکی پوجا کرتے ہیں ان بتوں جو  
بچنا بڑے بہادر آدمی کا کام ہے جو لوگ ان بتوں کے پیچھے لگتے ہیں وہ آپس میں نفاق  
رکھتے ہیں ایک دوسرے کے حقوق تلف کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے ایک شکار مارا ہے  
حد سے زیادہ اسباب پر زور مارتے اور ان کا تمام ہر دھن اسباب ہی پر موقوف ہے جبکہ  
ان باذن کا قطع نہ کیا جاوے توحید قائم نہیں ہو سکتی بہت سی لوگ اصل حقیقت کو نہیں  
جانتے اور کہتے ہیں کہ ہم کلمہ نہیں پڑھتے ہیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑے گا کہ بیشک ہمیں پڑھتے  
کلمہ ہیودہ نہیں کہ وہ بے اثر ہو گیا طبیعہ کو اگر کوئی شخص دل سے پڑھے اور اس پر کار بند ہو تو وہ  
دین و دنیا کے امور کے واسطے کافی ہے۔ میں اس جگہ ایک معمولی دعا کی طرح کہہ رہا ہوں کہ  
ہمیں کرنا کہ میں اپنی شہادت پیش کرتا ہوں کہ کلمہ کے کس قدر فواید عظیم ہیں کوئی چاہے قبول  
کرے چاہے نہ کرے گریات یہی سچ ہے کہ جو میں اس جگہ بیان کرتا ہوں۔ میں اپنی جماعت میں  
یہی کہتا ہوں کہ ہاں بلکہ بہت ایسے ہیں کہ جس توحید کی طرف خدا انہیں بلاتا ہے وہ اسکو قبول نہیں  
کرتے خدا واحد ماننے کے ساتھ یہ لازم ہے کہ اسکی مخلوق کی حق تلفی نہ کی جاوے جو شخص اپنے  
بہائی کا حق تلف کر لے ہے اور اسکی خیانت کر لے ہے وہ لا الہ الا اللہ کا قائل نہیں توحید کا فہم  
یہ ہے کہ انسان کے اندر سچوہ تمام بت مکمل جاوے جنکی وجہ سے وہ غلبہ یا کاری غلبت

خیانت وغیرہ بدیون میں گرفتار ہوتا ہے جب تک یہ چیزیں اپنے اندر سو نکالنے سے تباہ نہ  
 لاالہ الا اللہ کے کہنے میں سچا کیوں کر قرار دیا جاسکتا ہے۔ جب کل کی نفی نہ کیا جائے تو مذمت  
 سے کہہ دینا کیا فائدہ دیکھتا ہے خدا کو واحد لا شریک وہی سمجھتا ہے جو فحشانی جذبات کے  
 تحت سدا و غصہ کو ایک دم میں اپنا خدا بنا نہیں لیتا جب تک کہ کل جو بڑے محبوب جو کہ جوہن کی  
 طرح انسان کے دل کی زمین کو دباؤ کرتے ہیں جسم نہ کر دے باطنی تباہی تک انسان صاف نہیں سمجھتا  
 جیسے کہ زمینی چوہے طاعون لانیلے ہوتے ہیں ایسا ہی یہ چوہے انسان کے دل کو خراب کرکے  
 اسے ہلاکت تک پہنچا دیتے ہیں۔ اس بات کو غور و مستوا در خوب یاد رکھو کیونکہ میں نہیں جانتا  
 کہ اس مجمع میں جو لوگ جمع ہیں ان میں سے آئندہ سال تک کون زندہ ہوگا اور کون زندہ نہ ہوگا  
 اس بات پر غور کرنا کہ وہ ہم لا الہ الا اللہ کہنے والے ہیں جب تک کہ اسے اصل مغرور کو حاصل نہ کر لیں  
 ہزاروں آریہ اور برہمن اور یہودی موجود ہیں جو کہ اپنے آپ کو توحید کا قائل مانتے ہیں مگر حیران  
 ہیں جو عمل کرتے ہیں۔

## حقیقت نماز

مغرور لا الہ الا اللہ کے سننے کے بعد نماز کی طریقت توحید کی پابندی کے واسطے  
 برابر قرآن شریف میں تاکب کی گئی ہے لیکن ساتھ ہی اس کے یہ فرمایا گیا ہے کہ **وَقِيلَ لِلْمُتَصَلِّينَ**  
**الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ** لست ہو ان نمازیوں کے واسطے جو کہ حقیقت  
 سے بے خیبر ہیں سمجھنا چاہیے کہ نماز ایک سول ہے جو کہ انسان جدائی کے وقت ورد اور وقت  
 کے ساتھ اپنے خدا کے حضور میں کرتا ہے کہ اس کو تقا اور وصال ہو کیونکہ جب تک وہ خود  
 وصال عطا نہ کرے کوئی وصال کو حاصل نہیں کر سکتا طرح طرح کے طوق اور قسا قسم کے زنجیر  
 انسان کی گردن میں پڑے ہوئے ہیں اور وہ بہتیز چاہتا ہے کہ یہ دور ہو جاوے پر وہ دور نہیں جھٹکتے  
 باوجود انسان کی خواہش کے کہ وہ پاک ہو جاوے نفس و لوامہ کی لغزشیں ہو جاتی ہیں گناہوں  
 سے پاک کرنا خدا کا کام ہے اس کے سوا کسی کوئی طاقت نہیں جو نہ کہ ساتھ بہتین پاک کر دے

پس پاک جذبات کے پیدا کرنے کی واسطے خدا تعالیٰ نے نماز کی ہے نماز کیسا ہے ہر ایک دعا۔ جو درود۔ سوزش اور حرقت کے ساتھ خدا تعالیٰ سے طلب کی جاتی ہو تاکہ یہ فیضیالات اور تجربے کا واسطے ہو جو باورین اور پاک محبت اور پاک تعلق حاصل ہو جائے اور خدا تعالیٰ کے احکام کے ماتحت چلنا نصیب ہو۔

صلوٰۃ کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ عاصف زبان سے نہیں بلکہ اسکی سوزش اور جلین اور حرقت کا ہونا ہی ضروری ہے خدا تعالیٰ دعا کو قبول نہیں کرتا سب تک انسان حالت و عین ایک موت تک نہیں پہنچتا۔ تھوڑے عین جو دعا کے فلسفے سے آگاہ ہیں ہمارے پاس بہت سے خلوطا آتے ہیں جن میں لوگ لکھتے ہیں کہ ہم نے خدا ان امر کے واسطے دعا کی تھی مگر قبول نہیں ہوئی۔ دعا کے واسطے لازمی امر یہ ہے کہ انسان کا دلی خدا تعالیٰ کے آگے گھل جاوے اور وہ صبر اور ہمت کا ساتھ رکھ سکے فصل کا مانگنے والا جو جب نماز کے تمام آداب کا لحاظ رکھا جائے تب اسکی قبولیت کی امید ہوتی ہے نماز بڑے بہاری درجہ کی دعا ہے مگر لوگ اسکی قدر نہیں کرتے اس زمانہ میں مسلمان درود وظائف کی طرف متوجہ ہیں کئی ایک فرقتے ہیں جیسا کہ نوشتہ ہے اور نقشبندی وغیرہ۔ افسوس ہے کہ ان میں سے کوئی بدعات کی آمیزش ہو خالی نہیں یہ لوگ نماز کی حقیقت کو بغیر میں احکام الہی کی جو کرتے ہیں طالب کے واسطے نماز کے ہوتے ہوئے ان بدعات میں سے کسی کی ضرورت نہیں۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریق تھا کہ شکلات کے وقت میں وضو کر کے نماز میں کھڑے ہو جاتے تھے اور نماز میں دعا کرتے تھے۔ ہمارا تجربہ ہے کہ خدا کے قریب جانے والی کوئی چیز نماز سے زیادہ نہیں۔

نماز کے اجزاء اپنے اندر ادب خاکساری اور انکساری کا اظہار کہتے ہیں۔ قیام میں نیازی دست بستہ کھڑا ہونا ہے جیسا کہ ایک غلام اپنے آقا اور بادشاہ کے سامنے طوق ادب سے کھڑا ہوتا ہے۔ رکوع میں انسان انکسار کے ساتھ جھک جاتا ہے سب کو بڑا انکسار سجدہ میں ہے جو بہت ہی عاجز بنی کی حالت کو ظاہر کرتا ہے افسوس ہے کہ نادان لوگ اپنے پاس سے وظائف بناتے ہیں اور پھر ان کو نماز پر ترجیح دیتے ہیں جیسا کہ انسان اس عالم میں جو حصہ نہ لے جس سے

اپنی مدت تک پہنچتی ہے تب تک انسان کے ہاتھ میں کچھ نہیں مگر جس شخص کا یقین خدا پر مشتمل ہے وہ نماز پر کس طرح یقین کر سکتا ہے نماز جامع منات ہے۔

نماز کے واسطے جو پانچ وقت مقرر کئے گئے ہیں اس میں بھی ایک حکمت ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان پر پانچ حالتیں وارد ہوتی ہیں اسکے مطابق پانچ نمازیں رکھی گئی ہیں۔ حالت اول زوال سے شروع ہوتی ہے اس سے پہلے انسان اپنے آپ کو غنی سمجھتا ہے اور طاقتور جاننا۔ بعد از روز روشن کی طرح اسکے تمام امور ایک جلدہر رکھتے ہیں اور ان پر کوئی تاریکی نہیں جوتی وہ اپنے آپ کو غیر محتاج کی طرح خیال کرتا ہے اور ایک پوری راحت اور آرام کی صورت میں اپنے آپ کو دیکھتا ہے اچانک اس پر ایک وقت آتا ہے کہ وہ زوال کیساتھ ایک شبابیت رکھتا ہے وہ ابتداء میں مصیبت کا وقت ہوتا ہے اور دکھ و رنج و محاجی کا احساس شروع ہوتا ہے قبل ازیں اس کو معلوم نہ تھا کہ مجھ پر ایسا وقت آیا ہے اچانک بیٹھے بیٹھے یہ حالت شروع ہو جاتی ہے جیسا کہ گھر میں آرام سے بیٹھے ہوئے اچانک کسی کے پاس گونٹ کی طرف سے وارنٹ آتا ہے اور کسی جرم پر پٹیلی کیجاتی ہے مصیبت کا پہلا مرحلہ ہے اور نماز ظہر کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے کیونکہ انسان کی راحت اور جمعیت میں ایک زوال آگیا ہے اسکے بعد وہ عدالت میں حاضر ہوتا ہے اور شہادت اسکے برخلاف گزر جاتی ہے اور اس کو معلوم کرایا جاتا ہے کہ تجھ پر فرد جرم لگا گیا ہے اس پر عصر کا وقت ہوتا ہے کیونکہ اسکے سوچ کی روشنی میں کمی گئی ہے اور اسکے نور کی روح کھینچ لی گئی ہے اسکے بعد وہ وقت ہے جبکہ اس کو آخری حکم سنایا گیا کہ تجھ اتنی مدت کی قید ہے یہ وہ وقت ہے کہ اس کا سوچ بالکل ڈوب گیا پھر وہ وقت ہے کہ وہ قید خانہ میں داخل ہو گیا اور اسکے اندر بند کیا گیا یہ وقت اسکے واسطے عشاء کا وقت ہے کیونکہ تمام روشنی جاتی رہی اور چاروں طرف سے اس پر تاریکی چھا گئی اور وہ قید خانہ میں پڑا ہے اس لیے تاریکی کے بعد پھر فجر کا وقت آتا ہے جبکہ وہ قید خانہ سے رٹائی پانی لگھکے اور دوبارہ اس پر روشنی کا پرتو پڑتا ہے اور اسکے ارد گرد نور چمکتا ہے یہ پانچ اوقات انسان کے حال پر لازم رہے کہ وہ ان دوران پانچوں حالتوں کی یاد میں جو کما س پر آنے والے ہیں وہ روزانہ خدا تعالیٰ کے حضور میں

میں اوقات پانچ نماز کا راز

دعا میں کرتا ہے کہ وہ ان مشکلات سے بچاؤ۔ یہ پانچ نمازوں کے اوقات کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔

اور جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے رکوع اور سجدہ میں انسان کے عجز و قصور اور انکساکا ایک نقشہ ہے کہ جب انسان حالت قنار پر پہنچتا ہے تو وہ خدا کے آگے سر رکھ دیتا ہے مگر یہ باتیں صرف تقریر اور الفاظ کے ساتھ تعلق نہیں کرتیں جیسا کہ اسکو آزمائے اور دیکھے کہ اسکے نتائج کیا ہوتے ہیں۔ وہ بڑا بد قسمت ہو جاتا ہے نسخہ کو آزمائے نہیں دیکھتا اور اس سے فائدہ حاصل نہیں کرتا۔

نماز ایک خاص دعا ہے مگر لوگ اسکو باوشاہیوں کا شکر سمجھتے ہیں اور ان اتنا نہیں جانتے کہ یہ خدا تعالیٰ کے ان باتوں کی کیا حاجت ہے اس کے غنا و اتالی کو اس بات کی کیا حاجت ہے کہ انسان دعا بھیج اور تھلیل میں صرف ہو بلکہ اس میں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے کہ وہ اس طریق پر اپنے مطلب کو پہنچ جاتا ہے مجبور یہ دیکھ کر بڑا افسوس ہوتا ہے کہ اصل عبارت اول لقولے اور رنداری سے محبت نہیں ہے اسکی وجہ ایک نام نہر بلایا اثر رحم کا ہے ایسا ہے سے اللہ تعالیٰ کی محبت سے دور ہو رہی ہے اور عبادت میں جس قسم کا مزہ انا چاہئے وہ مہر نہیں آتا دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جس میں لذت اور ایک خاص حلاوت تعالیٰ نے کہا نہ جس طرح ایک میض ایک عمدہ و عمدہ خوش فایہ چیز کا مزہ انہیں اٹھا کھتا اور وہ اس تلخ یا بالکل بھسکا سمجھتا ہے اسی طرح وہ لوگ جو عبادت الہی میں حلاوت و لذت نہیں پاتے انکو اپنی بیماری کا فکر کرنا چاہئے کیونکہ جیسا سینے اسی کہا ہے دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جس میں خدا تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی لذت نہ رکھی ہو اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو عبادت کیلئے پیدا کیا تو یہ کہہ کر کہ اس عبادت میں اس کے لئے لذت اور سرور نہ ہو لذت اور سرور تو ہے مگر اس سے حلاوت حاصل کرنے والا ہی تو ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ابے انسان جب عبادت ہی کیلئے پیدا ہوا ہے ضرور یہ کہ عبادت میں لذت اور سرور ہی ہے غایت کار کہا ہو کہ عبادت کو ہم اپنے روزمرہ کے مشاہدہ اور تجربہ سے خوب سمجھ سکتے ہیں

حقیقت کی بات

نماز میں لذت اور عبادت کا باعث



مثلاً و کچھ انواع اور تمام خوردنی اور نوشیدنی اشیاء انسان کیلئے پیدا کئے گئے ہیں تو کیا ان سے وہ ایک لذت اور حظ نہیں پاتا ہے کیا اس واقعہ سے اس کی احساس کیلئے اسکے منہ میں یان موجود نہیں کیا وہ خوب صورت اشیاء و کچھ کہ نباتات ہوں یا اجادات حیوانات ہوں یا انسان حظ نہیں پاتا۔ کیا دل خوش کن اور بے ریلی آوازوں سے اس کے کان محفوظ نہیں ہوتے پھر کیا ریلی و بیل اور یہی اس امر کے اثبات کیلئے مطلوب ہے کہ عبارت میں لذت نہ ہو اور نہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے عورت اور مرد کو جوڑا پیدا کیا اور مرد کو رغبت دی ہے اب اس میں زیر ہستی نہیں کی بلکہ ایک لذت بھی دکھلائی ہے اگر محض توالد و تناسل ہی مقصود بالذات ہوتا تو مطلب پورا نہ ہوتا عورت اور مرد کی برہنگی کی حالت میں ان کی غیرت قبول نہ کرتی کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات پیدا کریں لہذا میں ان کے لئے ایک حظ ہے اور ایک لذت ہے حظ اور لذت اس درجہ تک پہنچتی ہے کہ بعض کو تہ اندیش انسان اولاد کی یہی پروا اور خیال نہیں کرتے بلکہ ان کو صرف حظ سے ہی کام اور غرض ہے۔ خدا تعالیٰ کی علت غائی بندہ دن کا پیدا کرنا تھا اور اس سبب کے لئے ایک تعلق عورت اور مرد میں قائم کیا اور ضمناً اس میں ایک خطہ کہہ دیا۔ جو اکثر نادانوں کیلئے مقصود بالذات ہو گیا اسی طرح سے خوب سمجھ لو کہ عبارت میں کوئی بوجہ اور ٹیکس نہیں اس میں یہی ایک لذت اور سرور ہے اور یہ لذت اور سرور دنیا کی تمام لذتوں اور تمام حظوں سے بالاتر ہے جیسے عورت اور مرد کے باہمی تعلقات میں ایک لذت ہے اس سے ہی بہرہ مند ہو سکتا ہے جو مرد اپنے تئیں صحیح رکھتا ہے ایک نامراد و مخنث وہ حظ نہیں پاسکتا اور جیسے ایک مریض کسی عمدہ سے عمدہ خوش فاقہ غذا کی لذت سے محروم ہے اسی طرح پرانا ٹھیکہ ایسا ہی وہ کھجنت انسان ہے جو عیوبت الہی سے لذت نہیں پاسکتا۔ عورت اور مرد کا جوڑا تو بال اور عارضی جوڑا ہے میں کہتا ہوں حقیقی مابدی اور لذت ہمیشہ جوڑا ہے وہ انسان اور خدا تعالیٰ کا ہے جو محض سخت اضطراب ہوتا اور کبھی کبھی یہ رنج میری جان کو کھانے لگتا ہے کہ ایک دن اگر کسی کو روٹی کھانے کا مزاد آوے طبیعاً اسے پاس جاتا اور کسی کسی ہمتیں اور خوشامدین کو تیار و پیہ خیر کرنا دکھاتا ہے کہ وہ مزاحم حاصل عہد نامہ اور جو اپنی بوی سے لذت حاصل نہیں کر سکتا

بعض اوقات کہہ کہہ کر خوشی کھلا دے کہ پہنچ جاتا اور اکثر مومنین اس قسم کی ہوجاتی ہیں  
مگر آدھہ مریض مل رہا نام اور کیوں کوشش نہیں کرتا جسکو عبادت میں لذت نہیں آتی اسکی جان  
کیوں غم سے کٹھن حال نہیں ہوجاتی۔ دنیا اور اسکی خوشیوں کیلئے کیا کچھ کرتا اور گمراہی اور حقیقی  
راہوں کی وہ پیاس اور تڑپ نہیں پاتا۔ کس قدر بے نصیب ہو گیا محروم ہے عارضی اور  
خانی لذتوں کے علاج تلاش کرتا ہے اور پالیتا ہے کیا ہو سکتا ہے کہ مستقل اور ابدی لذت  
کے علاج نہ ہوں۔ میں اور ضرور دہم مگر کوشش حق میں منتقل اور پوہ قدم در کاہم۔ قرآن کریم  
میں ایک موقع پر اللہ تعالیٰ نے صالحین کی مثال عورتوں سے دی ہے ہمیں یہی ستر  
اور ہسید ہے ایمان لانے والوں کو ہم پر اور اسے سیر و مثال دی ہے یعنی خدا تعالیٰ شکرین  
میں سے مومنوں کو پیدا کرتا ہے۔

بہر حال عورتوں سے مثال دینا میں دراصل ایک لطیف راوی کا اظہار ہے یعنی جس طرح  
عورت اور مرد کا باہم تعلق ہوتا ہے اسی طرح پر عبودیت اور ربوبیت کا رشتہ ہے اگر عورت اور  
مرد کی باہم موافقت ہو اور ایک دوسرے پر فریفتہ ہو تو وہ جوڑا ایک مبارک اور مفید ہوتا ہے  
ورنہ نظام خانگی بگڑ جاتا ہے اور نقص و بالذات حاصل نہیں ہوتا ہے مرد اور عورت ہر  
صدا قسم کی بیماریاں لے آتے ہیں آتشکے مجذوم ہو کر دنیا میں ہی محروم ہو جاتے ہیں  
اور اگر اولاد ہو بھی جائے تو کوئی پشت تک یہ سلسلہ باہر چلا جاتا ہے اور اصر عورت بھیجائی  
کہتی پرتی ہے اور عورت و آبر و کو ڈبو کر بھی سچی راحت حاصل نہیں کر سکتی غرض اس جوڑے  
سے الگ ہو کر کس قدر بدنتائج اور فتنے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح پر انسان روحانی جوڑے  
سے الگ ہو کر مجذوم اور خسار میں ہوجاتا ہے دنیاوی جوڑے سے مزید بے نصیب و مصائب کا  
نشانہ بنتا ہے جیسا کہ عورت اور مرد کے جوڑے سے ایک قسم کی بقا کیلئے خط ہے اسی طرح  
عبودیت اور ربوبیت کے جوڑے میں ایک ابدی بقا کیلئے خط موجود ہے۔ صوفی کہتے ہیں  
کہ جسکو یہ خط نصیب ہو جاوے وہ دنیا اور مافیہا کے تمام خلوت سے بڑھ کر ترجیح رکھتا ہے اگر  
ساری عمر میں ایک بار بھی اسکو معلوم ہو جاوے تو اس میں ہی فنا ہو جاوے لیکن شکل کو یہ

کہ دنیا میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جنہوں نے اس نماز کو نہیں سمجھا اور ان کی نمازیں صرف ٹکڑے ہیں اور اوپر سے دل کے ساتھ ایک قسم کی قبض اور تنگی سے مشغول نشست اور بغاوت کے طور پر ہوتی ہے سمجھو اور یہی افسوس ہوتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ صرف اس لئے نماز پڑھتے ہیں کہ وہ دنیا میں معتبر اور قابلِ عزت سمجھے جائیں اور پس نماز سے یہ بات ان کو محال ہو جاتی ہے یعنی وہ نمازی اور پرہیزگار کہلاتے ہیں یہ ان کو کچھ یہ کہ انیوالانہم نہیں لگتا کہ جھوٹ موٹ اور بیدلی کی نماز سے ان کو بڑی تہ حاصل ہو سکتا ہے تو کیوں ایک سچے عابد بننے سے ان کو عزت نہ ملیگی اور کیسی عزت ملیگی۔

غرض میں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سست اسٹیو ہوتے ہیں کہ ان کو بس لذت اور سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نمازوں کے اندر رکھی ہے اور بڑی بیکار و جاہلی ہی ہے پر شہر میں اور گائوں میں تو اور بھی سستی اور غفلت ہوتی ہے سو پچاسواں حصہ ہی تو پوری مستعدی اور سچی محبت کے اپنے مولانا حقیقی کے حضور میں نہیں جھکتے۔ پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیوں ان کو اس لذت کی اطلاع نہیں اور نہ انہوں نے اس مزہ کو چکھا اور نہ اس میں ایسے احکام نہیں ہیں کہ یہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنے ان کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں اور موزوں اذان دے دیتا ہے پھر وہ سننا ہی نہیں چاہتے گویا ان کے دل دھکتے ہیں یہ لوگ بہت ہی قابلِ رحم ہیں بعض لوگ یہاں ہی ایسے ہیں کہ ان کی دوکانیں کھلیں تو مسجدوں کے نیچے میں گر کہیں جا کر گر پڑے ہی تو نہیں ہوتے۔ پس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے نہایت سوز اور ایک جوش کیسا ہے یہ دعا مانگنی چاہئے کہ جس طرح اور پہلوں اور اشیاء کی طرح کی لذتیں عطا کی ہیں نماز اور عبادت کا یہی ایجا برا چکھا دے۔ کھانا ہوا یا دیتا ہے دیکھو اگر کوئی شخص کسی خوب صورت کو ایک سرور کے ساتھ دیکھتا ہے تو وہ اسے خوب یاد دیتا ہے اور اگر کسی بد شکل اور مکروہ ہئیت کو دیکھتا ہے تو اسکی ساری حالت اعتبار محسوس کر سامنے آ جاتی ہے۔ اسی طرح نماز بے نمازوں کے نزدیک ایک تاوان ہے کہ ناحق صبح اٹھ کر سرور میں و نہو کر کے خواب راحت چھوڑ کر اور کئی قسم کی آسائشوں کو کہہ کر

پڑتی ہے اہل بات یہ ہے کہ اُسے بیزار ہی ہے وہ اسکو سمجھ نہیں سکتا اور اس لذت اور لذت  
 سے جو نماز میں ہے اسکو اطلاع نہیں ہے پھر نماز میں لذت کیونکر حاصل ہو سکتی ہے نہ کہ کتنا ہون  
 کہ ایک شرابی اور نشہ باز انسان کو جب سرور نہیں آتا تو وہ سپے در سپے پیائے پیتا جاتا  
 ہے یہاں تک کہ اسکو اپنی تمام کا نشہ آجاتا ہے دشمن اور بزرگ انسان اس کو قایمہ  
 اٹھا سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ نماز پر دوام کرے اور پڑھتا جاوے یہاں تک کہ اسکو مغرور  
 آجاتا ہے اور نیچے شرابی کے ذہن میں ایک لذت ہوتی ہے جس کا حاصل کرنا اسکا مقصد  
 بالذات ہوتا ہے اسی طرح ذہن میں اور ساری طاقتوں کا رجحان نماز میں حاصل کرنا ہو  
 اور ہر ایک خلوص اور جوش کے ساتھ کم از کم اس نشہ باز کے اضطراب اور قلق و کرب  
 کی مانند ہے ایک دعا بیدار ہو کہ وہ لذت حاصل ہو میں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ یقیناً  
 یقیناً وہ لذت حاصل ہو جائیگی پھر نماز پڑھتے وقت ان مفاد کا حاصل کرنا ہی ملحوظ ہو جو  
 اُس سے ہوتے ہیں اور احسان پیش نظر ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ الشَّرَّ کَمَا یُذْهِبُ السَّيِّئَاتِ  
 نیکیاں بدیوں کو زایل کر دیتی ہیں پس ان حسنات کو اور لذات کو دل میں رکھ کر دعا کہے کہ وہ  
 نماز جو کمال یقین اور محسنوں کی ہے وہ نصیب کرے یہ جو فرمایا ہے ان احسانات یہ ہیں  
 یعنی نیکیاں یا نماز بدیوں کو دور کر دیتی ہے یا دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ نماز فوجش اور  
 برائیوں سے بچاتی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے  
 ہیں اسکا جواب یہ ہے کہ وہ نماز میں پڑھتے ہیں مگر نہ روح اور نہ رہتی ہے کے ساتھ وہ صرف جسم  
 اور عادت کے طور پر ٹکریں مارتے ہیں اور ان کی روح مر رہے ہے اللہ تعالیٰ نے ان کا احسانات  
 نہیں رکھا اور یہاں جو حسنات کا لفظ کہا الصلوٰۃ کا لفظ نہیں رکھا باوجودیکہ معنی ہی  
 ہیں انہی وجہ سے کہ نماز کی خوبی اور حسن و جمال کی طرف اشارہ کرے کہ وہ نماز بدیوں کو دور  
 کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے اور بغیر ان کی تاثیر و عین موجود ہے۔  
 وہ نماز یقیناً یقیناً برائیوں کو دور کرتی ہے۔

نماز میں حصول لذت و حلاوت

نماز کا حلاوت

نماز نشست و برخاست کا تم نہیں ہے نماز کا سنا اور روح وہ دعا ہے جو ایک

اور سو اپنے اندر رکھتی ہے ارکان نماز دراصل روحانی نشست و برخاست کیلئے ہیں  
 انسان کو خدا تعالیٰ کے روبرو کھڑا ہونا پڑتا ہے اور قیام ہی آداب خدا شکاران میں ہے  
 ہے رکوع جو دوسرا حصہ ہے بتلاتا ہے کہ گویا تیار ہی ہے کہ وہ تمہیں حکم کو کس قدر گروں  
 جو کتنا ہے اور سجدہ کمال ادب اور کمال تذلل اور نیستی کو جو عبادت کا مقصود ہے ظاہر کرتا ہے  
 یہ آداب اور طریق ہیں جو خدا تعالیٰ نے بطور یادداشت کے مقرر کر دیئے ہیں اور جسم کو  
 باطنی طریق سے حصہ دینے کی خاطر ان کو مقرر کیا ہے علاوہ اذین باطنی طریق کے لپٹا  
 کی خاطر ایک ظاہری طریق بھی رکھ دیا ہے اب اگر ظاہری طریق میں جو اندرونی اور باطنی  
 طریق کا ایک عکس ہے صرف تقال کی طرح تقلین اُتار کر اور اسے ایک بار گراں سمجھ کر  
 اُتار پھینکنے کی کوشش کی جائے تو تم بتاؤ اس میں کیا لذت اور خطا کتنا ہے اور خلیق  
 لذت اور سرور نہ آئے اسکی حقیقت کیونکہ محقق ہوگی اور یہ اس وقت ہوگا جبکہ روح ہی  
 نہمستی اور تذلل تمام ہو کر استناء الہیہ پر گرے اور جو زبان بولتی ہے روح ہی بولے  
 اس وقت ایک سرور اور بوز اور تسکین حاصل ہو جاتی ہے۔ میں اسکو اور کہوں کہ کتنا چاہتا ہوں کہ  
 انسان جس قدر مرتب طے کرے کہ انسان ہوتا ہے یعنی لفظ بلکہ اس سو ہی پہلے لفظ کے اجزاء  
 یعنی مختلف قسم کی غذا اور انکی ساخت اور بناوٹ پہ لفظ کے بعد مختلف مایع کے بعد  
 بچہ پھر جوان۔ بوڑھا غرض ان تمام عالموں میں جو اس پر مختلف اوقات میں گزری ہیں  
 اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا مقدر ہوا وہ نقشہ جہاں اس کے ذہن میں انچا ہے تو وہ  
 اس قابل ہر کتب ہے کہ ربوبیت کے مقابل میں اپنی عبودیت کو والد سے غرض مع عا  
 یہ ہے کہ نماز میں لذت اور سرور یہی عبودیت اور ربوبیت کے ایک تعلق سے پیدا ہوتا ہے  
 جب تک اپنے آپ کو عدم محض یا مشابہ بالعدم قرار دیکر جو ربوبیت کا ذاتی تقاضا ہے خدا کے  
 اور کافضیان اور پر تو اس پر نہیں ٹپتا اور اگر ایسا ہو تو پہر طے اور جب کی لذت حاصل ہوتی  
 ہے جس سے بڑھ کر کوئی حظ نہیں ہے۔

انسان کی روح جب نہمستی ہو جاتی ہے تو وہ خدا کی طرف ایک چشمہ کی طرح ہستی

اور ماسویۃ سے قطع نام ہو جائے اس وقت خدا تعالیٰ کی محبت اس پر گرتی ہے اس  
 اتصال کے وقت ابن دو جوشوں سے جو اوپر کی طرف ہو بہت کا جوش ایسی نیچے کی طرف سے  
 جو بہت کا جوش ہوتا ہے ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے اس کا نام صلوة ہے پس یہی  
 وہ صلوة ہے جو سینات کو بہم کر دیتی ہے اور اپنی جگہ ایک اور چمک چوڑھوتی ہے جو بالک کو  
 راستہ کے خطرات اور شکات کے وقت ایک منور شمع کا کام دیتی ہے اور ہر قسم کے غم غنائی  
 اور ٹھوکر کے پتھران اور خار جس سے جو اسکے راہ میں ہوتے ہیں آگاہ کر کے بچاتی ہے اور  
 یہی وہ حالت ہے جبکہ *إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ* کا اطلاق ہوتا ہے  
 ہوتا ہے کیونکہ اسکے ہاتھ میں اسکے شمع دان دل میں ایک روشن چراغ رکھا ہوا ہوتا ہے اور یہ  
 وجہ کا قائل کامل مینی اور نورانی اور پوری اطاعت سے حاصل ہوتا ہے بزرگناہ کا خیال سے آکیز کر  
 سکتا ہے اور انکار اس میں پیدا ہی نہیں ہو سکتا فحشا کی طرف بھی نظر اٹھ ہی نہیں سکتی  
 غرض اسے ایسی لذت ایسا سرور حاصل ہوتا ہے کہ یہ نہیں سمجھ سکتا کہ اسے کیونکر بیان کروں  
 پہر بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ نماز جو اپنے اصل محنوں میں ناتوا ہے دعا سے حاصل ہوتی  
 ہے غیر اللہ سے سوال کرنا مومنانہ غیرت کے صبر اور سخت محال ہے کیونکہ یہ مرتبہ دعا کا اللہ ہی  
 کیلئے ہے جب تک انسان پوری طور پر حنیف ہو کر اللہ تعالیٰ ہی سے سوال نہ کرے اور اسی سے  
 نہ مانگے سچ سمجھ کر حقیقی طور پر وہ سچا مسلمان اور سچا مومن کہلانیکا مستحق نہیں -

اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ اسکی تمام طاقتیں اندرونی ہوں یا بیرونی سب کی سب اللہ تعالیٰ  
 ہی کے آستانہ پر گری ہوئی ہوں جس طرح ہر ایک کائنات میں بہت سی کلون کو چلانا ہے پس اسی  
 طور پر جب تک انسان اپنی ہر کام اور ہر حرکت و کمون تک کو اسی انجن کی طاقت عظمیٰ کے ماتحت  
 نہ کر لے وہ کیونکر اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا قائل ہو سکتا ہے اور کیونکر اپنے آپ کو *إِنِّي وَجَّهْتُ*  
*وَجْهِيَ لِلَّهِ* نے *فَطَرِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَنِيفًا* کہتے وقت حنیف کہہ سکتا ہے جیسو منہ  
 سے کہتا ہے دل سے بھی اور ہر کی طرف متوجہ ہو تو لاریب وہ مسلم ہے وہ مومن اور حنیف ہے -  
 جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا غیر اللہ سے سوال کرے اور ادھر ہی جہکتا ہے اور روح اور دل کی

ماقبتین راس و تخت کی طرح جسکی شاخیں ابتداً ایک طرف کروی جائیں اور پھر درخت شاخیں  
 اور پھر جھکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک سختی اور تشدد اس کے دل میں پیدا ہو کر اسے  
 مجبور اور پتھر بنا دیتا ہے جیسے وہ شاخیں پہرے دوسری طرف مڑ نہیں سکتیں یہی طرح پرہیز  
 اور روج دن بدن خدا تعالیٰ سے دور ہوتی جاتی ہے۔ پس یہ بڑی خطرناک اور دل کو کھپکھا  
 دینے والی بات ہو کہ انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے کو سوال کرے ای لئے نماز کا التزام  
 اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے تاکہ اولاً وہ عادت نہ آسکے کہ طبع قایم ہو اور رجوع الے اعصر  
 کا خیال ہو پھر رفتہ رفتہ وہ وقت خروا جاتا ہے کہ انقطاع کلی کی حالت میں ایک نور اور  
 ایک لذت کا وارث ہو جاتا ہے۔ میں اس امر کو تہنیکید سے کہتا ہوں انوس ہو مجھے وہ  
 لفظ نہیں ملتا جو جن میں وہ غیر اللہ کی طرف رجوع کرنیکی برائیاں بیان کر سکوں لوگوں کے پس  
 جا کر مست و خوشامد کرتے ہیں یہ بات خدا تعالیٰ کی غیرت کو جوش میں لاتی ہے کیونکہ یہ نور  
 لوگوں کی نماز ہے پس وہ اس سے بڑھا اور اسے دور پہنیک دیتا ہے۔ میں سوئے الفاظ  
 میں اسکو بیان کرتا ہوں گو یہ امر اس طرح پر نہیں ہے مگر سمجھ میں فوراً آسکتا ہے کہ جیسے ایک  
 مرد غیور کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ وہ اپنی بیوی کو کسی غیر کے ساتھ تعلق پیدا کرتے  
 ہوئے دیکھ سکے اور جس طرح پر وہ مرد ایسی حالت میں اس نابکار عورت کو وجہ القتل  
 سمجھتا بلکہ اس اوقات ایسی وارداتیں ہو جاتی ہیں ایسا ہی جوش اور غیرت اکو بہتیت کی ہر  
 جب عبودیت اور دُعا خاص اس نفات کے مد مقابل ہیں وہ پسند نہیں کر سکتا کہ کسی اور کو  
 معبود قرار دیا جاوے یا پوکا راجا کرے پس خوب یاد رکھو اور پھر خوب یاد رکھو کہ غیر اللہ کی طرف  
 جو گناہ خدا تعالیٰ سے کاٹنا ہے نماز اور توحید کچھ ہی ہو کیونکہ توحید کے عمل اقرار کا نام ہی  
 نماز ہے نماز اس وقت بے برکت اور بے سود ہوتی ہے جب اس میں نیستی اور تذلل اور  
 حنیف دل ہو منورہ دُعا جسکے لئے اَدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لکھ فرمایا ہے اُس کیلئے  
 یہی سچی روج مطلوب ہے اگر اس نضر اور شروع میں حقیقت کی روح نہیں تو وہ ٹین ٹین سے  
 کم نہیں ہے ملا اس بات پر ہے کہ جب تک اسے ارادے ناپاک اور گندے منصوبے نہیں

انافیت اور شیخی دور ہو کر نیستی اور فروتنی آئے انسان خدا کا سچا بندہ نہیں کہلا سکتا  
عبودیت کاملہ کے سکھلانے کے لئے بہترین معلم اور افضل ترین ذریعہ نماز ہے میں تمہیں  
پہر بتلاتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق حقیقی ارتباط چاہتے ہو تو نماز پر کار بند ہو جاؤ  
اور ایسے کار بند بنو کہ تمہارا جسم تمہاری زبان بلکہ تمہاری روح کے ارادے اور جذبے کے  
سب ہمہ تن نماز ہو جائیں :



### حقیقت روزہ

صلوٰۃ کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں اسکے بعد روزے کی عبادت ہو افسوس ہے کہ اس زمانہ  
میں بعض مسلمان کہلانے والے ایسے ہی ہیں جو کہ ان عبادات میں نرم کرنا چاہتے ہیں  
وہ اندھے ہیں اور خدا تعالیٰ کی حکمت کاملہ سے آگاہ نہیں ہیں۔ تزکیہ نفس کے واسطے  
یہ عبادات لازمی تھیں۔ یہ لوگ جس عالم میں داخل نہیں ہوئے اسکے معاملات میں  
بیہودہ دخل دیتے ہیں اور جس ملک کی اونہوں نے سیر نہیں کی اسکی اصلاح کے واسطے  
جسٹنٹجوزین پیش کرتے ہیں۔ انکی عمریں دنیوی و دہندون میں گذرتی ہیں دینی معاملات  
کی انکو کچھ ہی خبر نہیں۔ کم کہانا اور مہجوک برداشت کرنا ہی تزکیہ نفس کی واسطے ضروری ہے  
اس سوکشتی طاقت بڑھتی ہے انسان صرف روٹی سے نہیں جیتا۔ بالکل ابدی زندگی کا  
خیال چھوڑ دینا اپنے اوپر فہر آئی کا نازل کرنا ہے مگر روزہ واکو خیاال کہنا چاہئے کہ روزہ  
سے صرف یہ مطلب نہیں کہ انسان بھوکا رہے بلکہ خدا کے ذکر میں بہت مشغول رہنا چاہئے  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں بہت عبادت کرنے سے تھے ان آیام میں کہانے  
پینے کے خیالات سے فارغ ہو کر اور ان ضرورتوں سے اعتدال کر کے تبتل الی اللہ حاصل کرنا  
چاہئے بلکہ یہ ہے وہ شخص جسکو جسمانی روٹی ملی مگر اس نے روحانی روٹی کی پروا نہیں کی  
جسمانی روٹی سے جسم کو قوت ملتی ہے ایسا ہی روحانی روٹی روح کو قایم رکھتی ہے اور اس  
روحانی قوت سے تیز ہوتے ہیں خدا سے فتوحا ہوا کہو کہ تمام دروازی اسکی توفیق سے کھلتے ہیں



## حقیقت حج

ایسا ہی ایک عبادت حج کی ہے مگر حج ایسا نہیں چاہیے کہ حرام حلال کا جو رویہ جمع ہوا  
اسکو لیکر انسان سمندر کو چیرتا ہوا رسمی طور پر حج کو پکا کر آوے اور اس جگہ کے کہلانہ لے  
جو کچھ منہ سے کہلاتے جاوین وہ کہہ کر دے اور اپنا آجودے اور ناز کر کے کہ میں حج کر آیا ہوں خدا تعالیٰ  
کا جو مطلب حج سے ہر وہ اس طرح پورا نہیں ہوتا اصل بات یہ ہے کہ سالک کا آخری مرحلہ یہ  
دوہ انقطاع نفس کر کے عشق باسدا و محبت الہی میں غرق ہو جاوے عاشق اور محب جو  
سچا ہوتا ہے وہ اپنی جان اور اپنا دل قربان کر دیتا ہے اور بیت اسدا کا طواف اس قربانی کے  
واسطے ایک ظاہری نشان ہے جیسا کہ ایک بیت اندر نیچے زمین پر چاہا ایسا ہی ایک آسمان  
پر بھی ہے جیتک آدمی اسکا طواف نہ کرے اسکا طواف ہی نہیں ہوتا اسکا طواف کرنے والا  
تو تمام کپڑے اتار کر ایک کپڑا بدن پر رکھ لیتا ہے لیکن اسکا طواف کرنے والا بالکل نرغ شباب  
کر کے خدا کی وسطے تنکا ہو جاتا ہے۔ طواف عشاق الہی کی آیت نشانی ہے عاشق اور اس کے  
گرو گہوتو ہیں گویا ان کی اپنی مرضی باقی نہیں رہی وہ اس کے گروا گرو قربان ہو رہے ہیں۔



## حقیقت زکوٰۃ

بعض لوگ زکوٰۃ تو دیتے ہیں مگر اس بات کا کچھ خیال نہیں کرتے کہ یہ رویہ حلال کی کمائی ہو یا حرام  
کی کمائی سے ہے دیکھو اگر ایک کتا فوج کیا جاوے اور اس کے فوج کرنے کے وقت اسدا کبریٰ کہا جاوے  
ایسا ہی ایک سڈروا زات فوج کے ساتھ مارا جاوے تو وہ کیا گشتایا سوڑ حلال ہو جاوے گا  
وہ تو ہر حال حرام ہی ہے زکوٰۃ تو زکوٰۃ سے نکلی ہے اس کے فریہ و مال پاک ہو جائے گا انسان  
حلال کی روزی حاصل کرتا ہو اور پھر سکودین کے ماہ میں خرچ کرتا ہے انسانوں میں اس قسم کی  
غلطیان کہ اصل حقیقت کو نہیں پہچانتے ایسی باتوں سے دست بردار ہونا چاہئے ارکان اسلام  
سخت تدویر کے واسطے ہیں مگر اپنی غلطیوں سے لوگ کہیں کے کہیں چلے جاتے ہیں انسان

کو اپنے اعمال پر نہیں مکرنا چاہیے اور نہ خوش ہونا چاہیے جب تک ایسا ایمان خالص حاصل نہ ہو جاوے کہ انسان کی عبادت میں خدا تعالیٰ کے ساتھ کوئی شریک نہ ہو اور اس کے اعمال صالح نہ ہو جاوے مگر کیا تہہ محبت نہیں چاہئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَوْ كُنَّا آلَ اللَّهِ لَكُنَّا أَهْلَ عَرْشِهِ وَآلَ اللَّهِ هُمْ أَهْلُهَا۔ تم ہرگز نیکی کو نہیں پاسکتے جب تک کہ تم ان چیزوں میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔ جن سے تم سہار کرتے ہو اگر ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ساتھ کج کل کے حالات کا مقابلہ کیا جاوے تو اس زمانہ کے حالات پر افسوس آتا ہے کیونکہ جان ہر پیاری کوئی شے نہیں اور اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینی پڑتی تھی تمہاری طرح وہ بھی بیوی اور بچے رکھتے تھے جان سب کو پیاری لگتی ہے مگر وہ ہمیشہ اس بات پر دیص رہتے تھے کہ نفع ملے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان قربان کر دیں کیا تم میں کوئی ایسا ہے حلفاً بیان کرو۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک اسوہ پر عمل نہ کرے مگر اس کیلئے توفیق اللہ تعالیٰ ہی ملتی ہے صرف باتوں سے اور ظاہر داری سے یہ بات حاصل نہیں ہوتی۔ اگر کھرے سولے کی بجائے کوئی شخص پتل لہجائے تو وہ بڑا جاوے گا اور اسکو ہتھکڑی لگائی جاوے گی اور قید خانہ میں ڈالا جاوے گا جو شخص خدا کو چاہتا ہے وہ تمام دنیا کی خواہشات سے منہ پھرتا ہو جاوے اور حرص و ہوا کو بالکل چھوڑ دے۔

میں یہ نہیں کہنا کہ تم دنیا کے کاروبار کو چھوڑ دو۔ میں تاجر کو اسکی تجارت سے منع نہیں کرتا اور زمیندار کو اسکی زمین کی کاشت اور حفاظت سے نہیں روکتا اور حرفہ والے کو اس کے حرفہ سے باہر ہونے کا حکم نہیں دیتا۔ برہمن کہتا ہوں کہ ایسے نبوکہ دل بایار و ست درکار +

فَلْيَسِّرْ لَهُ فِيهَا بِالْعُدَّةِ وَالْأَصَالِ۔ مَرَجَالًا لَا تُؤْتِيهِمْ  
 حَتَّىٰ يَكُونُوا كَالْبَيْعِ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَأَقَامَا الصَّلَاةَ وَآتَاءَا الزَّكَاةَ وَجَاءُوا  
 يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْمُلُوكُ وَالْأَبْقَامُ۔  
 اس دن کی سختی سے جہنم گروش کہا میں نے دل اور انہیں۔

# حقیقت اسلام

واقعہ کہ کثرت عرب میں اسلام کو کثرت میں کہ بطور پیشگی ایک چیز کا مول دیا جاوے اور یہ کہ کسی انسان کا نام  
 سنہین اور یا یہ کہ صلح کے طالب ہوں اور یا یہ کہ کسی امر یا خصوصیت کو چھوڑ دوں۔ اور اصطلاحی  
 مسئلہ اسلام کے وہ ہیں جہاں آیت کریمہ میں اسی کی طرف اشارہ ہے یعنی کہ بَلَا مِّنْ اِسْلَامٍ وَّجْهَةٌ لِلّٰہِ  
 وَہُوَ خَیْرٌ مِّنْ اِسْلَامِہٖ عِنْدَ سَرِیۡہِہٖ وَکَاخُوۡفِہٖ عَلَیۡکُمْ وَاَکَاہُمْ یُحْجِزُ بَیۡنَکُمۡ وَبَیۡنَ اٰیۡمَہٖ  
 جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی تمام وجود کو سوئے لیتے اپنے تمام وجود کو اللہ تعالیٰ کیلئے اور اس کے  
 ارادوں کے پیروی کیلئے اور اس کی خوشنودی کے حاصل کرنے کے لئے وقف کر دیوے اور یہ نیک کاموں  
 پر خدا تعالیٰ کیلئے قائم ہو جاوے اور اپنی وجود کی تمام علمی طاقتیں اس کی راہ میں لگا دیوے مطلب یہ ہے  
 کہ اعتقاد ہی اور علمی طور پر محض خدا تعالیٰ کا ہر جادوی اعتقادی طور پر اس طرح کہ اپنے تمام وجود کو  
 ایک ایسی چیز سمجھے جسے جو خدا تعالیٰ کی شناخت اور اس کی اطاعت اور اس کے عشق اور محبت اور اس کی  
 رضامندی حاصل کرنے کے لئے بنائی گئی ہے اور علمی طور پر اس طرح کہ خالصانہ تحقیقی نیکیاں جو ہر ایک  
 قوت سے متعلق اور ہر ایک خدا واد و توفیق سے وابستہ ہیں بجا لاوے مگر ایسے ذوق و شوق و حضور  
 سے کہ گویا وہ اپنی فرمان برداری کے آئینہ میں اپنے معبود حقیقی کے چہرہ کو دیکھ رہا ہے۔ پھر  
 مزاجیت کا یہ ہے کہ جسکی اعتقادی و علمی صفائی ایسی محبت ذاتی پر مبنی ہو اور ایسے طبعی جوش سے  
 اعمال سند اس سے صادر ہوں وہی ہے جو عند اللہ سختی اجر ہے اور ایسے لوگوں پر نہ کچھ غم  
 اور نہ وہ کچھ غم رکھتے ہیں یعنی ایسے لوگوں کیلئے نجات نقد موجود ہے کیونکہ جہاں انسان کو اللہ تعالیٰ کی  
 ذات صفات پر ایمان لا کر اس سے موافقت تامہ ہو گئی اور راہ اسکا خدا تعالیٰ کے ارادہ  
 ہرگز جو گیا پھر سام لذت اسکی فرمان برداری میں ٹھہر گئی اور جمیع اعمال صالحہ نہ شقت کی راہ  
 سے بلکہ لذت و راحت و احتیاط کی کشش سے صادر ہونے لگے تو یہی وہ کیفیت ہے جسکو فلاح  
 اور رستگاری سے موسوم کرنا چاہئے اور عالم آخرت میں جو کچھ نجات کے متعلق مشہور ہو چکا  
 ہو گا وہ درحقیقت اس کیفیت رسوخ کے اظلال آ رہا ہے جو اس جہاں میں جہانی طور پر ظاہر

ہو چاہئے کہ طلب یہ کہ کبھی زندگی اس جہان ہو شروع ہو جاتی ہو اور مٹی کی خرابی کی طرح  
 یہی اس جہان کی گندی اور کورانہ نسبت ہو۔

اب آیت مدد و عذاب الایمان سے ہر ایک علیہ النفل سمجھ کر ثابت کہ اسلام کی  
 حقیقت نبی کی شخص میں تحقیق ہو جاتی ہے کہ جب اس کا وجود نہ ہو تو تمام باطنی و ظاہری  
 قوتوں کے محض خداوندی کیلئے اور اس کے راہ میں وقف ہو جائے اور جو مانیوں اس کو  
 خداوندی کیلئے سے ملی ہیں یہ اس معنی حقیقی کہ اس پر وہی عبادت اور سبب عبادت ہی طریقہ  
 یکہ عمل کے آئینہ میں ہیں اپنے اسلام کی اسکی حقیقت کا وہ کی ساری شکل کہہ سکتے ہیں وہی  
 بھی شخص ہی علی اسلام یہ بات ثابت کر دیں۔ اس سے ثابت ہو رہا ہے اور دل و دل اور اسکی عقل  
 اور اسکا فہم اور اس کا غضب اور اسکا جہم اور اسکا علم اور اسکی تمام روحانی اور  
 جسمانی تمام اولیٰ و سبکی عزت و اولیٰ و سبکی مال اور اسکا تمام اور سبکی راہ و سبکی اس کا ستر کے  
 ہونے سے پیریت کے نامزدانے ایک عبادت و ظاہر و باطن سبب و اس کا سبب و اس کا سبب  
 اور اس کے دل کے غفلت اور اس کے نفس کے جذبات سبب خداوندی کے استیلا و اس کے سبب  
 ہیں کہ جب ایک شخص سے لھنا اس شخص کے تعلق ہو جس میں غرض یہ ثابت ہو رہا ہے  
 کہ صدق و ایمان اور سبب اس کے گناہ و گناہ کے سبب اس کے گناہ و گناہ کے سبب اس کے گناہ و گناہ کے  
 ہو گیا اور تمام اعضا اور قوتوں کے آبی خداوندی میں ایسے لگے کہ ہیں نہ کوئی اور جو اس میں

درتیب غاکسار محمد فضلی احمدی متولین جنگ تبسبیل کو جہاد صلح اولیٰ و

## اشتیادات احمدیہ

## مرآۃ الحقائق حصہ دوم

کتبستان

PUBLISHED BY THE PUBLISHERS

کتاب بنام و کمال کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں و تقریروں سے کی گئی ہے جو صحیح  
 کام سے اس کے متعلق اعتقاد و استیلا سے کتاب میں درج ہیں۔ اول تمام عقائد و دین اسلام کو بطور اختصار  
 و اجمال حضرت اقدس کی عربی و فارسی کتابوں سے لیکر ترجمہ اردو لکھا گیا ہے۔ بعد ازاں ہر مسئلہ متعلقہ اعتقاد و  
 دین اسلام جو حضرت اقدس نے حقیقت و دلائل حقیقت بیان فرمایا ہے اس میں اربعہ بنیادیں ہیں۔ اول حقیقت  
 حسب ذیل ہے۔ توحید و صفات باری تعالیٰ۔ ملائکہ۔ وسایط ملائکہ کیسے ہیں۔ واسطی خیر و داعی شہید۔ آسمان و  
 ارض کی حقیقت۔ منتخب منزلہ بنی آدم۔ آتش کمال ملائکہ کی افضل ہے۔ جہان آخرت کے نظام۔ متوازن آسمان  
 و ارض کی حقیقت۔ حقیقت اللہ تعالیٰ کا تخت و عرش پر مہینا۔ صف ملائکہ و ترانہ اعمال و فروع موت و نہر جس کے تیر و شہید۔ اصل نظام و دار  
 الہی۔ آقا یا نبی۔ خلق اللہ تعالیٰ۔ تقدیر مرموع و خلق۔ مضمون بحیثیت کی تکالیف کی درجات۔ و تکالیف و مضامین کا  
 مندرجہ تمام اسباب و آثار و ان قدرت۔ پیدایش روح کا زمانہ۔ قیام و خواب و روح و جسم و حشر و ہر وقت  
 سرخ نبوی۔ و حقیقت رفتوی بر زمانہ۔ مسیح۔ آفتاب کا مغرب و طلوع کرنا۔ مغرب و طلوع آفتاب کے زمانہ و توبہ کا  
 بندہ ہونا۔ کفار و مجار کے خلوع و جہنم کی حقیقت۔ تہذیبات صفات الہیہ۔ عرش استواء و علی العرش کی حقیقت۔  
 عرش الہی کو و بنامین چاند نیامت میں آئے ہر نیتوں کے اٹھانے کی حقیقت۔ شفیع کون ہے۔ دو القریں اور  
 مسیح موعود و مسوا و علم و حضرت مسیح میں بیا ہونا۔ خلق طہور و احیاء مرنے کے مسیح و نجات و خلافت راشدہ۔ حقیقت  
 امام موجود زمانہ کا کہ حضرت مسیح موعود صاحب مہی ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی نبوت و رسالت غیر تشریحی ہے۔ امام  
 مہی حقیقت ختم نبوت۔ تہذیب مہی موعود و مسیح موعود و کوشن و آثار علیہ السلام۔ مسیح موعود و مسوا و مرنے کے باقی نام  
 مسیح موعود کا و شقی کنارہ کے پاس آکرنا۔ مانتھن و کرکشن ہی با و انامک۔ حضرت مسیح موعود کی نسبت صلوة و سلام  
 کا استعمال افضلیت امام تمام حضرت مسیح موعود۔ علامات خاصہ حضرت مسیح موعود و نزول مسیح موعود و درجہ اول  
 مسیح موعود کا نزول و فرشتوں کے کا ہونا۔ مسیح موعود کا آنے کا زمانہ۔ مسیح موعود کا غسل کئے ہوئے تمام  
 ستہ کلنا۔ مسیح موعود کا وصال کے مقابل رہنا کہ کعبہ کا طرف کرنا۔ مسیح موعود کا خنزیر کو قتل کرنا۔ مسیح موعود کا صراط و  
 ہونا۔ مسیح موعود کا صلیب کو اڑنا۔ مسیح موعود کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر میں داخل ہونا۔ مسیح موعود کا فضل سے محفوظ رہنا  
 نزول مسیح کی حقیقت۔ مقدمہ پیشی بعد مسیح موعود کا اپنی جاوت کو درجات جنت بنانا۔ جانشینان حضرت مسیح موعود علیہ السلام  
 مسیح موعود کا قبر نبوی میں دفن ہونا۔ وصال اور اسکے کرشمے۔ وصال کے پاس دو ٹیوں کا پہاڑ۔ وصال کی دینی آگہی میں ہر  
 شہر و تال۔ یا حوج و با حوج۔ و آتہ اللامض۔ حقیقت وصال۔ وصال کی خاص علامات۔ وصال کا یہ چشم ہونا وصال و فرشتہ  
 جمعی و فتاویٰ احمدیہ جلد اول و دوم بھی شائع ہو چکے ہیں۔ قیمت ہر سہ جلد پر اول عدد دوم ۸  
 سوم ہر ان کتابوں کے متعلق زیادہ و خواہش بنام مولوی محمد فضل خان احمدی۔ مقام  
 وڑاکی نہ چنگا تحصیل گوجرانہ راولپنڈی آویں۔

الامرن خطف الخطفہ شہادت ناقب

# الشہادت

## الحاٹف المراتب

جسین نہایت سلیس، مقبول اور منہ غانہ طریقہ سے مرانیوں کے ارتداد کا ثبوت قتل مرتہ کے شری و اہل اور اس کا عقلی فلسفہ اور جہاد بالیسیف کی حکمت اور حدود اور دولت مستقلہ اور ادافہ اتان کے فیصلہ دربارہ تغیر مرند کی تحسین و تصویب اور ان تمام شہادت کا ازالہ کیا گیا ہے جو اس نسیلہ پر کئے جاتے ہیں

مؤلف

کترین خادم ہلام

شہید احمد عثمانی یوبندی عفر اللہ ذوب

وستر عیوب

بام تمام

مولوی محمد طیب و مولوی محمد طاہر صاحب

قائم پین پین طبع ہوا

# الشہاب جو طفتا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد والہ وصحبہ اجمعین  
کابل میں نعمت اللہ قادیانی کی سنگساری کے واقعہ سے ہندوستان کے اخباروں میں قادیانیوں  
کے ارتداد کی بحث پھر تازہ ہو گئی اور ساتھ ہی یہ مسئلہ بھی زیر بحث آ گیا کہ اسلام میں مرتد کی سزا  
کیا ہے۔ مسٹر محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور نے ”پیغام صلح“ کے ضمیمہ کے طور پر ایک پمفلٹ  
بھی اسی مضمون کے متعلق بڑی تعداد میں شائع کرایا ہے جس میں پورے زور خطابت سے  
حکومت افغانستان اور علماء دیوبند کے خلاف (جو افغانستان کے اس فعل کی سب سے بڑھ کر  
تحصین کرنے والے ہیں) نفرت اور اشتعال پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اگرچہ مجھے یقین ہے کہ مسلمان اب بہت کچھ قادیانیوں کی فتنہ پردازیوں اور اسلام کے خلاف ان  
کی دسیہ کاریوں سے واقف ہو گئے ہیں۔ اور اسی لئے ان کا کوئی پروپیگنڈا افغانی گورنمنٹ یا  
علماء دیوبند کے خلاف انشاء اللہ موثر نہیں ہو سکتا۔ تاہم سلسلہ تحریرات جس حد تک پہنچ گیا ہے  
اُسے دیکھتے ہوئے مناسب معلوم ہوا کہ اس باب میں توسط کیساتھ کچھ عرض کیا جائے۔

اس ضمن میں پہلی بحث جو ہمارے سامنے آتی ہے وہ قادیانی جماعت کے ارتداد کا مسئلہ ہے  
اور پھر یہ دیکھنا ہے کہ مرتد کی نسبت اسلام کیا فیصلہ کرتا ہے تو ضروری ہوا کہ اولاً ارتداد کے معنی  
سمجھ لئے جائیں۔

# ارتداد کی تعریف

مرتد کے معنی لغت میں (راجع) یعنی کسی چیز سے لوٹنے اور پھر جانے والے کے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں مرتد اس شخص کو کہا جاتا ہے جو دین اسلام کو اختیار کر کے اُس سے پھر جائے امام راغب ارتداد کے معنی لکھتے ہیں

هو الرجوع من الاسلام الى الكفر | اسلام سے کفر کی طرف پھر جانا۔ مفردات صفحہ ۱۹۲۔  
اور محمد علی صاحب اپنے پمفلٹ میں لکھتے ہیں۔

”ارتداد یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو قبول کر کے پھر اُس سے انکار کر دے اور کہدے کہ آپ رسول نہیں“

لیکن یہ بات صاف ہو جانی چاہئے کہ امام راغب کی تعریف میں کفر اور محمد علی صاحب کی تعریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے انکار کرنے کا کیا مطلب ہے۔ کیا رسالت کا انکار اُسی وقت سمجھا جائیگا کہ وہ زبان سے کہدے کہ میں آپ کو رسول نہیں جانتا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی یقینی خبر اور قطعی فرمان کا انکار کرنے سے بھی رسالت کا منکر ٹھہریگا؟

فرض کیجئے ایک شخص زبان سے اقرار کرتا ہے کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں۔ نماز بھی قبلہ کی طرف پڑھتا ہے۔ زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہے۔ مسلمانوں کا ذبیحہ بھی کھاتا ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ میرے خیال میں سورۃ احزاب یا سورۃ نساء قرآن کی سورۃ نہیں۔ یا حضرت (علیہ السلام) مثلاً خدا کے پیغمبر نہیں (معاذ اللہ) باقی سارے قرآن اور سارے انبیاء کی میں تصدیق کرتا ہوں تو کیا ایسی تصریحات کے باوجود بھی محمد علی صاحب اُسے مسلمان سمجھتے رہیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھنے والا تصور کریں گے۔ اور ان بعض انبیاء یا ان بعض اجزاء قرآن کی تکذیب کو خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ رب محمد کی تکذیب قرار نہ دیں گے۔

اگر ایسے شخص کو باوجود زبانی اقرار رسالت کے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت بلکہ خود خداوند



رب العزّة کا منکر ہی قرار دیتے ہیں جیسا کہ ان الذین یکفرون باللہ ورسولہ ویریدون ان  
نفروا بین اللہ ورسولہ ویقولون نوہن ببعض و نکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین  
ذلک سبیلاً اولئک ہم الکافرون حقائق کے تحت میں انہوں نے لکھا ہے :-

”اللہ اور اس کے رسولوں میں تفریق سے مراد صرف یہی نہیں کہ اللہ کو مان لیا اور رسولوں کا انکار  
کر دیا جیسے برہمنوں میں بلکہ یہ بھی کہ بعض رسولوں کو مان لیا اور بعض کا انکار کر دیا جیسے تمام اہل کتاب  
کی حالت ہے۔ اور یہ اس لئے کہ اللہ کے کسی رسول کا انکار کر دیا اللہ کا ہی انکار ہے“ (بیان القرآن ص ۷۷)  
اور ان کے مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) حقیقۃ الوحی ص ۹۷ میں لکھتے ہیں کہ  
”کافر کا لفظ مومن کے مقابلہ پر ہے اور کفر دو قسم پر ہے  
(۱) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام ہی سے انکار کرتا ہے اور ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا  
رسول نہیں مانتا۔

(۲) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے  
اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں الخ  
اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۳ پر لکھتے ہیں ”جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا الخ  
تو ان کے اقوال اور تسلیم سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک بھی اللہ اور اس کے رسول کے انکار کی صرف  
یہ ہی صورت نہیں کہ ایک شخص زبان سے صریح طور پر یوں کہے کہ میں خدا کو یا اس کے پیغمبر عربی  
صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتا۔ بلکہ بسا اوقات بعض نہایت ہی قطعی اور ضروری چیزوں کا انکار کر دینا  
بھی جن کی اطلاع خدا اور اس کے رسول نے دی ہو خدا اور اس کے رسول ہی کا انکار کرنے والا  
سمجھا جائیگا جو قرآن کی تصریح اور مرزا صاحب کے اقوال کی موافق کفر ہے۔

پس جب کہ امام راعب کی تصریح کے موافق اسلام سے کفر کی طرف پھر جانے کا نام ارتداد ہے اور  
محمد علی صاحب اور ان کے مسیح موعود کی تصریحات سے یہ ثابت ہو چکا کہ کفر صرف یہ ہی نہیں کہ  
اللہ اور اس کے رسول کا صریح طور پر زبان سے انکار کیا جائے بلکہ بعض قطعیات اسلام کا انکار کرنا بھی

حقیقت میں اللہ اور اُس کے رسول کا انکار کرنا ہے جو کفر ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ارتداد یعنی اسلام سے  
لغز کی طرف پھر جانے کی دو صورتیں ہیں

(۱) ایک یہ کہ کوئی مسلمان صریحاً اسلام سے انکار کر بیٹھے۔

(۲) دوسرے یہ کہ ایسا ہو مگر بعض ضروریات دینیہ اور قطعیات شرعیہ سے انکار کرے۔

دونوں صورتوں میں ایسا شخص مرتد یعنی اسلام سے نکل کر کفر میں جا نیوالا ہے (العیاذ باللہ)

## کیا مرزا قادیانی اور اُس کی ائمہ مرتد ہیں؟

جو لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو مرتد کہتے ہیں اُن کے نزدیک معیار ارتداد وہی ہے جو ہم اوپر بیان  
کر چکے ہیں ان کا دعویٰ یہ ہے کہ مرزا صاحب پہلے مسلمان تھے اور جہود اہل اسلام کے عقائد  
رکھتے تھے اُس کے بعد انہوں نے بتدیج بعض ایسی باتیں لکھیں اور شائع کیں جن کا ماننا اُصلیٰ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا نہ ماننا ہے۔ وہ اگرچہ بار بار زبان سے یہ بھی اظہار کرتے رہے  
کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں اور تمام انبیاء و مرسلین خدا کے  
پاک اور برگزیدہ بندے ہیں لیکن ساتھ ہی وہ قلم اور زبان سے نہایت اصرار کے ساتھ ایسی چیزیں بھی  
نکالتے رہے جو اُن کے پہلے اعدا کی مذب ہیں۔

وہ جب کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی تصریح کے موافق خاتم النبیین ہیں تو ساتھ ہی  
یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ میں آپ کے بعد نبی ہو کر آیا ہوں۔ پھر یہ نبوت جس کا انھیں دعویٰ ہے صرف  
وہ ولایت و محدثیہ نہیں جسے بعض صوفیہ نے (مثلاً شیخ اکبر) اپنی اصطلاح میں نبوت کے لفظ سے تعبیر  
کر دیا ہے اور کہا ہے کہ وہ گروہ اولیا میں موجود ہوتی ہے، گو اس کی وجہ سے وہ اولیا، انبیاء نہیں کہلاتے

لے فالانصاف بکمالات النبوة لا یستلزم  
الانصاف بالنبوة (عقبات صفحہ ۱۵۹)

پس کلمات نبوت سے متصف ہونا انصاف بالنبوة  
کو مستلزم نہیں۔

(بقیہ بر صفحہ ۵)

اور نہ کبھی آج تک کسی ولی نے حتیٰ کہ اس محدث نے بھی جس کے محدث ہونے کی تصدیق زبانِ رسالت سے ہو چکی تھی۔ (حضرت عمر بن الخطابؓ) اپنی اس نبوت پر ایمان لانے کی طرف لوگوں کو دعوت دی ہے اور نہ مرزا صاحب ای گھنیا نبوت کے مدعی ہیں جو ایک سچا خواب کھنسنے سے بھی کسی مومن صاحبِ کمال کو فی الجملہ حاصل ہو سکتی ہے۔

## مرزا صاحب کا دعوائے نبوت

بلکہ وہ محدثیت، وغیرہ سے انکے بڑھ کر مدعی ہوئے ہیں ایسی نبوت کے جس پر نہ صرف قادیان کو،

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴

فاخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان  
الرؤیا جزء من اجزاء النبوة فقد بقي للناس  
فی النبوة هذا وغيره ومع هذا لا يطلق اسم  
النبوة ولا النبی الا علی التشرع خاصة فحجر  
هذا الاسم لخصوص وصف معين فی النبوة  
(فتوحات صفحہ ۳۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بتلایا کہ خواب (سچا)  
اجزاء نبوت میں سے ایک جز ہے تو لوگوں کے واسطے  
نبوت میں سے یہ جز (رویا) وغیرہ باقی رہ گیا ہے لیکن اس کے  
باوجود بھی نبوت کا لفظ اور نبی کا نام بجز شرع (امر دینی)  
لائیوے کے اور کسی پر لایا نہیں جاسکتا۔ تو نبوت میں ایک  
خاص وصف معین کی موجودگی کی وجہ سے اس نام (نبی)  
کی بندش کر دی گئی ہے۔

کمن یوحی الیہ فی المبشرات وہی جزء من اجزاء  
النبوة وان لم یکن صاحباً لمبشرة نبیاً فقط  
لعموم رحمة اللہ فیما تطلق النبوة الا لمن  
انصف بالمجموع فذلک النبی وتلك النبوة التي  
حجرت علينا وانقطعت فان جعلتها التشریع  
بالوحي الملکی فی التشریع وذلك لا یكون الا  
لنبی خاصة (فتوحات صفحہ ۴۰)

جیسے کسی کی طرف مبشرات کی وحی آئی اور وہ مبشرات  
اجزاء نبوت میں سے ہیں۔ اگرچہ صاحبِ مبشرۃ نبی نہیں  
ہو جاتا۔ پس حمتہ الیہ کے عموم کو سمجھو تو نبوت کا اطلاق کسی پر  
ہو سکتا ہے جو تمام اجزاء نبوت سے متصف ہو وہی نبی جز اور  
وہی نبوت جز ہے قطع ہو چکی اور ہم سے وکدی گئی کیونکہ نبوت  
کے اجزاء میں سے تشریع بھی ہے جو وحیِ ملکی سے ہوتی ہے  
اور یہ بات صرف نبی کیساتھ مخصوص ہے۔

نہ صرف پنجاب کو نہ صرف انڈیا کو بلکہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی طرح تمام عالم کو ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔ پھر جو کوئی اس دعوت کے پہنچنے پر بھی ایمان نہ لائے وہ دائرہ ایمان و اسلام سے خارج اور جہنمی ہے جس طرح آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر ایمان نہ لانے والا ہے ایمان اور جہنمی ہوتا ہے۔ بلکہ ان کا نہ ماننے والا بعینہ خدا اور رسول کو بھی نہ ماننے والا ہے۔

نہ صرف یہی کہ ان کو معمولی نبی تسلیم کر لیا جائے بلکہ بعض اولو العزم پیغمبر اور خاتم انبیاء بنی اسرائیل سیدنا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام پر بھی ان کی فضیلت کا اقرار کیا جائے۔ پھر فضیلت بھی کوئی جبرنی فضیلت نہیں بلکہ کلی فضیلت اور ہر شان میں ان سے بڑھ کر مانا جائے۔ اور اگر ہو سکے تو ان سب کے بعد ذرا دینی زبان سے تشریحی (صاحب شریعت) نبی بھی تسلیم کر لیا جائے۔ ملاحظہ ہوں مرزا صاحب کی عبارات ذیل:-

”اب ظاہر ہے کہ ان اہمات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے“  
(انجام آتھم بار دوم صفحہ ۶)

”بہر حال جب کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ایک ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مؤافذہ ہے۔“  
(بخاری المصنی جلد اول صفحہ ۳۴ منقول از تشحیذ الافان جلد ۶ صفحہ ۱۳۵)

”علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے (حقیقۃ الوحی بار دوم صفحہ ۱۶۲) اب جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تذبذب کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صد ہا نشانوں کے منقری ٹھہراتا ہے تو وہ مؤمن کیونکر ہو سکتا ہے۔“ (ایضاً صفحہ ۱۶۴)

”اول میں میرا ہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت ہو وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جبرنی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو

خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے متنی "حقیقۃ الوحی" (صفحہ ۱۲۵)  
خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شانیں بہت بڑھ کر ہے۔  
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۸۔ منقول از ریویو جلد اول، ص ۱۷۵)

## کافر کس طرح کے رسول کا نہ ماننے والا ہوتا ہے

اس کے متعلق تریاق القلوب صفحہ ۱۳ میں لکھتے ہیں۔

"یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے سے انکار کرنے والے کو کافر ماننا یہ صرف اُن نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب شریعت کے ماسوا کے جتنے آدمی ہیں گروہ کیسے ہی جناب الہی میں علی شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الہیہ سے سرفراز ہوں اُن کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔"

"ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے پندامرونی بیان کر دیا اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہ ہی صاحب شریعت ہوگا پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف مازم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں۔ تو یہ باطل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ هٰذَا الْفِي الصِّحْفِ الْاُولٰی صِحْفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰی یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاء امر و نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔" (اربعین صفحہ ۷۔)

لے شیخ اکبر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فما بقی للاولیاء الیوم بعد ارتقاء النبوة والا  
التعریفات وانسدت ابواب الادوار الالہیۃ کے کچھ باقی نہیں رہا اور ادوار و نواہی کے سب دروازے

کیا مسٹر محمد علی اور بخاری سے اُن کی تاثیر کمزور ہے یہ عبارتیں سن رہی ہیں۔ کیا یہی وہ صوفیوں کی اصطلاحی یا عجمی یا لغوی نبوت ہے جس کا ثبوت روایا کی حدیث یا شیخ اکبر کے کلام میں پایا جاتا ہے۔ کیا قادیانوں کا یہی ظنی اور بروزی نبی ہے جو اصلی اور حقیقی نبیوں سے بھی بڑھ گیا ہے۔ کیا امتی نبی نام رکھ دینے کا اصل حقیقت پر پردہ پڑھ سکتا ہے۔ اور کیا یہ سخت حیرت انگیز اور مضحکہ خیز منطق نہیں ہے کہ کسی پرانے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا دوبارہ آنا تو ایہ خاتم النبیین کے خلاف ہو لیکن پچھلے نبیوں پر فضیلت کلی رکھنے والا ایک نبی قادیان میں آجائے یہ خاتم النبیین کے خلاف نہ ہو۔ گویا اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود یا جو دے مفضول

(بقیہ صفحہ ۸)

والنواہی خمس ادا عاھا بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو چکے۔ اب جو کوئی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہو مدعی شریعت اوحی بھا الیہ سواء کے بعد امر ونہی کا مدعی ہو (جیسے مرزا صاحب) وہ وافق بھا شرعنا وخالف (فتوح ملک) اپنی طرف وحی شریعت آئے کا مدعی ہے۔ خواہ وہ شریعت ہماری شریعت کے موافق ہو یا مخالف۔

شیخ عبدالوہاب شمرانی اس عبارت کیساتھ استقدر اور اضافہ کرتے ہیں:-

فان کان مُکلفاً ضارباً عنقاً والاخر بناعنہ  
صنفاً (البواقیت والجواهر ص ۳۳)  
پھر اگر یہ مدعی وحی شریعت مکلف ہے (یعنی مجنون وغیرہ نہیں ہے) تو ہم اس کی گردن مارینگے اور اگر خلف نہیں تو ہم اُس سے کنارہ کشی کریں گے۔

قال الشیخ الاکبر فی الباب الحادی والعشرون  
من الفتوحات مَنْ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَمَرُوْهُ  
بشئٍ فَلیس ذلک بجمیعہ انما ذلک تلخیص  
لان الامر من قسم الکلام وصفته وذلک باب  
مسود دون الناس (البواقیت والجواهر ص ۳۳)  
شیخ اکبر فتوحات کے اکیسویں باب میں فرماتے ہیں کہ جو کوئی (بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے) یہ دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کسی چیز کا امر کیا ہے (جیسا کہ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ سیری وحی میں امر بھی ہوا دوسری بھی) تو یہ دعویٰ صحیح نہیں یہ محض تلخیص ہے کیونکہ امر کلام کی قسم اور اس کی صفات میں سے ہے۔ اور یہ کلام کا دروازہ لوگوں پر بند کیا جا چکا ہے۔

انبیاء کے آئے کا سلسلہ تو بند کر دیا لیکن اُن سے اعلیٰ اور افضل انبیاء کی تشریف آوری کا دروازہ کھول دیا۔  
 کاش کہ قرآن میں بھی خاتم النبیین کی آیت کے ساتھ فاتح النبیین کی کوئی آیت ہوتی اور جس صراحت اور  
 تکرار کی ساتھ حضورؐ سے پہلے آئیوں اے انبیاء کا تذکرہ ہو اسے اُس کا عشر عشر ہی پیچھے آئیوں اے نبی کے  
 متعلق ہوتا کلامت کو زیادہ کام ان ہی پھلوں سے پڑنا تھا اور یہ ان پہلوں سے فضل بھی تھے۔

کیا مزائیوں میں کوئی بھی خوف خدا رکھنے والا نہیں۔ کیا اُن کے دلوں پر مہر ہو چکی ہے۔ کیا اُن کو قلوب  
 پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے ہیں جو ایسی ایسی صریح عبارتوں کے بعد بھی ایک منقری علی اللہ کو سچا  
 پیغمبر بناتے چلے جاتے ہیں۔ عجیب تماشا ہے کہ اس منقری نے اپنے نہیں سچا ثابت کرنے کے لئے  
 اتھم کے قصہ میں اور محمدی سلم کے آسمانی نکاح میں معاذ اللہ خدا کو اور اس کی قضاء مبرم تک کو جھوٹا ٹھہرایا  
 مگر وہ محروم الخیر جماعت جو آج علماء دیوبند پر خدا کو جھوٹا کہنے کا محض فرضی الزام رکھ کر اپنے لئے اونٹنی  
 لعنت خرید رہی ہے اُس منقری کا برابر لگہ پڑھتی جاتی ہے جو اپنی سچائی کا ثبوت ہی جب پیش کر سکتا ہو  
 جب پہلے خدا کو جھوٹا ثابت کر دے۔ (کبریت کلمۃ تخرج من افواہہم)۔

شاید محمد علی صاحب کو علماء دیوبند کے آئینہ اعتقاد میں اپنا چہرہ نظر آگیا ہے جو معاذ اللہ خدا کے جھوٹ  
 بولنے کی تصویر سامنے آگئی۔ ان فی ذلک لذرکری لمن کان لہ قلبٌ والقی السمع وهو شہید۔

خوب سمجھ لو کہ جھوٹے جیلے اور ہیودہ عذر تراش کر ختم نبوۃ جیسے قطعی اور اسلام کے بنیادی عقیدہ  
 کی تکذیب کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور صدق و استبازی اور قرآن کریم کے وحی الہی ہونے  
 سے انکار کرنا ہے خاتم لا یدکد بوندک ولکن یہ لوگ تجھے نہیں جھٹھلاتے بلکہ ظالم خدا کی  
 الظلمین بآیت اللہ تلحدون۔ آیات کا انکار کرتے ہیں۔

اور جیسا کہ ابتدا میں عرض کر چکا ہوں یہ ہی ارتداد ہے کہ آدمی اسلام کا اقرار کرنے کے بعد پھر اُس سے صریحاً  
 انکار کرنے لگے یا ایسی قطعی اور صاف چیزوں کا انکار کر نیٹھے جو انکار رسالت کو مستلزم ہو۔

ارتداد کی اس قسم غمی کا نام یعنی یہ کہ آدمی زبان سے اسلام کا نام بھی لیتا ہے اور کلمہ بھی پڑھتا ہے مگر بقول  
 تحریفات اور ناقابل قبول تاویلات باطلہ سے قطعیات کے انکار پر بھی تڑا ہو سلف کی زبان میں ”زندہ“

ہو گیا ہے۔ اور جیسا کہ ہم آگے چکر بیان کریں گے زنا و فحشاء کا حکم بھی دوسرے عالم مرتدین کا سلسلہ ہے۔

اس تمام تقریر سے نتیجہ نکلا کہ مرزا غلام احمدؒ دینی جس کی ختم نبوت کو رد کرنا چاہتی تھی تصدیقات ہم نقل کر چکے ہیں اسلام کے ایک قطعی عقیدہ کو تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے مرتد اور زندقہ ہے اور جو بھائی ان تصدیقات پر مطلع ہو کر ان کو صادق سمجھتی ہے اور اس کی حمایت میں لڑتی رہے وہ بھی یقیناً مرتد اور زندقہ ہے خواہ وہ قادیان میں سکونت رکھتی ہو یا لاہور میں جب تک وہ ان تصدیقات کے غلط ابطال ہونے کا اعلان نہ کرے گی خدا کے عذاب سے خلاص پانے کی اس کے لئے کوئی سبیل نہیں۔

یہاں تک ہم نے مرزا صاحب اور ان کے اذتاب کے ارتداد کا صرف ایک سبب بیان کیا ہے کیونکہ محمد علی صاحب نے اپنے پمفلٹ میں اسی کا ذکر کیا تھا۔ دوسرے موجبات ارتداد مثلاً توہین انبیاء علیہم السلام وغیرہ سے عداوت اغماض کیا گیا ہے۔ شاید اس خدمت کو میرا کوئی دوسرا بھائی انجام دیگا۔ اور بہت سے بزرگ مجھ سے پہلے بھی فی الجملہ انجام دے چکے ہیں۔

آپ یقین کیجئے کہ ہم کو مرزا صاحب یا کسی ایک کلمہ گو کے کافر اور مرتد ثابت کرنے میں کوئی خوشی نہیں ہے۔ ہماری حالت تو یہ ہے کہ نہ ہم غیر مقلدین کو کافر کہتے ہیں۔ نہ تمام شیعوں کو۔ نہ سائے پھریوں کو حتیٰ کہ ان بریویوں کو بھی کافر نہیں کہتے جو ہم کو کافر بتلاتے ہیں۔ اور ہماری تمنا تھی کہ کوئی صورت ایسی نکل آتی کہ مرزاؤں کی تکفیر سے بھی ہم کو زبان آلودہ نہ کرنی پڑتی۔ لیکن ان کے ملحدانہ دعاوی نے جن سے بارگاہ رسالت میں سخت گستاخی ہوتی ہے۔ اور کسی طرح ختم نبوت کا ستون کھرا نہیں دے سکتا۔ ہم کو مضطر کر دیا ہے کہ بادل ناخواستہ ان کی گمراہی سے لوگوں کو بچائیں۔ کہ جو ہر دودھ یا سٹھائی میں مخلوط ہو گیا ہو وہ سخت خطرناک ہے۔

جو عبارتیں مرزا صاحب کی میں اوپر نقل کر چکا ہوں کیا ان کے مطالعہ کے بعد اس مسئلہ کا اعلان نہیں ہو جاتا کہ جو کوئی ان کو نبی اور مسیح موعود نہ مانے وہ دائرہ ایمان و اسلام سے خارج ہے۔ اب تم خود دنیا کی مردم شناسی کرو کہ تمہارے کافر بنائے ہوئے غیر مسلموں کے سوا کتنے آدمی مسلمان ہ جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ کروڑوں غیر مسلم (فی زعم) لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار بھی کرتے ہیں اور اسے احکام بجالاتے ہیں۔



کیا مسٹر محمد علی اپنے اس فقرہ میں

”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اعتراف کر لیا ہے کو کا فر کہنا بڑی خطرناک غلطی ہے خواہ مرزا محمود صاحب“  
”کہیں یا مولوی کفایت اللہ صاحب“

دونوں ناموں سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کا اور اضافہ کریں گے۔ اور اُن کی قبر پر جا کر (لا تقولوا  
لسن القی الیکم السلام لست مؤمننا کی تلاوت فرمائیں گے؟

ایک طرف تو آپ کے مسیح موعود سائے جہان کے کلمہ پڑھنے والوں کو بجز چند لاکھ نفوس کے مسلمانوں  
سے نکال رہے ہیں اور دوسری طرف آپ شہر اس شخص کو جو مسلمانوں کو سلام کرے (خواہ وہ ہندو ہو یا  
یہودی یا نصرانی یا دہریہ) مومن تسلیم کرتے ہیں۔ اس سے بنی قادیانی اور امتی دونوں کی شریعت فہمی  
اور قرآن دانی کی حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے۔

کہا گیا ہے کہ قادیانی بڑے نمازی ہیں قرآن بہت پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں۔  
مگر اس پر بھی وہ مسلمان نہیں تو بڑی حسرت اور حیرت کا مقام ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ایک ایسی ہی بد بخت قوم کا تذکرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیحین کی احادیث میں  
فرمایا ہے کہ جو قرآن کی تلاوت بھی کریگی اور بظاہر سچے مسلمانوں سے بھی زیادہ نمازیں پڑھیں گی اور روزے  
رکھے گی مگر اُن کا قرآن اُن کے حلقوم سے آگے نہ بڑھیں گا اور وہ اسلام میں سے ایسی ہی نکل چکی ہوگی  
جیسے تیر شکار کا جسم چھید کر صاف نکل جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں نے اُن کو پایا تو عا دو شہود کی طرح  
اُن کو قتل کروں گا۔

حق تعالیٰ شانہ اپنی پناہ میں رکھے اور اس دنیا سے ایمان پر اٹھالے کہ یہ مقام بڑے خوف اور عبرت  
کا ہے۔

مرزا نیوں کو بڑا فخر ہے اور بعض سادہ لوح آزاد منش مسلمان بھی اُن کی مدح سرائی میں طب اللسان ہو جاتی  
ہیں کہ وہ آج اسلام کی ایسی خدمت کر رہے ہیں جو کسی دوسری جماعت مسلمین سے بن نہیں پڑی۔  
یعنی یورپ میں اسلام پھیلاتے ہیں ملکوں کو اشدھ ہونے سے روکتے ہیں۔ آریوں وغیرہ کے مقابلہ

سینہ سپر ہوتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

ان کا یہ فخر و منقبت اگرچہ سمجھدار مسلمان اس لئے تسلیم نہیں کرتے کہ جس چیز کی وہ اشاعت اور حمایت کرتے ہیں وہ صحیح اسلام نہیں ہے۔ بلکہ یا تو وہ مرزا صاحب کی نبوت کی تبلیغ ہوتی ہے اور یا مرزا صاحب کا ترسیم کیا ہوا اسلام جسے انہوں نے بہت سے اصول و فروع کاٹ کر نوجوانانِ یورپ یا یورپ کی وحی پر ایمان لانیوالوں کے ابواء و ظنون کے سانچہ میں ڈھالا ہے۔

لیکن میں اس سے قطع نظر کہ علی سبیل التزلزل کہتا ہوں کہ ان کا یہ سب امتیاز اور فخر و خدمات اسلام کو تسلیم کرنے کے بعد بھی اُن کا مؤمن اور ناجی ہونا ضروری نہیں ہے۔

صحیح مسلم کے ابواب الایمان میں اُس شخص کا واقعہ پڑھئے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہم کاب بہاد میں تھا اور اس نے وہ خدمت اور اعانت اسلام اور مسلمانوں کی کی تھی جس کا اعتراف صحابہ نے حضورؐ کی جناب میں ان الفاظ سے کیا۔

ما اجزأ منّا اليوم احداً ما اجزأ فلان | آج کے دن ہم میں کوئی بھی ایسا کافی نہیں ہو جیسا کہ فلاں ہی ہے  
مگر لسان نبوت سے باوجود ان خدماتِ جلیلہ کے ارشاد ہوا اما اننا من اهل النار یا درکھو کہ وہ دوزخی ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ

ان الله يؤيد هذا الدين بالرجل الفاجر | بیشک حق تعالیٰ اس دین کو مدد پہنچا دیتا ہو بد معاش آدمی سے  
اور جامع صغیر میں حدیث ہے کہ

سیشد هذا الدين ببرجال ليس لهم عند الله خلق | قریب ہے کہ اس دین کی تائید اور تقویت ایسی لوگوں کے ذریعہ سے  
الذین خلقوا (السلامہ المنیر شرح الجامع الصغیر) ہو جائیگی جن کے لئے خدا کے یہاں کوئی حصہ نہیں۔

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ایسی جماعت کے متعلق جو قرآن کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کو مانتی تھی صرف قدر کا انکار کرتی تھی فرمایا۔

اذ القیت اولئک فاخبرهم انی بری منهم | جب تم اُن سے ملو تو تمہارے کہیں (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم)

وانہم برآؤ منی والذی یجلف بہ عبد اللہ ان وصلیہ ہوں اور وہ ہم کو بے تعلق ہیں قسم دے اس ذات  
بن عمر بن ابی ایمنہ (ابو عبد اللہ بن عمر) کی قسم کیا سکتا ہو اگر ان میں سے کسی پاس  
ما قبل اللہ منہ حق یومین بالقدر (اپنا ہاتھ کی برابر ہونا) پھر وہ اسے خرچ کر ڈالتا بھی  
اللہ تعالیٰ ہرگز اسے قبول نہیں کرے گا یہاں تک کہ وہ تقدیر پر ایمان لے آئے۔

ابو طالب سے بڑھ کر اسلام اور پیغمبر اسلام کی حمایت اور احانت ایسی نازک ترین ساعت میں کس  
کی ہوگی۔ لیکن وہ ساری خدمات اور جانبازیاں بھی اس کو شخص صاحبِ نارسے نہ بچا سکیں۔  
روایات بالا کو پڑھ کر کس کی ہمت ہے کہ قادیانیوں کی محض نام نہاد خدمات اسلامیہ کو دیکھ کر ان کے  
مومن یا ناجی ہونے کا فتویٰ دیدے اور ان کے عقائد کفریہ کی طرف کچھ التفات نہ کرے۔

عمر رسالت میں منافقین کا گروہ برابر اپنے کو مسلمان کہتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت  
پر قسمیں کھا کر وہی دیتا تھا۔ اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان لکھنے کا اظہار کرتا تھا۔ مسجدوں میں مسلمانوں کیساتھ  
ان کے قبلہ کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتا تھا۔ اور ان کا ذبیحہ بھی کھاتا تھا۔ لیکن اس پر بھی ان کو  
جھوٹا اور بے ایمان کہا گیا اور مسلمانوں کو ان کے مکائد سے بچنے کی ہدایت کی گئی۔ کیونکہ ان کے  
دوسرے قوانین و احوال اور مخاطبات سترہ ان کے دعوائے ایمان کی تکذیب کرتے تھے۔ ولتعرفھم  
فی لحن القول۔ اور ان کا دل ایمان سے خالی تھا۔ اور وہ لوگ بھی ہماری یہاں کے پنجابی نبی کی  
امت کی طرح اندر ہی اندر اسلام اور مسلمانوں کی جڑ کاٹتے رہتے تھے۔

فرق صرف اتنا ہے کہ پنجابی نبی اور اس کی امت نے تنگ ظرفی سے اسلام کے خلاف بعض عقائد کا  
اعلان بھی کو کیا اور اس لئے وہ منافق کے بجائے مرتد کے حکم کے تحت میں آ گئے۔ اور امیر افغانستان ان کو  
منافقین کی سی مہلت نہ دے سکے۔ اگر قادیانی پارٹی منافقین میں شامل ہو کر افغانی حدود و تغریز سے بچنا  
چاہتی ہے تو اس کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ وہ ہمارا اپنے خبیث عقائد کا اقرار کرنا چھوڑ دے۔ پھر  
ان کے دلوں کا حال خدا کے اور یوم آخرہ کے حوالہ کر دیا جائیگا۔ غالباً مرزا محمود نے جو مشورہ نعمت اللہ  
کے واقعہ کے بعد اپنی پارٹی کو دیا ہے اس میں اسی نفاق کی تعلیم کی طرف ایک قدم اٹھایا ہے۔

محمد علی صاحب کو برنی فکر اس کی ہے کہ اگر علماء دیوبند قادیانیوں کو کافر بتلاتے ہیں تو مسیحیوں کو شیعہ اور شیعوں کو سُنی۔ مقلدوں کو غیر مقلد اور غیر مقلدوں کو مقلد۔ علیٰ ہذا القیاس دیوبندیوں کو بریلوی اور بریلویوں کو دیوبندی کافر قرار دیتے ہیں۔ اس صورت میں تو کوئی مسلمان نہ رہیگا اور ایک دوسرے کو قتل سمجھ کر قتل کر دیں گے۔

لیکن اول تو یہ دعویٰ ہی غلط ہے کہ ان میں سے ہر ایک فرقہ دوسرے کو کافر اور مرتد اور وجہ بقتل سمجھتا ہے۔ دوسرے واقعات آپ کے اس خطہ کی تردید کرتے ہیں۔ کیا اس وقت تک افغانستان میں تین مرتد قتل نہیں کئے گئے۔ پھر بھی خدا کے فضل سے کوئی موقع ایسا پیش نہیں آیا کہ کوئی مسلمان محض فرضی جرم ارتداد پر کسی جگہ قتل کر دیا گیا ہو۔ اور اگر کسی جگہ آئندہ ایسا کیا ہی گیا تو آپ دیکھ لیں گے کہ اس کا خون بحول اللہ وقتہ رنگ لائے بدون نہیں رہیگا۔

محمد علی صاحب کو ایسا لکھتے وقت اسلام کے نام اور اپنی نام نہاد امامت کی شرم کرنی چاہئے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ مسلمان یہود و نصاریٰ کو اور وہ سب لوگ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں تو کیا اس اختلاف کے وقت یہود و نصاریٰ کے کافر کہنے سے آپ کو اپنے مزعوم اسلام میں کچھ تردد ہو جاتا ہے یا آپ کے ہاتھ میں کوئی معیار ایسا دیا گیا کہ جس پر آپ اپنے اسلام اور ان کے کفر کو پرکھ سکتے ہیں۔

اسی طرح کیا قرآن و سنت نے کوئی معیار صحیح و محکم ہمارے ہاتھ میں ایسا نہیں دیا کہ ہم مدعیان اسلام کے اختلاف کے وقت ہر ایک کے کفر و ایمان کو اُس پرکس کر دیکھ لیں۔

تو صرف اتنا کہہ دینے سے کہ ہر ایک فرقہ دوسرے کو کافر و مرتد کہتا ہے یہ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ ان میں کوئی کافر و مرتد نہیں یا سب کافر و مرتد ہی ہیں (معاذ اللہ)۔

خدا نے اگر تم سے نوازیماں چھین لیا ہے تو کیا عام انسانوں کو جو نو فہم عطا ہوتا ہے وہ بھی سلب کر لیا گیا ہو تم کو بڑا غیظ ہے کہ جب مرزائی افغانستان میں قتل کئے جاتے ہیں تو بابی اور بہائی شاہ ایران اور ترکوں کے حکم سے کیوں قتل نہیں کئے جاتے۔

یہ سوال یا تو آپ کو کب ہندو اسے سید محفوظ الحق سے کیجئے۔ اور یا شاہ ایران اور ترکی پارلیمنٹ سے اور یا

اُن ملعونین مجرمین سے جو کمال کے قلم و قریں اس علم کے بعد کہ وہاں خالص اسلامی حدود و تعزیر کی تلوار چمکتی ہے  
سے ارتداد کا جھنڈا اٹھا کر گئے۔ اور انجام کار آخرتہ سے پہلے دنیا میں بھی اُن کو حق تعالیٰ کے غضب و  
انتقام کا مورد بننا پڑا۔

## کیا اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے

اب میں دوسرے مسئلہ کی طرف آتا ہوں۔ وہ یہ کہ اسلام میں مرتد کی سزا کیا ہے اور افغانستان کا فعل کس  
حکم اہل قانون اسلام پر مطبق ہو سکتا ہے۔

اسلامی اصول کے موافق کسی مسئلہ شرعی کے اثبات کے لئے چار دلیلیں ہو سکتی ہیں۔  
کتاب اللہ۔ سنت رسول اللہ۔ اجماع مجتہدین۔ قیاس و استنباط۔

اگرچہ یہ ضروری نہیں کہ ہر مسئلہ کا ثبوت چاروں طریقوں سے ہو اور نہ ہر ایک دلیل ہر مسئلہ میں آمد ہو سکتی  
تاہم مسئلہ زیر بحث (قتل مرتد) میں اتفاق سے چاروں دلیلیں جمع ہو گئی ہیں۔

چونکہ بار بار کہا گیا ہے کہ قتل مرتد کا ثبوت قرآن کریم سے پیش کر دو (حالانکہ مرزا صاحب کی نبوت جس کے  
نہ ماننے سے مسلمان خارج از اسلام ہو جاتے ہیں۔ قرآن۔ حدیث۔ اجماع وغیرہ سب کو چھوڑ کر صرف  
ایک دو صوفیوں کی نامتام عبارتوں سے ہی ثابت ہو جاتی ہے) اسلئے ہم نے ہمہ وجہ اتمام حجت  
کے لئے مناسب سمجھا ہے کہ اولاً مرتد کے بارہ میں قرآن ہی کا فیصلہ سنایا جائے۔

## مرتدین کے حق میں قرآن کا فیصلہ

یوں تو قرآن کریم کی بہت سی آیات ہیں جو مرتد کے قتل پر دلالت کرتی ہیں لیکن ایک واقعہ جماعت  
مرتدین کے حکم خدا قتل کئے جانے کا ایسی تصریح اور ایضاح کے ساتھ قرآن میں مذکور ہے کہ خدا سے  
دُنیوالوں کے لئے اس میں تاویل کی ذرا گنجائش نہیں۔ نہ وہاں محاربہ ہے۔ نہ قطع طریق۔ نہ کوئی دوسرا  
جرم۔ صرف ارتداد اور تنہا ارتداد ہی وہ جرم ہے جس پر حق تعالیٰ نے اُن کے بیدریغ قتل کا حکم دیا ہے  
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برکت سے بنی اسرائیل کو جب خدا نے فرعون کی غلامی سے نجات

دی۔ اور فرعونوں کی دولت کا مالک بنا دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک ٹھہرے ہوئے دودھ کے موافق حضرت ہارون کو اپنا خلیفہ بنا کر وہ طور پر تشریف لے گئے جہاں آپ نے چالیس برس کی عبادت اور لذت مناجات میں گزاریں۔ اور توراہ تشریف آپ کو عطا کی گئی۔

ادھر تو یہ ہو رہا تھا اور ادھر سامری کی فتنہ پر دازی نے بنی اسرائیل کی ایک بڑی جماعت کو آپ کے پیچھے راہ حق سے ہٹا دیا واصلہم السامری یعنی سونے چاندی کا ایک پتھر بنا کر رکھ کر دیا جس سے کچھ بے معنی آواز بھی آتی تھی۔ بنی اسرائیل جو کئی صدی تک مصری بت پرستوں کی صحبت بلکہ غلامی میں رہے تھے اور جنہوں نے عبور بحر کے بعد بھی ایک بت پرست قوم کو دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ بیہودہ درخواست کی تھی کہ:-

اجعل لنا الہا کما لہم الہۃ | ہمارے لئے بھی ایسا ہی معبود بنادینے جیسے ان کے معبود ہیں وہ سامری کے اس پتھرے پر مفتون ہو گئے اور یہاں تک کہ گندے کہ می تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہے جس کی تلاش میں موسیٰ بھول کر ادھر ادھر پھرتے ہیں۔

حضرت ہارون علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کی جانشینی کا حق ادا کیا اور اس کفر و ارتداد سے باز آجانبہ کی ہدایت کی:-

اے لوگو! تم اس پتھرے کے سبب فتنہ میں ڈال دیے گئے ہو

یا قومہ انما فتنتم بہ وان ربکم | حالانکہ تمہارا پروردگار (تمہارا رحمان ہے۔ تو تم میری پیروی الرحمن فان تبعونی واطیعوا امری | کرو اور میری بات مانو۔

لیکن وہ اپنی اُسی سخت مرتدانہ حرکت پر جمے رہے۔ بجائے توبہ کے یہ کہا کہ

لن ندرج علیہ عاکفین حتی یرجع الینا | ہم برابر اپنے اس فعل پر جمے رہیں گے یہاں تک کہ خود موسیٰ علیہ السلام ہماری طرف واپس آئیں۔

ادھر حضرت موسیٰ کو پروردگار نے اطلاع کی کہ تیری قوم تیرے پیچھے فتنہ (ارتداد) میں پڑ گئی۔ وہ غصہ اور غم میں بھرے ہوئے آئے اپنی قوم کو سخت سُت کہا۔ حضرت ہارون سے بھی باز پرس کی سامری کو بڑے زور سے ڈانٹا۔ اور اُن کے بنائے ہوئے معبود کو جلا کر رکھ کر دیا اور دیامیں پھینک دیا۔

یہ سب ہوا لیکن اُن مرتدین کی نسبت خدا کا کیا فیصلہ رہا جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے پیچھے گولیا پرستی اختیار کر لی تھی۔ تو دنیا میں تو اُن کے لئے خدا کا فیصلہ یہ تھا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذَلَّتْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ

انہوں نے بچھڑے کو معبود بنایا ضرور ان کو دنیا میں ذلت اور خدا کا غضب پہنچ کر رہے گا۔ اور فستریں کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔

اور اس غضب ذلت کے اظہار کی صورت عبادِ عجل کے حق میں تجویز ہوئی جو سورہ بقرہ میں ہے۔

اَلَمْ نَكْطِمْ اَنْفُسَكُمْ يٰۤاِخْءَاذَ كُمُ الْعِجْلِ فِتُوْبَاۤا۟ اِلٰى يَّارِثِكُمْ فَاَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ

اے قوم بنی اسرائیل تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اب خدا کی طرف رجوع کرو پھر اپنے آذیوں کو قتل کرو

اور اقاتلوا انفسکم میں انفسکم کے معنی وہ ہی ہیں جو ثواب انتم ہوا تھے تقتلون انفسکم میں ہیں۔ اور قتل کو اپنے اصلی اور حقیقی معنی سے (جو ہر طرح کے قتل کو خواہ لوسے سے ہو یا پتھر سے شامل ہے) پھیرنے کی کوئی وجہ موجود نہیں بلکہ غضب اور ذلت فی الحیوۃ الدنیا کا لفظ اس کے نہایت ہی مناسب ہے۔ اور یہی غضب کا لفظ دوسری جگہ عام مرتدین کے حق میں بھی آیا ہے جیسا کہ فرماتے ہیں من کفر بالله من بعد ايمانه الا من اکره وقلوب مطمئنن بالايمان ولكن من شرح بالكفر صدرا فعليه م غضب من الله ولم يسم عذاب عظيم (نحل)

اس حکم کا نتیجہ جیسا کہ روایات میں ہے یہ ہوا کہ کئی ہزار آدمی جرم ارتداد میں خدا کے حکم سے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے قتل کئے گئے۔ اور صورت یہ ہوئی کہ قوم میں سے جن لوگوں نے بچھڑے کو نہیں پوجا تھا ان میں سے ہر ایک نے اپنے اُس عزیز و قریب کو جس نے گوسالہ پرستی کی تھی اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے قاتلین کا اپنے عزیزوں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرنا یہ اس کی سزا تھی کہ انہوں نے اپنے آدمیوں کو ارتداد سے روکنے میں کیوں تساہل کیا۔

یہ واضح ہے کہ یہ مقتولین سزا قتل دیئے جانے سے قبل ایک طرح کی توبہ بھی کر رہے تھے جیسا کہ فرمایا ہے وَلَمَّا سَقَطَ فِيْ اَيْدِيْهِمْ وَاُوْا۟ا اَنْهُمْ قَتَلُوْا

اور جب وہ نادم ہوئے اور معلوم کر لیا کہ وہ رستہ ہی بھٹک گئے ہیں

صلوا قالوا لنن لمیر حنارینا ویغفر لنا لکن من الخاسرین | تو کہنے لگے کہ اگر ہمارا پروردگار ہم پر رحم نہ فرمائے گا اور ہم کو نہ بخشے گا تو ہم ضرور خسارہ اٹھائیوالوں میں سے ہوں گے۔

لیکن اس توبہ نے بھی ان کو دنیا کی عقوبت سے نہیں بچایا۔ جیسا کہ اب بھی بعض اقسام مرتد کے قتل عملاً کا یہی فتویٰ ہے کہ وہ توبہ کے بعد بھی حد اقل کیا جائیگا خواہ توبہ آخرتہ کے عذاب کو اس سے اٹھا دے۔ اسی طرح گوسالہ پرستوں سے بھی اگرچہ دنیا میں خدا کی تعزیر ساقط نہیں ہوئی۔ لیکن قتل کئے جانے کے بعد خدا نے احکام اخروی کے اعتبار سے اُن کی توبہ کو قبول فرمایا اور ان قاتلین کی بھی جہنم نے اپنے اقربا کے ارتداد کے معاملہ میں مداخلت کی تھی۔

ذکم خیر لکم عند بارئکم فتاب علیکم | یہ تمھارے خالق کے یہاں تمھارے حق میں بہتر ہے۔ پھر خدا نے انہوالتواب الرحیم۔ | اُن کی توبہ قبول کر لی کیونکہ وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان تھے۔

محمد علی صاحب جن کی تفسیر پر مزار ایوں کو بڑا ناز ہے لکھتے ہیں کہ سینا الہم غضب من ربح ذلہ فی الحیوۃ الدنیا وکذلک نجزی المفترین کے بعد والذین عملوا السيئات ثم تابوا من بعدھا وامنوا ان ربک من بعدھا الغفور الرحیم واقع ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ توبہ کے بعد جرم معاف ہو جاتا ہے۔

لیکن اُن کو یاد رکھنا چاہئے کہ جو مرتد توبہ کے بعد بھی حد یا تعزیر قتل کیا جائے جیسا کہ عباد عجل کو گئے اس کے حق میں یہ معافی کی آیت ایسی ہے جس طرح سارق کے بارہ میں والسارق والسارقۃ فاقطعوا یدیهما جزاء بما کسبا نکال من اللہ واللہ عزیز حکیم کے بعد من تاب من بعد ظلمہ واصلمہ فان اللہ یتوب علیہ ان اللہ غفور رحیم سے اس کی معافی کی طرف اشارہ ہے۔ اگرچہ سرقہ کی سزا دنیا میں اُس سے ساقط نہیں ہوتی۔

الحاصل واقعہ عجل سے یہ بات بخوبی واضح ہو گئی کہ مرتدین کی ایک جماعت کو جس کی تعداد ہزاروں کم نہیں تھی حق تعالیٰ نے محض ارتداد کے جرم میں نہایت اہانت اور ذلت کیساتھ قتل کرایا۔ اور ارتداد بھی اُس درجہ کا قرار دیا گیا کہ توبہ بھی ان کو خدائی سزا سے محفوظ نہ کر سکی۔ بلکہ توبہ کی مقبولیت بھی اسی



صابرانہ مقتولیت پر مرتب ہوئی۔

کہا جاسکتا ہے کہ یہ واقعہ موسوی شریعت کا ہے۔ ائمہ محمدیہ کے حق میں اس سے تسک نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ پہلی امتوں کو جن شرائع اور احکام کی ہدایت کی گئی ہے اور قرآن سن کر نقل کیا ہے وہ ہماری حق میں بھی معتبر ہیں اور ان کی اقتدا کرنے کا امر تم کو بھی ہے جب تک کہ خاص طور پر ہمارے پیغمبر یا ہماری کتاب اس حکم سے ہم کو علیحدہ نہ کر دیں۔

چند انبیاء و مرسلین کے تذکرہ کے بعد جن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہوا ہے کہ :-

اولئک الذین ھدی اللہ فبہدھم اقتدہ | یہ وہ لوگ ہیں جس کو خدا نے ہدایت کی تو آپ بھی ان کی ہدایت پر چلیے۔

یہ خطاب فی الحقیقت ہم کو سنانا ہے۔ خود محمد علی صاحب اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ”قرآن شریف میں کسی انسان کا ذکر ہو یا کسی قوم کا سب مسلمانوں کی تعلیم کے لئے ہے۔“ (بیان القرآن صفحہ ۵۴) پس اسی قاعدہ سے بنی اسرائیل کے مرتدین کو قتل کئے جانے کے حکم میں بھی تعلیم ہی مسلمانوں کو ہوگی۔

## مرتد کا فیصلہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

خصوصاً جب کہ دوسری آیات کی معیت میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عام و نام فیصلہ بھی (جو لتبیین للناس فانزل الیہم کے تحت میں داخل ہے) یہ ہی ہو کہ من بدل دینہ فاقتلوه (صحیح بخاری) | جو اپنا دین بدے اُسے قتل کر دو۔

محمد علی صاحب نے بخاری کی اس حدیث کیساتھ خوب ٹھٹھا کیا ہے اور اس طرح اپنے دل کی گندگی کو اور بڑھایا ہے۔

کہتے ہیں کہ یہاں دین سے کیا مراد ہے۔ کیا ہر ایک دین کو بدلنے والا واجب القتل ہے۔ تو یہودی سے کوئی نصرانی بنے یا ہندو سے عیسائی وہ بھی واجب القتل ہوگا۔

کیا محمد علی صاحب ایمان سے کہہ سکتے ہیں کہ جب وہ یہ لکھ رہے تھے خود ان کا ضمیر اندر سے ان پر

لغت نہیں کر رہا تھا؟ کیا واقعی طور پر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ایک لفظ کا بھی کوئی ایسا مطلب لینا جائز سمجھتے ہیں جس سے یہ لازم آتا ہو کہ ہر شخص جو اپنا پرانا مذہب چھوڑ کر اسلام میں آجائے اُسے تم قتل کرتے جاؤ۔ یہاں تو آپ معنی ڈالنے میں سوامی دیانند سے بھی کوئی سبقت لے گئے۔

جسوقت آپ کے دل میں یہ سوال آیا تھا کہ حدیث میں جو مسلمانوں کو خطاب ہے من بدل دینہ فاقتلوه اس میں کونسا دین خدا کے رسول کی مراد ہے تو اس کے جواب میں قرآن کی آواز پر کان دہرا ہوتا جو کہتا ہے کہ ان الدین عند اللہ (الاسلام) بلاشبہ دین تو اللہ کے نزدیک سلام ہی جو۔

ومن ینغم غیر الاسلام دینا کلن یقبل منه اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور جو کوئی اسلام کے سوا اور دین کی تلاش کرے تو وہ

مگر آپ کے دل میں تو وہ خدا کا دین ہے ہی نہیں اس لیے آپ مجبور ہیں کہ کافروں کے دین کی طیف جائیں۔ الاناء یترشح بما فیہ۔

بہر حال حدیث صحیح نے مرتد کے معاملہ میں خواہ وہ برسرِ پکار ہو یا نہ ہو فیصلہ کر دیا کہ وہ واجب القتل ہے اور لطیف یہ ہے کہ حضور نے کمال بلاغت سے من ارتد عن دینہ نہیں فرمایا کہ شاید کسی کو شبہ نہ ہو کہ یہ صرف اُس کے حق میں ہے جو مثلاً یہودیت وغیرہ کسی مذہب باطل کو چھوڑ کر اسلام میں آیا تھا پھر اُدھر ہی لوٹ گیا۔ بلکہ من بدل دینہ فرمایا کہ واجب القتل ہونے کے لئے خدائی دین کو تبدیل کرنا کافی ہے۔ ضرورت نہیں کہ جس مذہب سے آیا تھا اس میں لوٹ کر جائے۔

## خدای عزوجل اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کا فیصلہ مرتد کے متعلق

یہاں تک تو آپ نے مرتد کے بارہ میں خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا الگ الگ فیصلہ سنا۔ اب ایک جائی بھی سُن لیجے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مین کا علاقہ تقسیم کر دیا تھا۔ دونوں اپنے اپنے حلقہ میں کام کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بغرض ملاقات آئے۔ دیکھا کہ ایک شخص اُن کے پاس نہ ہاتھ لگا رہا

دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ مرتد ہے یعنی پہلے یہودیت سے اسلام لایا۔ پھر یہودی بن گیا۔ حضرت ابوموسیٰ نے معاذ سے کہا کہ تشریف رکھئے انہوں نے فرمایا نہیں۔ میں اس وقت تک نہ بیٹھوں گا جب تک یہ قتل نہ کر دیا جائے تین مرتبہ یہی گفتگو ہوئی۔ معاذ بن جبل نے فرمایا قضاۃ اللہ ورسول یعنی یہ اللہ کا اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے۔ چنانچہ وہ قتل کر دیا گیا۔ (صحیح بخاری)

## زنا دقہ کے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فیصلہ

یہ تو آپ نے ان دو صحابیوں کا ذکر کرنا جو غالباً آپ کے خیال میں علماء دیوبند سے بھی زیادہ تنگ نظر ہوں گے اب نبی کے چوتھے خلیفہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بقول آپ کے تنگ نظری بھی ملاحظہ کیجئے۔

عن عكرمة قال لى علي بن ابي طالب فاحرقهم فبلغ ذلك ابن عباس فقال لو كنت انا لم احرقهم  
نعم رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تعذبوا  
بعنا اب الله ولقتلتم لقول رسول الله صلى  
الله عليه وسلم من بدل دينه فاقتلوه (صحیح بخاری)

مافظ ابن حجر نے فتح الباری میں روایات نقل کی ہیں جن میں تصریح ہو کہ یہ زنا دقہ مرتدین تھے پھر بعض علماء کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ومن الزنادق  
الباطنية وهم قوم زعموا ان الله خلق شيئا ثم  
خلق منه شيئا اخر فبر العالم بأسره ويسموها  
العقل النفس قوله هم مقالان حقيقا النبوة  
وتحريف الايات وفرائض العبادات (فتح الباری ص ۳۱۶)

اس کو ظاہر ہوا کہ جب کو فقہاء زندقہ کہتے ہیں وہ مرتد ہی ہو اور زنا دقہ و مرتدین کا علم آپ کو معلوم ہو چکا۔

## قتل مرتد کا فیصلہ اجماع ائمہ الاسلام سے

قرآن و سنت کے بعد تمام ائمہ اسلام کا متفقہ فیصلہ بھی قتل مرتد کے متعلق سن لیجئے۔

امام عبد الوہاب شعرائیؒ میزبان کبرے میں تحریر فرماتے ہیں۔

وقد اتفق الامم على ان من ارتد عن الاسلام  
وجب قتله وعلى ان قتل الزنديق واجب وهو  
الذي ليس بالكفر ويتظاهرا بالاسلام (ميزان ص ۳۴)  
اور تمام ائمہ کا اس پر اتفاق ہو چکا ہے کہ جو شخص اسلام  
سے پھر جائے یا زندقہ ہو اس کا قتل واجب ہے اور زندقہ وہ ہے  
جو اندرونی کفر کے باوجود اسلام سے مظاہرہ کرتا ہے۔

اس عبارت کو پڑھ کر یہ آیت بھی تلاوت فرمائیے:-

ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى  
ويتبع غير سبيل المؤمنين فاولم نأتوا في فضلهم  
بجهنم وساءت مصيرا  
اور جس کسی نے رسول کی مخالفت کی بدایت ظاہر ہو جانے  
کے بعد اور جو مبین کے رہستہ کے سوا کسی اور رہستہ پر چلے تو ہم  
و مسکھو اے کریں گے بچ جیسے جس کو وہ اختیار کرتا ہے  
اور داخل کریں گے دوزخ میں اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

## قتل مرتد کے متعلق قیاس شرعی اور عقل سلیم کا کیا حکم ہے

چونکہ مضمون اندازہ سے زیادہ طویل ہوتا جا رہا ہے اس لئے قرآن سنت۔ اجماع پیش کرنے کے بعد  
چند الفاظ حافظ ابن قیمؒ کے نقل کرتا ہوں جن سے معلوم ہو گا کہ کافر حربی اور مرتد کا قتل کیا جانا عقل سلیم  
اور قیاس صحیح کا اقتضا ہے۔ فرماتے ہیں۔

### خلاصہ مطلب

فاما القتل فجعله عقوبة اعظم الجنايات كالجناية  
على النفس فكانت عقوبة من جنس الجناية  
على الدين بالطعن فيه والارتداد عنه وهذه  
الجناية اولى بالقتل وكف عدوان الجاني عليه من  
كل عقوبة اذ بقاءه بين اظهر عبادة مفسدة لهم  
والاخير يسي في بقاءه والاصلاحه فاذا حشر عدو  
امسك لسا وكف اذاه والترم الذل الصغار  
جریان احکام اللہ ورسول علیہ اداء الجزئیۃ لیکن  
فی بقاء بین اظهر المسلمین ضرر علیہم والذی لا یدری  
خدا تعالیٰ نے کنی طرح کی سزائیں مقرر کی ہیں ان میں سے قتل  
سب سے بڑے جرم کی سزا ہو سکتی ہے۔ مثلاً کسی بیکار  
کو ہلاک کر دینا۔ یا کسی عورت کی آبروریزی کر کے بٹھکلا  
کرنا۔ یا دین حق پر طعن کرنا اور اس سے پھر جانا۔ اور جب  
قتل عمد کی سزا قتل ہے تو دین برباد کرنے کی سزا بطریق  
اولیٰ قتل ہونی چاہئے کیونکہ ایک نفس کا ہلاک دین کی  
تباہی سے زیادہ قبیح نہیں ہے پس اس شخص کا وجود  
جو دین حق پر طعن کرے یا اس سے پھر جانے مسلمانوں کی  
جماعت کے اندر بڑی خرابی کا باعث ہے جس کے باقی کچھ  
میں کسی نیکی اور بہتری کی امید نہیں کی جاسکتی۔ یاں اگر وہ  
طعن کر تو اپنی زبان کو روکے اور اپنی شرارت سے

ومتناع الى حين وجعله ايضا عقوبة الجنایة علی  
الفروج المحرمات لافها من المفاسد العظيمة واختلاط  
الانساء بالفساد العالم (اعلام الموقعین ص ۲۱۸)۔  
باز رہے اور سنانوں کو دکھ نہ دے اور ذلیل و خوار اور خدا و  
رسول کے احکام کے سامنے پست ہو کر رہنا پسند کرے تو اس  
چند روزہ زندگی میں اُس کے لئے گنجائش ہے۔

یہاں تک ہم نے اولہ اربعہ سے قتل مرتد کا بقدر کفایت ثبوت پیش کر دیا ہے۔ اور اگر ضرورت محسوس  
ہوئی تو آئندہ اس کی مزید تشریح کیجائیگی۔

یہ بات رہ گئی ہے کہ بعض لوگوں نے قرآن کی وہ آیات پیش کی ہیں جن میں مرتد کے اعمال جہاں ہوئے  
یا ان پر لعنت برسنے یا آخرت میں غضب اور عذاب ہونے کا ذکر ہے۔ ان آیات میں ساتھ کی ساتھ  
اس کے قتل کو جانے کا حکم مذکور نہیں۔

لیکن اس میں تو غالباً مرزائیوں کو بھی تردد نہ ہوگا کہ قتل عہد کی سزا اسلام میں قتل ہے۔ پر حق تعالیٰ نے  
جس جگہ قرآن میں یہ فرمایا ہے

ومن یقتل مومناً متعمداً فجزاءہ جہنم  
خالداً فیہا وغضب اللہ علیہ ولعنة واعداءہ  
عذاباً عظیماً

اور جو شخص کسی مومن کو عمدتاً قتل کرے گا تو (آخرت میں)  
اس کی سزا جہنم ہوگی جس میں ہمیشہ رہنا ہوگا۔ اور اللہ اس پر  
غضب و لعنت کرے گا اور ایسے شخص کا خدا کا عذاب عظیم تیار کرے گا  
تو اس کا بدلہ صرف یہ قرار دیا ہے کہ اس کو دوزخ میں خلود ہوگا اور اللہ کا غصہ اور اس کی لعنت اُس پر ہے اور  
خدا نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ تو کیا اس جگہ صرف اخروی سزا مذکور ہونے سے مرزائیوں کے  
مابینہ مفسر کے نزدیک قاتل کو بھی دنیا میں آزاد چھوڑ دیا جائیگا۔ اگر یہی آپ کی قرآن فہمی اور نکتہ بنی ہے  
تو اپنے نام نہاد اسلام اور اُس کے فلسفہ کو آپ دنیا میں خوب نیک نام کریں گے۔

اور اگر آپ قاتل کی نسبت فیصلہ کرنے میں اتنی تاخیر نہ کرے کیسا ساتھ قرآن کی دوسری آیات کو بھی ملاتے ہیں تو  
مرتد کے متعلق فیصلہ کرتے وقت ایسا کرنے سے کیا چیز مانع ہے۔

آپ کتنی ہی کوشش کیجیے اور احادیث و آثار سے بھاگ کر قرآن کی پناہ لیجیے مگر قرآن آپ کو ضرور دھکے دیگا اور آپ کو  
جیل فاسدہ کو منہ پر طمانچہ مارے گا۔ کیونکہ رسولؐ سے بھاگنے والے کے واسطے خدا کے یہاں کوئی پناہ نہیں ہے۔

قرآن - حدیث - اجماع - قیاس کے فیصلوں کے بعد ایک خالص اسلامی حکومت (افغانستان) کا فیصلہ بھی وہ ہی ہونا تھا جو ہوا۔

لیکن جب کہ دولت علیہ افغانیہ کی سب سے بڑی شرعی عدالت نے نعمت اللہ قادیانی کو اس کے ارتداد کے جرم میں نہایت ذلت اور رسوائی کیساتھ قتل کرایا ہے مرزائی امت نے اس خالص اسلامی قانون کی تنفیذ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک محکم سنت کے احیاء کے خلاف شوروں ہنگامہ مپا کر رکھا ہے۔ کبھی وہ افغانستان کے مقابلہ پر امریکہ اور یورپ کو ابھلاتے ہیں کبھی ہندوؤں سے فریاد کرتے ہیں کبھی آزاد منش لیڈروں کو اکٹھا جاتے ہیں اور سب سے آخر میں اسی عامہ سے اپیل کی جاتی ہے۔

لیکن اُن کو یاد رکھنا چاہئے کہ قتل مرتد کا قانون نہ تو یورپ و امریکہ کی حکومتوں کا بنایا ہوا ہے اور نہ کانگریس یا کسی اور ذمیوی انجمن کی منظمہ کمیٹی سے اس کی منظوری میں ای لی گئی ہے اور نہ ہی میلک کے غوغائے عام یاد و دُروں کی کثرت کو اس کے پاس کئے جانے میں کچھ دخل ہے۔

وہ تو ایک آسمانی فیصلہ ہے جو خدا کے ان وفادار بندوں کے ہاتھوں سے نفاذ پذیر ہوتا ہے جنکی نسبت  
قرآن حکیم میں یہ ارشاد ہوا ہے۔ | تو قریب ہو کہ اللہ ایک ایسی قوم کو جن کو وہ محبوب

قرآن حکیم میں یہ ارشاد ہوا ہے۔  
فسوف یأتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ اذلہ  
علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاہدون  
فی سبیل اللہ ولا یخافون لومة لائم ذلک  
فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

تقریب ہو کہ خدا الایکھا ایک ایسی قوم کو جن کو وہ محبوب  
رکھتا ہے اور وہ خدا کو محبوب رکھتی ہے۔ کافروں کے مقابلہ  
میں غالب اور مومنین کے سامنے خاکسار جہاد کرے گی  
خدا کے راستہ میں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے  
نہ ڈرے گی۔ یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہے دے۔

اور وہ ایک فرمانِ رسالت ہے جس کا امثال اُن ہی سعیدِ روحوں کا حصہ ہے جن کو حق تعالیٰ نے اپنے باغیوں کی سرکوبی کے لئے سائے جہان میں سے چُن لیا ہے اور جن کو اس نے محض اپنے افضال سے اشداء علی الکفار رحماء بینہم کا مغزِ حرمت فرمایا ہے۔

بیخ تویہ سے کہ اس دو فتن میں جب کہ الحار اور لاندہمیت کی رو کے خلاف کوئی کام کرنے کی بہت ہی کم جرات ہو سکتی ہے اعلیٰ حضرت امیر غازی ہایدہ اللہ بعونہ و نصرہ نے اس سنتِ سنہیہ کو زندہ رکھنے کے بارگاہِ الہی اور قلوبِ مؤمنین میں وہ عزت پیدا کر لی ہے جو انہ انوں کی وہی ہوئی اور بادشاہوں کی تسلیم کی ہوئی عاقبتوں سے بالاتر ہے۔ قاعدہ ہے کہ جو شخص جس گورنمنٹ کے قانون کو قبول کرے اور اس کی حمایت کرتا ہے اس کی پشت پر اس گورنمنٹ کی ساری طاقت ہوتی ہے۔ پس ضرور ہے کہ جو بادشاہِ خدائی قانون کی حمایت اور نفع دہ کرے خدائی طاقت اس کی حامی اور سپر پورٹ ہو۔ اور اسی لئے ہم کو بغیر رکھنا چاہیے کہ اعلیٰ حضرت امیر غازی بسوقت تک قانون اسی بکاخوت لومہ لائیم اپنا دستور العمل بنائے رہیں گے خدائی طاقت ان کو ہر شیطانی طاقت کے مقابل میں مظهر و منصور کرے گی۔ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مُوَلِّوْهُمُ الْحَرْبَ وَجَاعِلُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُكَلَّفِيْنَ جَدَدًا لِّثَ ظٰهِيْر۔

آج تاجدارِ افغانستان سے قاتلہ حدودِ آئینہ سے قرنِ صحابہ کی یاد تازہ کر دی اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ مبارک کو خوش کرنے میں اس بات کی کچھ پرواہ نہیں کی کہ دنیا ان کو وحشی بھیگی یا جاہل۔ انہوں نے بڑی دیرری کیب تھ اسلام کے حقیقی حسن و جمال اور قدتی سادگی و خوبصورتی کو پردہ اٹھا دیا اور اس بناوٹی خوبصورتی اور مصنوعی رنگ و روپ سے اس کو بے نیاز ثابت کر دیا جس میں اسلام کے نادان دوست یا دانا دشمن اسے پیش کر رہے تھے۔

امیر کابل جیسے خالص، خود مختار اسلامی فرمانروا سے اسلام کی یہ خدمت کچھ زیادہ عجیب نہیں لیکن تعجب اور تعجب سے زیادہ مسرت ہم کو اس بات پر ہے کہ غلامِ ہندوستان کے اسلامی اخباروں کو (جن میں معزز زمیندار اور سیاست خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں) حق تعالیٰ نے ایسی سیدھی سمجھ اور مؤمنانہ جرات اور صراطِ مستقیم پر چلنے کے لئے بصیرت کی وہ روشنی عطا فرمائی ہے جس نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوئے اسلام کی اصلی ہیئت اور فتنہ، غلط فہمیت کے کفریات اور بدنتائج کا مشاہدہ کرنے کے لئے غافلوں اور بیخبروں کی آنکھوں کے سامنے اُجالا کر دیا ہے۔

مسلمان قوم کے حق میں یہ بڑی مبارک فال ہے کہ اس کے موثر اخبار تجارتی مقاصد اور لومہ لائیم

کی پرواہ نہ کر کے ٹھیک ٹھیک اسلامی تعلیمات لوگوں کے سامنے پیش کریں اور ان کی حمایت پر عمل  
وجہ البصیرۃ کمربستہ ہوں۔

ان اخباروں کی روش افغانستان کے اس فعل کی تائید و تحسین میں حق پرست مسلمانوں پر یہ ثابت  
کر رہی ہے کہ یہ اخبار محض کسب زر کا آلہ نہیں بلکہ اسلام کے بہترین خادم ہیں۔ جو چاہتے ہیں کہ حد  
بڑھے ہوئے آزاد مسلمانوں کے جذبات و محسوسات کی ٹرین کو کچھ تپتے ہٹا کر اُسی سیدھی لائن پر  
گھڑا کر دیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے عرب کی زمین پر چھائی تھی۔

لاہوری یا پٹی کے امیر (محمد علی صاحب) تو لکھتے ہیں کہ افغانستان کے اس فعل نے اسلام کی ترقی کو  
دس برس تپتے ڈال دیا مگر میں انہیں خوشخبری سناتا ہوں کہ دس برس نہیں۔ اُس نے اووالا امر مسلمانوں کی  
نمائندگی ہمسایہ ملک آزادی کی طرف ترقی کرنے سے تیرہ سو سال تپتے ہٹا دیا۔

مرزا نیوں کو بڑی فکر ہے کہ افغانستان کا یہ فعل جب اسلام کی طرف منسوب ہوگا تو غیر مسلم قومیں اسلام سے  
نفرت کرنے لگیں گی اور یہ سمجھ جائیں گی کہ اسلام صرف تلوار کے زور سے قائم رکھا جاسکتا ہے  
اور یہ ایک بڑی روک اشاعت اسلام کے راستہ میں ہوگی۔

لیکن قرونِ اولیٰ کا تجربہ ہم کو یہ بتلاتا ہے کہ جب صدیق اکبر اور دوسرے خلفاء کے عہد میں ارتداد کا  
فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے موافق تلوار کی نوک سے کیا جاتا تھا حتیٰ کہ بعض اوقات  
سر زمین عرب کا وسیع رقبہ مرتدین کے خون سے رنگین ہو ہو گیا۔ اس وقت اشاعت اسلام کی رفتار  
ترقی اس قدر سریع اور حیرت میں ڈالنے والی تھی کہ جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عظیم الشان  
معجزہ کے سوا اور کچھ نہیں سمجھا جاسکتا۔

جیسا کہ مہبوی دیر پیسے میں ثابت کر چکا ہوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
حکم من بدل دینہ فاقمہ کی تعمیل میں ایک لمحہ کا توقف بھی نہ رکھتے تھے لیکن مرزائیوں کے  
لئے یہ قدر تعجب اور غصہ کا مقام ہوگا کہ ان ہی صحابہ کے عہد میں مشرک کفار اسلام کے حلقہ بگوش بنتے  
گئے۔ نہ تو دقتِ مرتدین کو دیکھ کر اسلام سے بدگمان ہوئے اور نہ انہوں نے حاملین اسلام و نفرت کی۔



بلکہ وہ یہ دیکھ کر کہ مسلمان حکمرانوں کے زیر سایہ جہاں تمام یہود و نصاریٰ اور دوسری غیر مسلم اقوام اس طرح آزادانہ زندگی بسر کرتے اور اپنے مذہبی وظائف کو بلاماروک ٹیک بجالاتی ہیں۔ کسی مرتد کا بیدار قتل کیا جائے۔ اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمان صرف ایک ہی چیز کے خواہاں ہیں اور وہ یہ کہ اُن کے دین میں برے جراثیم کی تولید نہ ہونے پائے اور کبھی ہو جائے تو اس کو ترقی اور تعدیہ کا موقع نہ ملے۔ جراثیم ارتداد کا فنا کرنا فی الحقیقتہ بقیۃ سچے ایمان داروں کی حفاظت کرنا ہے۔

مرتد کا وجود ایک محکم فتنہ ہے جس سے کمزور اور سادہ لوح مسلمانوں کے خیالات میں تشویش اور اُن کے جذبات میں تلاطم پیدا ہو سکتا ہے۔

جو لوگ عہد رسالت میں اپنے آدمیوں کو امنوا بالذی انزل علی الذین امنوا وجہ النہار واکفروا اخرہ کا مشورہ دیتے تھے۔ اُن کی غرض بھی لعلمہم یہ رجوع ہی تھی۔ یعنی یہ کہ کچھ مصنوعی مسلمانوں کو اسلام سے پھرتے ہوئے دیکھ کر سچے مومنین کو بھی جھوٹ اور باہل کی طرف آنے کی ترغیب ہوگی یا کم از کم یہ خیال کر کے کہ آخر کچھ تو وجہ ہے کہ یہ لوگ اسلام قبول کرنے کے بعد اُس سے منحرف ہو گئے ہیں۔ اُن کے دلوں میں بھی ایک طرح کا تردد اور تذبذب پیدا ہو جائیگا۔

اسی لئے اسلام نے ارتداد کے ملک جراثیم کو تباہ کر ڈالنے کے لئے پوری قوت استعمال کر نیک حکم دیا ہے۔

بہتر ہے کہ مرتد کو اولاً سمجھاؤ۔ اُس کے شبہات کا ازالہ کرو۔ اگر وہ خدا کی کھلی کھلی آیات دیکھنے اور واضح دلائل سننے کے بعد بھی اپنی معاندانہ ضد اور ہٹ دھرمی پر قائم رہے اور اپنی ہوا و ہوس یا اولیٰ باطلہ کی پیروی سے باز نہ آئے تو مسلمانوں کی جماعت کو اس کے زہریلے وجود سے پاک کر دو کہ تین شہدائے عدلیہ کے بعد دین میں کوئی اگر اہ نہیں ہے۔ لیہ ملک من ہلک عن بینۃ و یحییٰ من حۃ عن بینۃ۔

ایک شخص اتفاقاً گھوڑے سے گر پڑا۔ ٹانگ ٹوٹ گئی۔ ہڈی کے ریزے ادھر ادھر گھس گئے سول جن کا کام یہ ہے کہ ہڈی کو جوڑے۔ زخم صاف کرے۔ پٹی باندھے اور مرہم لگائے۔ لیکن اگر کسی میرے

زخم مندمل نہ ہو سکے بلکہ اس کے پلوں دوڑنے اور باقی ٹانگ کو بھی خراب اور مسموم کر دینا کا اندیشہ ہو تو کیا اُس وقت اُس سول سرجن کا یہ ایک شرفخانہ فرض نہیں ہو جاتا کہ وہ ٹانگ کے مسموم حصہ کو کاٹ کر پھینک دے۔ اور اُس فاسد عضو بدن پر یہ سمجھ کر کچھ زخم نہ کھائے کہ ٹھوڑے سے لڑنا اور ٹانگ ٹوٹ جانا اور زخم کا مندمل نہ ہونا اُس کے اختیار میں نہیں تھا۔ اُس وقت سول سرجن کا فرض یہ دیکھنا نہیں کہ آیا مریض نے اپنے اختیار سے مرض کو پیدا کیا ہے یا بے اختیاری طور پر پیدا ہو گیا ہے بلکہ اپنے اختیار کو دیکھنا ہے جسے وہ مریض کے قبیلہ اعضا بدن کو بچانے کے لئے استعمال کر سکتا ہے۔ یا اور کھوکھار اور ایک سخت زہر بلا مادہ ہے جو جسم میں پیدا ہو جاتا ہے۔ خدائی سول سرجن اُس کی تحلیل یا اخراج کی تمیر سے تھک جاتے ہیں تو آخر الحیل السیف کے قاعدہ سے اُس عضو کا کھوکھار کر پھینک دیتے ہیں۔ اور وہ ایسا کرنے کے وقت خدا کی طرف سے ولا تاخذکم بجماعہ رافعتی دین اللہ اور واخلط علیہم کے مخاطب ہوتے ہیں۔

کسی سخت پریشن کا مشاہدہ کرنے سے بعض اوقات نازک دل عوتیں یا بعض ضعیف القلب مرد بھی غش کھا کر گر پڑتے ہیں لیکن اگر کوئی کمزور دل ڈاکٹر اس سے متاثر ہو کر اوپر پریشن چھوڑ بیٹھے تو نہیں کہا جاسکتا کہ وہ برا حمل ہے بلکہ کہا جائیگا کہ وہ اپنے منصب سے معزول کر دینے کے قابل ہے۔

ہم کو خدا کا بڑا شکر اگر انا چاہتے کہ اُس نے موجودہ غلط خطا میں امیر غازی مان اللہ خاں اور اُن سے پہلے اُن کے والد مرحوم کو وہ اختیارات بخشے اور ان اختیارات کے استعمال کی توفیق مرحمت فرمائی جو جسم کم کو نہایت ہی سہی آلائشوں سے پاک کرنے اور اصلاح پلانے کے لئے ضروری تھے۔

اگر بغرض محال یہ صحیح بھی ہو کہ امیر صاحب کے اس فعل سے اشاعت اسلام میں کچھ رکاوٹ پیدا ہوتی ہے تو اس میں پھر بھی کوئی شبہ نہیں کہ حفاظت اسلام میں اُس سے بڑی بھاری مدد ملی اور شاید قادیان کی کسی چوٹی بکری کو اب مدت تک یہ ہوس نہ ہوگی کہ علانیہ افغانیوں کے اسلام یا اُن کی تحقیر قومیت میں سینک مار کر کابل کے ذبیح خانہ سے شہادت کا فخر حاصل کرے۔

مرزا محمود ہوں یا محمد علی اُن کو چاہئے کہ وہ دہلی ویرپ یا سواجی بنو سمانوں کو اتنا بیوقوف نہ سمجھیں

وہ سب کے سب میر کا بل کو آپ کے کہنے سے اتنا سرفاک اور جاہل سمجھ لیں گے کہ وہ دول غیر کے تمام سفر کو انقدر مامون و مضمون رکھنے اور افغانی مندوں کو ہندوستانی ہندوؤں سے زیادہ آزادی اور طمانیت عطا کرنے کے باوجود شق تیج آزمائی یا بچہ و اکراہ اسلام پھیلانے کے لئے قادیان کی ایک بڑی انصاف اللہ شہر حلاؤ خوش ہوتے ہیں۔

کوئی شبہ نہیں کہ کسی آدمی کو عداقتل کر دانا بڑی سخت چیز ہے بڑے قرآن نے جس کو فتنہ کہا وہ قتل سے بھی بڑھ کر سخت ہے والفتنة اسد من القل۔ والفتنة اکبر من القتل۔

یہ فتنہ دین حق سے ٹٹے یا ہٹانے والے کا فتنہ ہے۔ ہر پروا دار یسندونک عن بعض ما انزل اللہ بالکتاب میں متنبہ کیا گیا ہے۔ اور جس کو حضرت یارون علیہ السلام نے ایسی قوم کے مرتد کو سالہ پرتوں کو مخاطب کرتے ہوئے باقوم انما اختلفتم بہ سے تعبیر فرمایا تھا۔ اور جو ان کفار کا ہمیشہ مطمح نظر رہتا ہے جن کی کتب قرآن میں لکھا گیا ہے۔

ددوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء اور وہ چاہتے ہیں جیسو وہ خود کافر ہیں تم بھی کافر ہو کر ان کی برابر ہو جاؤ اور دد کثیر من اهل الکتاب لو بدرو نکم بہت سے اہل کتاب ازراہ صہ یا رزوکتے ہیں کہ تم کو من بعد ایمانکم کفر احسدا من عند انفسہم ایمان لانے کے بعد پھر کافر بنا لو ایں۔

اور ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن اسی فتنہ کے روکنے اور مٹانے کے لئے ہمیشہ تم سے اس لئے جنگ کرتے رہیں گے کہ اگر ان کا دیکھو ان استطاعوا ایں چلے تو تم کو تھامے دین سے ہٹا دیں۔

اسی فتنہ کے روکنے اور مٹانے کے لئے وہ جارحانہ اور مدافعانہ جہاد بالسیف مشروع کیا گیا جس کا خیال مسلمانوں کے دلوں سے محو کرنے کے لئے لاہوری پاشی کا لغوی اور محمودی پاشی کا برہمنی نبی مبعوث ہوا ہے۔ پڑھو

وفاتلوہم حتی لا یتکون فتنۃ و یتکون الدین للہ دشمنان اسد ام سے اس وقت تک لڑو کہ فتنہ کا وجود نہ ہو اور خدا کا دین ہی غالب ہو کر رہے (جیسا کہ لیظہرہ سو

الدین کلہ سے مفہوم ہوتا ہے۔

صحیح بخاری میں ابن عمر سے اور سنن ابن ماجہ میں عمران بن حصین سے منقول ہے کہ اس فتنہ سے مراد ارتداد کا فتنہ ہے (دیکھو فتح الباری ص ۳۱۱) اور اسی کی طرف اشارہ صحیح مسلم میں سعد بن ابی وقاص کی روایت میں موجود ہے۔

پس اسلام کا سارا جہاد و قتال خواہ ہجوم کی صورت میں ہو یا دفاع کی صرف مرتد بننے یا بنانے والوں کے مقابلہ میں ہے۔ جس کی غرض یہ ہے کہ فتنہ ارتداد یا اس کے خطرہ سے مومنین کی حفاظت کی جائے۔ اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ مرتدین کا جو مجسم فتنہ میں استیصال ہو اور مرتد بنانے والوں کے حملوں اور تدبیروں اور ان کی شوکت و قوت کو جس سے وہ مسلمانوں کے ایمان کو موت کی دھمکی دیتے ہیں ہر ممکن طریقہ سے مد کا جائے یا توڑا جائے۔

چنانچہ کفار اگر جزیہ دیکر اسلامی رعایا بننے یا مسلمانوں کے امن میں آجائے یا باہمی مصالحت اور عاہدہ کی وجہ سے مسلمانوں کو عملاً مطمئن کر دیں کہ وہ ان کے دین میں کوئی ختمہ انگاری نہ کریں گے اور ان کے غلبہ اور شوکت کی وجہ سے مسلمانوں کو مرتد بنائے جائے گا کوئی سازش باقی نہ رہیگا تو ایسی اقوام کے مقابلہ میں مسلمانوں کو ہتھیار اٹھانا جائز نہیں۔

حتى يعطوا الجزية عن يد وهم صاغرون | یہاں تک کہ وہ جزیہ ادا کریں یا تم سے ذلیل ہو کر۔  
وان احل من المشركين استجاراك فاحر | اور اگر مشرکین میں سے کوئی تم سے پناہ مانگے تو تم اس کو پناہ  
حتى يسلم كلام الله ثم ابلغه فامنه | دے دو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام شہینے پھر اس کو اوس کی امن کی جگہ پہنچا دو۔

وان جنحو للسلام فاجنم لها وتوكل على الله | اور اگر وہ صلح کے لئے جھکیں تو تم بھی ان کی جھکناؤ اور ان کو  
فان اعز لوكم فلم يقاتلوكم والقوا اليكم | پھر اگر وہ تم سے علیحدہ ہوں اور نہ تم سے صلح کی سلسلہ جنبانی کریں  
السلام فما جعل الله لكم عليه مسبيلا | تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے مقابلہ میں تم کو کوئی راستہ نہیں دیا۔  
وان نكثوا اياها هم من بعد عهد هم طعنوا | اور اگر وہ عہد و پیمان کے بعد اپنی قسمیں توڑ لیں اور تمہارے دین پر  
في دينكم فقاتلوا ائمة الكفر | زبان درازی کریں تو اگر وہ تم کو کفر کے سرداروں سے۔

پس جہاد باسیف خواہ ہجومی ہو (یعنی بطریق حفظ یا تقدم) یا دفاعی (یعنی بطریق چارہ سازی) صرف

مومنین کے ایمانوں کی حفاظت کے لئے ہے۔ اور یہ ایک ایسا فطری حق ہے جس کو کوئی عقل اور  
مذہب انسان مسلمانوں کو محروم نہیں کر سکتا۔

اس لئے احکام جہاد کی نسبت جو قرآن میں بکثرت موجود ہیں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ لاکراہ فی  
الدین اور اقلنت نکرہ الناس حتیٰ یکونوا مومنین کے معارض ہیں۔ بلکہ کہا جائیگا کہ دین میں کوئی  
اکراہ نہیں۔ البتہ جو فتنے دین میں رخنہ ڈالتے ہوں اُن کے روکنے میں ضرور اکراہ ہے یعنی جہانتک  
مسلمانوں کی طاقت میں ہوگا فتنہ کو اجازت نہیں دی جائیگی کہ وہ مسلمانوں کی جماعت میں سرنکالی  
یا نشوونما پائے۔

اگر اسلام کی اسی حفاظت خود اختیاری کے معنی اس کا بزورِ شمشیر پھیلا یا جانا ہے تو میں اقرار کرتا ہوں کہ  
بیشک ایسی حفاظت کے لئے شمشیر استعمال ہوتی ہے۔ اور برابر ان لوگوں کے ہاتھوں سے جنھیں  
خدا ایسی قوت اور توفیق بخشیدگا استعمال ہوتی رہیگی۔ البتہ ہادِ ماضِ الیٰ بوعمر القیامؑ۔

خواہ قادیان کا متنبی اپنے قلم کی چوں چوں سے کتابی اس تلوار کی جھنکار کو پست کرنا چاہے۔  
ہم بچہ اللہ خوب سمجھتے ہیں کہ اسلام کے بہت سے دانا دشمنوں نے اس امر کی حمایت میں کہ اسلام  
برگزیرِ زورِ شمشیر نہیں پھیلا موٹی موٹی کتابیں لکھی ہیں اور کیسی خوبصورتی اور دانائی سے ایک سچی بات  
لمکر دوسری سچی بات (جہاد بالسیف) کی اہمیت اور ولولہ کو مسلمانوں کے دلوں سے محو کرنا چاہا ہے  
اور اسلام کے بہت سے نادان دوست بھی اُن کی اس منافقانہ ہمدردی کا شکار ہو گئے ہیں اور  
انہوں نے اپنی اصلاح کی قبینہ سے مسلہ جہاد کے بازو کتر ڈالے ہیں۔

لیکن یاد رکھئے کہ قانینِ بائق کا گروہ نہ تو کسی کی تجلیل اور تحمیل سے ڈرتا ہے اور نہ کسی کی مکاری اور  
چرب سانی سے پیچتا ہے۔

وہ بلا خوف تردید کہتا ہے کہ تم حقیقت جہاد سے جاہل ہو اور خدا سے قدوس کی انتہائی وفاداری اور  
اس کی راہ میں شجاعانہ سرفروشی کو اگر تم وحشیانہ حرکت اور مذہبی دیوانگی سے موسوم کرتے ہو تو ہم اپنی  
دیوانگی اور تمھاری فرزانگی کی نسبت مولانا رومی کی زبان میں صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں۔

بعد ازین دیوانہ سازم خوش را  
اوست فرزانه که سبزه زانه شد

آزمودم عفت بل دور اندیش را  
اوست دیوانہ که دیوانہ نہ شد

بہر حال قتل مرتد یا جہاد با سیف کا علم مسلمانوں کو غنتہ سے محفوظ رکھنے کے لئے ہے جس کا اہل  
مخاطب امام صاحب اقتدار ہوتا ہے جن ممالک میں مسلمانوں کا کوئی امام صاحب اقتدار نہ ہو وہاں  
عام مسلمان اس قسم کے احکام کے تکلف نہیں ہیں (جیسے ہندوستان ہے) بناؤ علیہ ہندوستان کے  
مرتد یا غیر مسلم اقوام کو نعمت اللہ خاں کے قتل سے خوف کھانے کی کوئی وجہ نہیں بلکہ خود افغانستان کی  
غیر مسلم رعایا یا متاثرین کو بھی جیسا کہ مشاہدہ کیا جا رہا ہے کوئی خطرہ نہیں۔

لاہوری پارٹی کے امیر کی سمجھ میں ابھی تک یہ فلسفہ نہیں آیا کہ ایک ہندو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم  
کو نفوذ باللہ جھوٹا سمجھ کر حکومت افغانستان کے ماتحت آزاد ہے۔ ایک عیسائی یا یہودی آپ کو  
نفوذ باللہ منقری مسترد دیکر حکومت افغانستان کے کسی عہدہ پر بھی فائز ہو سکتا ہے۔ لیکن ایک  
مسلمان یہ کہہ کر خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں یہ نہیں (یعنی خاتم النبیین کا تاویل باطل کے پردہ میں  
انکار کر کے) واجب القتل ہو جاتا ہے۔

مجھے افسوس ہے کہ ایسی سیدھی اور موٹی سی بات امیر جماعت احمدیہ کی سمجھ میں کیوں نہیں آتی۔ وہ  
کوڑوں انسان جو برٹش قلمرو سے باہر رہتے ہیں اور انہوں نے آج تک انگریزوں کی حکومت اپنے اوپر  
قبول نہیں کی آزاد ہیں کہ جو چاہیں قانون اپنے لئے بنائیں اور جس طرز سے چاہیں زندگی بسر کریں انگریزی  
حکومت کو ان سے کوئی شکر کار نہیں لیکن وہ شخص جو برٹش حکومت اور برٹش قانون کو قبول کر کے انگریزی  
رعایا بن چکا ہے وہ چاہے بغاوت کا جھنڈا کھڑا کر دے اور سڈیشن یا انار کی پھیلائے اور حکومت کے  
قانون کو توڑے۔ ساتھ ہی زبان سے یہ بھی کہتا ہے کہ میں انگریزوں کی وفادار رعایا میں سے ہوں۔

حکومت اُس سے اغراض نہیں کر سکتی حکومت اگر اس کے لئے بھانسی یا حبس و ام کی سزا تجویز کرے تو  
یہ سوال نہیں کیا جاسکتا کہ جب کروڑوں آدمی دنیا میں انگریزی حکومت سے باہر ایسے موجود ہیں جو  
انگریزی قانون اور اس کی حکومت کو قطعاً نہیں مانتے اور حکومت اُن کو کوئی تعرصہ نہیں کرتی تو کیا وجہ

کہ رعیت کا اقرار کرنے والے شخص کو سٹیشن کے جرم میں اس قدر سخت اور سنگین سزا دی جا رہی ہے  
 خوب سمجھ لو کہ جو شخص اسلام میں داخل ہوا وہ اس کے حلقہ حکومت میں آگیا اور اُس نے  
 اسلام کے پورے قانون کو اپنے حق میں قبول کر لیا۔ اب اگر وہ اسلام کا زبانی دعویٰ رکھتے ہوئے  
 اسلام سے نکلنا چاہتا ہے اور اُس کے قانون کو توڑنا چاہتا ہے۔ اور خاتم النبیین کی رعیت بنز  
 کے بعد کسی کذاب کو جدید نبی مان کر فی الحقیقت آپ کے دعوائے خاتم النبیین کو جھٹلاتا ہے وہ اسلام  
 کا باغی ہے پس اسلام کی طرف سے دو یقیناً ایسی سزا کا مورہ ہوگا جس کے مورد وہ غیر مسلم لوگ  
 نہیں ہیں جو ابھی تک اسلام کے حلقہ میں داخل ہی نہیں ہوئے اور جو من شاء فلیومن و  
 من شاء فلیکفر کی تمذیہ آمیز آزادی سے ابھی تک متمتع ہو رہے ہیں۔

امیر جماعت احمدیہ سوال کرتے ہیں کہ

”اگر مسلمان حکومتیں اپنے ملکوں میں یہ قانون بنائیں گی کہ غیر مسلم کو ان کے ملک میں  
 اپنے مذہب کی تبلیغ کی اجازت نہیں تو اس کے بالمقابل کیا عیسائی طاقتیں اسی  
 قسم کا قانون اسلام کے خلاف بنانے میں حق بجانب نہ ہوں گی کہ ان کی حکومت میں  
 تبلیغ اسلام کی اجازت نہیں اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ یہ ہی کہ تبلیغ اسلام کا کام دنیا میں  
 قطعی طور سے رک جائیگا۔“

اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام اپنے اختیار سے کسی شخص کو مرتد بنائے جانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔  
 اسلام کا یہی قانون افغانسان میں بہت پہلے سے رائج ہے۔ اب اگر اس کے جواب میں محمد علی یامرزا  
 محمود کے مشورے سے غیر مسلم حکومتیں اپنے قلمرو میں تبلیغ اسلام کو روکیں تو اگرچہ ہم مسلمان اپنے عقیدہ  
 کے موافق کہ آج دنیا میں صرف ایک مذہب اسلام ہی سچا اور مکمل اور عالمگیر مذہب ہو سکتا ہے ان کی  
 اس بندش کو حق بجانب نہیں کہہ سکتے۔ تاہم یہ ضرور ہے کہ وہ ایسا اگلیں تو ہم ان کو روک بھی نہیں  
 نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک طرف اگر نو مسلموں کا سلسلہ رک جائیگا تو دوسری جانب پانچ سو سالوں کا اسلام سے  
 نکلنا بھی بند ہو جائیگا۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ موجودہ دولت کی حفاظت غیر موجود دولت کی

تحصیل سے اہم اور مقدم ہے۔ کسی چھوٹی سے چھوٹی اور ضعیف سے ضعیف سلطنت کی غیرت بھی اس کی اجازت نہیں دے گی کہ وہ اپنے حاصل شدہ حقوق و فوائد کی حفاظت کے لئے فوج بھرتی کرنے اور بڑی سے بڑی طاقت کی ٹکڑاٹھانے سے پہلو ہٹ کرے۔

حالانکہ وہ جانتی ہے کہ اس تحفظ کے سلسلہ میں اس کے سپاہیوں کا نقصان غنیم کے سپاہیوں سے بہت زیادہ ہوگا۔

پھر کیا وجہ ہے کہ اسلام اپنے پیروں کی ایمان کی حفاظت میں ایسی غیرت اور مضبوطی نہ دکھلائے۔ اور اس خوف سے کہ اُس کو دوسری جگہ بعض غیر حاصل شدہ فوائد سے محروم ہونا پڑے گا اپنی حاصل شدہ حقوق کی حفاظت سے دست بردار ہو جائے۔

مرزا محمود اور محمد علی مع اپنی ذریات کے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر عیسائی طاقتوں سے ایسا قانون بنائیں اور تبلیغ اسلام کے قانوناً رد کر دیئے جانے کا گناہ اور قتل مرتد کے جواب میں قتل کئے جانے والے نو مسلموں کا خون اپنی گردن پر اٹھائیں۔ لیکن وہ یہ امید ہرگز نہ رکھیں کہ افغانی حکومت اُن کی ان دھمکیوں سے مرعوب ہو کر اپنا اسلامی قانون بدل ڈالیگی۔ اور اُن کو یہ موقعہ دیا جائیگا کہ افغانستان کے نہایت ہی پکے اور سچے مسلمانوں میں ایک جھوٹے نبی کا نام لیکر اور غیر مسلموں کے ایجنٹ بنکر تفرقہ اندازی کرتے پھریں۔

محمد علی صاحب کہتے ہیں کہ اسلام کی فتح اس میں نہیں کہ مسلمان ملکوں میں دوسرے مذہب کی تبلیغ رُک کر رہے۔ بلکہ اسلام کی فتح یہ ہے کہ اسلام کے مخالف اپنی ساری مادی طاقتوں کو صرف کر لیں اور جبکہ اسلام سے لوگوں کو نکالنے کے لئے زور لگا سکتے ہیں لگائیں اور آخر دیکھ لیں کہ کس طرح پرودہ ناکام رہتے ہیں۔

میشک اس نتیجہ کا ہم کو بھی یقین ہے اور خدا کی مہربانی اور امداد سے ہم کو پورا وثوق ہے کہ اسلام کے خلاف سب دجالانہ کوششیں اندرونی ہوں یا بیرونی آخر کار ناکام ہو کر رہیں گی۔ لیکن اس یقین اور اور وثوق سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہم بُرائی کی جس کوشش کو ظہور میں آنے سے پہلے روکنے پر قادر ہوں



نہ روکیں اور جس بدی کو نمودار ہونے سے قبل ہی ہم بند کر سکتے تھے وہیں بند نہ کریں۔

اسلام صرف بہادری نہیں حکیم بھی ہے وہ اپنی بہادری کے جوش میں اور آخری فتح کے یقین پر احتیاطی تدابیر اور حفاظتی وسائل کو نظر انداز نہیں کرتا۔ بلکہ بطور انجام دہی جہاں تک ممکن ہو فتح کے آنے سے پہلے ہی بند لگاتا ہے۔ اگر اس پر بھی فتنہ کسی جگہ نہ رک سکے تو پھر بہادری نہ مقابلہ کرتا ہے۔ اور ہر صورت میں انجام یہ ہی ہوتا ہے کہ حق کی فتح اور باطل کا سر نہچا ہو۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین پر چڑھائی کی لیکن جب انہوں نے مانعین زکوٰۃ سے حکم زکوٰۃ نہ ماننے کی وجہ سے قتال کا ارادہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ مانع آئے کہ تم لکھ پڑھنے والوں کے ساتھ قتال کیسے کرو گے۔ آپؓ فرمایا کہ واللہ لا قاتلن من فرق بین الصلوة والزکوٰۃ۔ خدا کی قسم میں ضرور اس شخص سے قتال کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا۔

چنانچہ حضرت عمر اور دوسرے معترضین کی سمجھ میں یہ بات آگئی اور حق تعالیٰ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے فتنہ ارتداد کا استیصال کر دیا اور حق کو وہ فتح و نصرت نصیب ہوئی کہ بعد میں صحابہ ابو بکر کے اس کارنامہ پر رشک کرتے تھے۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ مانعین زکوٰۃ اگر خلیفہ کے مقابلہ میں چڑھ کر آئے تھے تو کیا حضرت عمرؓ جلیل القدر صحابہ اس کی مداخلت سے ابو بکر صدیق کو روکتے تھے۔ کیا انہوں نے فقاتلوا اللہ تعالیٰ حتی یفرج الی امر اللہ قرآن میں نہیں پڑھا تھا۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب میں یہ نہ فرمایا کہ یہ لوگ مانع ہیں اور خلافت کے مقابلہ پر انہوں نے چڑھائی کی ہے اسلئے ان سے لڑنا ضرور ہے۔ جو جواب دیا وہ صاف بتلاتا ہے کہ اگر کوئی جماعت مسلمان ہونے کے بعد نماز یا زکوٰۃ یا اسلام کے کسی قطعی حکم کے ماننے سے انکار کریگی تو اس سے ضرور قتال کیا جائیگا۔ تا وقتیکہ راہ راست پر نہ آجائے۔

ہاں خنفیہ نے قتل مرتد کے حکم سے عورت کو مستثنیٰ کہا ہے۔ اگرچہ جس دوام کا حکم وہ بھی دیتے ہیں۔ یہ اسلئے نہیں کہ جرم ارتداد کی سزا قتل نہیں ہے بلکہ ایک ہی جرم کی دو سزائیں مجرمین کے احوال کے تفاوت کی بنا پر ہیں۔



# درست خانہ عثمانیہ

الرحمہ ہر زمانہ میں اس کی ضرورت رہی ہے کہ اسلام کے محاسن اور اس کے اسرار و حکم اور قرآن و سنت کی حقائق کو ظاہر کرنیوالی کتابیں طالبین حق کے ہاتھوں میں پہنچیں۔ جن کو پڑھ کر مسلمانوں کے قلوب مطمئن اور ایمان تازہ اور قوی ہوں اور اسلامی تعلیمات پر نکتہ چینی کرنے والے بھی اگر نیک نیتی اور انصاف سے پڑھیں تو اپنے خیالات کی اصلاح کر سکیں۔

لیکن آج یہ ضرورت ہمیشہ سے زیادہ ہے اسلام کے اند اور اُس سے باہر کئی ایک فرقے ایسے کھڑے ہو گئے ہیں جو اپنی پوری ہمت۔ سرگرمی اور تدبیر سے نہ صرف اسلام بلکہ دنیا میں سے مذہبیت کی عام روح کو فنا کر ڈالنا چاہتے ہیں۔ وہ بار بار بند سبک ٹالی کر ناعدہبیت کی فتح چاہتے ہیں۔ اسلام روحانیت کا ممکن میلہ ہونے کی وجہ سے چونکہ لاندہبیت کا سب سے زیادہ سخت اور طاقتور دشمن ہے۔ اس لئے ان لوگوں کی سراد علناً سر طریقہ سے یہ کوشش رہتی ہے کہ اسلام کا روشن چراغ کسی طسوج باطل کی پھونکوں سے گل کر دیا جائے۔

ان ہی واقعات و دواغث نے ہمارے دل میں یہ تحریک پیدا کی کہ ہم اپنے استاد امام المفسرین و المتکلمین مابرا السیاسة المدنیۃ والذہبیۃ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی سے یہ درخواست کریں کہ وہ وقتاً فوقتاً دین الفطرۃ (اسلام) کے اہم اور معرکہ آلا مسائل اور قرآن و حدیث کے خاص خاص ضروری حقائق پر تقریر فرما دیا کریں جس کو ہم خدام منضبط اور مرتب کر کے آپ کو دکھلا دیں اور آپ کی اصلاح و ترمیم کے بعد شائع ہو جایا کرے تاکہ حاضرین کی طرح غائبین بھی ان جواہر گرانمایہ سے متمتع ہو سکیں۔

اسی سلسلہ کا پہلا نمبر اعجاز القرآن کے نام سے شائع ہو چکا ہے جس کے آخر میں وعدہ کیا گیا تھا کہ قرآن کریم پر جو بیغمانہ نکتہ چینیوں کی لکھی ہیں آئندہ اُن کا جواب دیا جائیگا۔

چنانچہ اسی سلسلہ کا دوسرا نمبر الجہاد الکبیر طبع ہو کر تیار ہو گیا ہے جو بندہ عاجز نے مولانا کی تقریر سے مرتب کیا ہے اور مولانا اس پر صلاحی نظر فرما چکے ہیں۔ اسی سلسلہ کے دو نمبر اور طیار رکھے ہیں جو انشاء اللہ بعد میں شائع کئے جائیں گے۔

مولانا کی رائے یہ ٹھہری ہے کہ ستیا رتھ پر کاش کے چودہویں باب میں جمہور اعتراضات و شبہات

قرآن کریم پر کئے گئے ہیں ان کا بالترتیب جواب ہوئے امیہ ہے کہ یہ سلسلہ طالبین حق و صواب اور مبلغین و مستأخرین کے لئے نہایت مفید ہوگا۔

مولانا کے علم و فضل اور تحریر و تقریر سے آج دنیا واقف ہے۔ مشکل سے مشکل مضامین اور دقیق سے دقیق علوم کو سلیس اور دلچسپ عبارت میں اور انگریز کا خاص حصہ خدا تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔  
بندہ عاجز کی پوری کوشش ہوگی کہ اس سلسلہ کے تمام نمبر خواہ وہ کسی کے قلم سے منضبط ہوں اور مولانا کی دوسری تصانیف سب ایک جگہ میسر ہوں تاکہ شائقین کو طلب کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔

اسی ضرورت سے کتب خانہ عثمانیہ کے نام سے یہ کتب خانہ قائم کیا گیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ان کتابوں کے مطالعہ گزریوے اس کتب خانہ کے قیام کی ضرورت کو مجھ سے زائد محسوس کرینگے اور اگر کوئی صاحب سلسلہ کے مستقل خریدار بننا چاہیں تو وہ اپنا نام اور پتہ مجھ کو لکھ کر بھیج دیں تاکہ جو کتاب اور رسالہ اس میں تیار ہو وہ ان کے پاس فوراً بھیج دیا جائے۔ فقط والسلام

فہرست کتب مصنفہ حضرت امام المفسرین و امین ماہر السیاسة المدنیة و الشریعہ  
حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی مدہام

الاسلام جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ اگر دنیا میں کوئی مذہب عقل سلیم اور فطرہ صحیحہ کے موافق ہو تو وہ نہایت سب اسلام ہو قیمت ۱۰  
العقل لبقول جس میں دکھلایا گیا ہے کہ اگر کبھی عقل سلیم اور نقل صحیح میں اختلاف ہو تو فیصلہ کیا صورت ہے اور ترجیح کا کیا طریقہ ہے۔

عجاز القرآن جس میں معجزہ کی تحقیق اور قرآن کا کلام الہی ہونا ثانی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت ۵  
ہدیہ سنینیہ جس میں مسئلہ وحدۃ و تعدد حق اور نعمانے جنت کے جسمانی ہونے کی تحقیق کی گئی ہے۔ قیمت ۲  
تحقیق خطبہ جمعہ خطبہ کس زبان میں ہونا چاہئے۔ قیمت ۱۰

درود دل حضرت الحاج مولانا راہ پوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کا نہایت درد انگیز مژبہ قیمت ۱  
الجہاد الکبیر و السلسلہ جواب ستیا رتھ پرکاش۔ اس حصہ میں مسئلہ ذبح حیوانات کی تحقیق ہے۔ قیمت ۲  
المیضاً ۲۲ جس میں جہاد کے مسئلہ کی پوری تحقیق ہے۔ (زیر طبع)۔

خاکسار بندہ محمد یحییٰ نانوتوی شرتھانوی معین المدرسین دارالعلوم دیوبند

